ماہنامہ
Monthly
المرشد
Al-Murshad
لاہور
Lahore
دسمبر ۲۰۰۰
December, 2000

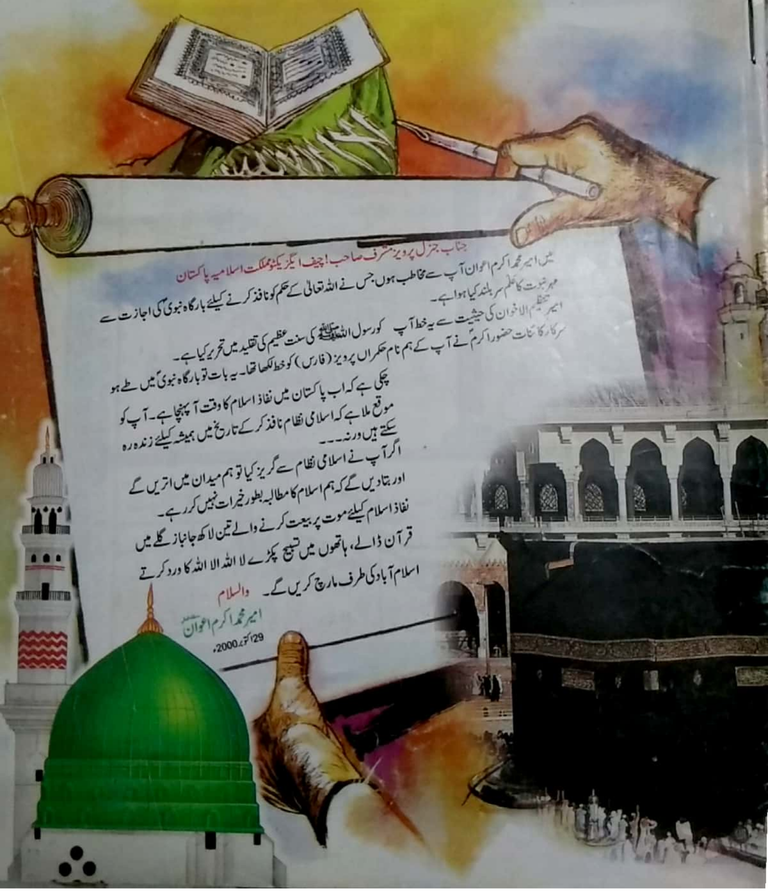

اسرار التنزیل

قرآن مجید کو بہتر طور پر سمجھنے کیلئے
مولانا محمد اکرم اعوان مدظلہ کی اچھوتے اور منفرد انداز میں لکھی ہوئی تفسیر "اسرار التنزیل" چھپ چکی ہے۔

تفسیر کا انگریزی ترجمہ بھی شائع ہو چکا ہے۔
آرٹ پیپر پر مجلد اور آفسٹ پیپر پر عام مجلد دستیاب ہے۔

اویسیہ کتب خانہ

اویسیہ سوسائٹی کالج روڈ ٹاؤن شپ لاہور فون: 5182727

AWASIA SOCIETY
COLLEGE ROAD, TOWNSHIP LAHORE.
PH:5182727

ماہنامہ
المُرشد
لاہور

بانی: حضرت العلام مولانا اللہ یار خانؒ مجدد سلسلہ نقشبندیہ اویسیہ

سرپرست: حضرت مولانا محمد اکرم اعوان مدظلہ شیخ سلسلہ نقشبندیہ اویسیہ

ناظم اعلیٰ: کرنل (ریٹائرڈ) مطلوب حسین نشرواشاعت: چوہدری غلام سرور

دسمبر 2000

جلد نمبر 22 شمارہ نمبر 5

مدیر ــــــ چوہدری محمد اسلم

نائب مدیر ــــــ الطاف قادر گھمن

سرکولیشن منیجر ــــ راناجاوید احمد

کمپیوٹر گرافکس۔ اعجاز احمد اعجاز

CL No. 3

قیمت 20 روپے

اس شمارے میں

-1	حکمرانوں کو آخری وارننگ (اداریہ)	محمد اسلم	3
-2	مجاہد کی للکار	امیر محمد اکرم اعوان کا کھلا خط	4
-3	ظلم کے سائے	امیر محمد اکرم اعوان	8
-4	فلسفہ رمضان	امیر محمد اکرم اعوان	15
-5	اکابرین ملت کا اجلاس	الطاف قادر گھمن	17
-6	روزے کی برکات	پروفیسر عبدالرزاق	20
-7	دنیا کی حقیقت	امیر محمد اکرم اعوان	21
-8	من الظلمت الی النور	احمد نواز بھکربار	28
-9	پاکستان کا سب سے بڑا مسئلہ	امیر محمد اکرم اعوان	34
-10	وحدت ادیان؟	الشیخ راحت گل	39
-11	دین اور مذہب	امیر محمد اکرم اعوان	41
-12	الاخوان کیا ہے؟	منور حسین کلو	48
-13	اسلامی انقلاب کی منزل قریب آگئی	محمد اسلم	49
-14	باتیں ان کی خوشبو خوشبو	حضرت اللہ یار خانؒ	52
-15	نامے میرے نام	قارئین کے خطوط	53
-16	جو میں جانتا ہوں تم نہیں جانتے	امیر محمد اکرم اعوان	54
-17	قرآن مجید کے شماریاتی حقائق	ڈاکٹر طارق	62

بدل اشتراک	سالانہ	تاحیات	بدل اشتراک	سالانہ	تاحیات
پاکستان	175 روپے	2700 روپے	برطانیہ اور یورپ	25 سٹرلنگ پاؤنڈ	130 سٹرلنگ پاؤنڈ
بھارت، سری لنکا، بنگلہ دیش	400 روپے	4000 روپے	امریکہ	45 امریکن ڈالر	300 امریکن ڈالر
مشرق وسطیٰ کے ممالک	90 سعودی ریال	700 سعودی ریال	کینڈا	50 امریکن ڈالر	350 امریکن ڈالر

رابطہ آفس۔ دار العرفان، عقب عبداللہ پور ویگن سٹینڈ، ریلوے کالونی، فیصل آباد۔ فون 542284

ناشر پروفیسر حافظ عبدالرزاق انتخاب جدید پریس لاہور 6314365

ہیڈ آفس۔ ماہنامہ المرشد، اویسیہ سوسائٹی، کالج روڈ ٹاؤن شپ، لاہور۔ فون 5182727

اسرار التنزیل

امیر محمد اکرم اعوان کے ایمان افروز قلم سے لکھی گئی تفسیر "اسرار التنزیل" قرآن پاک کی روح کو سمجھنے میں بہت مدد دیتی ہے۔ تصوف کے حوالے سے آیات کی تفسیر بڑے خوبصورت انداز سے کی گئی ہے۔ صاحب تفسیر نے بالکل سادہ انداز سے لکھا ہے۔ تفسیر کا انگریزی ترجمہ بھی شائع ہو چکا ہے۔

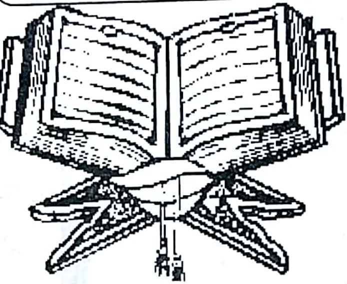

فضیلت ماہ رمضان

یہی مبارک مہینہ ہے جس میں قرآن نازل ہوا جو اللہ کا ذاتی کلام ہے اور اتنی عظمت کا حامل ہے کہ ساری نوع انسانی کے لئے ہدایت ہے اور روشن دلیلوں سے مزین' حق اور باطل میں فرق بتانے والا ہے' تمام انعامات میں خواہ وہ مادی ہوں یا روحانی اور جن کا شمار انسان سے ممکن اعلیٰ انعام یہ ہے کہ انسان کو' مخلوق کو' بے بس و بے کس کو خالق بے نیاز رحمت سے پکارے اور اسے اپنے کلام کا شرف بخشے۔ سبحان اللہ!

یہ وہ مبارک مہینہ ہے جس میں نزول کلام ہوا۔ حدیث شریف میں وارد ہے کہ جس قدر کتابیں اور صائف اللہ کی طرف سے انبیاء پر نازل ہوئے اور خود قرآن مجید اسی ماہ کی مبارک رات کو لوح محفوظ سے سماء دنیا پر نازل ہوا اور پھر مسلسل تیئس برس میں حضور اکرم ﷺ کے قلب اطہر پر نازل ہوتا رہا' یہ مہینہ ہی بہت برکات کا حامل ہے' تم میں سے جو اس کو پالے وہ روزے رکھے۔ یہاں پالینے سے مراد بحالت صلاحیت ہے یعنی مومن ہو' عاقل ہو' بالغ ہو' اگر کافر نصف رمضان میں مسلمان ہوا یا نابالغ بالغ ہوا تو اس کے بعد روزے فرض ہوں گے گزشتہ کی قضاء نہ ہوگی۔ ہاں! مجنون اگر مسلمان تھا تو صلاحیت رمضان رکھتا تھا۔ جب ہوش آیا تو سارے قضا کرے گا۔ اسی طرح مریض' مسافر یا حیض ونفاس والی عورت کہ جب روزہ کی صلاحیت پائیں گے تو سب روزے قضا کریں گے جس قدر بھی پہلے چھوڑ چکے ہوں۔

"پالینا" سے مراد خود رمضان کا چاند دیکھ لینا یا معتبر شہادت سے پتہ چل جانا اور یا پھر شعبان کے تیس دن پورے ہو جانا ہے اس کے بعد رمضان شروع ہو جائے گا اگر 29 شعبان کو ابر وغیرہ ہو چاند نظر نہ آئے اور شرعی شہادت بھی میسر نہ ہو تو روزہ نہ رکھا جائے گا۔ حدیث شریف میں اس کی ممانعت ہے کہ یوم الشک کا روزہ نہ رکھے۔

اداریہ

حکمرانوں کو آخری وارننگ

امیر تنظیم الاخوان مولانا محمد اکرم اعوان کا حاکم وقت جنرل پرویز مشرف کو خط ملک کے سیاسی' مذہبی اور صحافتی حلقوں میں موضوع بحث بنا ہوا ہے۔ ہمارے قومی پریس نے اس خط کو بھرپور کوریج دی---- اخبارات کے اداراتی صفحات پر خط کے مندرجات پر اظہار خیال جاری ہے---- کچھ اخبار نویسوں نے اس خط کے مندرجات کو حالات اور وقت کا تقاضا قرار دے کر مولانا محمد اکرم اعوان کے اس اقدام کو مجاہد کی للکار کہا ہے---- جبکہ کچھ کالم نویس مخالفانہ رائے رکھتے ہیں---- ان کا خیال ہے کہ مولانا نے جلد بازی سے کام لیا---- یہ وقت ایسی فیصلہ کن کارروائی کے لئے مناسب نہیں۔ انتہائی اقدام سے پہلے حکمرانوں کو اصلاح احوال کا ایک اور موقع ملنا چاہئے تھا---- ان کا خیال ہے کہ شاید فوجی حکومت جمہوری نظام کی کوئی نئی قابل قبول صورت سامنے لے آئے---- شاید عوام کی محرومیاں کسی اور طریقے سے ختم ہو جائیں-----

حقیقت تو یہ ہے کہ کبھی جمہوریت کے نام پر اور کبھی مارشل لاء کے نام پر 53 برس سے لٹیروں نے اس ملک پر حکومت کی------ حکمران کوئی بھی آیا' فائدہ صرف ایک مخصوص طبقہ کو حاصل ہوا---- سیاستدانوں' بیورو کریٹس اور اعلیٰ فوجی افسروں نے ہر دور میں عیش و عشرت کی زندگی گزاری---- دوسری طرف غریب--- مظلوم اور متوسط طبقہ ہر دور میں ظلم کی چکی میں پستا رہا---- ظالم حکمران ان کا حق چھینتے رہے---- ٹیکسوں کے نام پر عوام کا خون نچوڑا جاتا رہا---- یہ عمل آج بھی جاری ہے---- غریب آج بھی مر رہے ہیں--- انصاف آج بھی بک رہا ہے--- بیمار علاج کے لئے سسک رہے ہیں--- غریب کے بچوں پر تعلیمی اداروں کے دروازے بند ہیں--- سرکاری دفاتر آج بھی غریب کی پہنچ سے باہر ہیں--- ظلم قائم ہے--- ظلم کا نظام آج بھی رائج ہے----

کیا مسلمانوں نے اپنے مال' جانیں اور عزتیں قربان کر کے یہ ملک ان ظالم لٹیروں کے لئے حاصل کیا تھا---- کیا یہ ملک اس لئے حاصل کیا گیا تھا کہ یہاں ظالم حکمران جب چاہیں جیسے چاہیں غریبوں کا خون چوستے رہیں---- کیا یہ ملک اسی لئے حاصل ہوا تھا کہ اس کے باسی عدالتوں میں حصول انصاف کے لئے دھکے کھائیں--- کیا یہ ملک اس لئے حاصل ہوا تھا کہ غریب کے بچے بنیادی تعلیم سے محروم رہیں---- کیا یہ ملک اس لئے حاصل ہوا تھا کہ انگریز کا ظالمانہ نظام قوم پر مسلط کر کے اس کے حقوق غصب کئے جائیں----

نہیں---- نہیں---- یہ ملک لٹیروں' ظالموں اور غاصبوں کے لئے نہیں بنا تھا---- یہ ملک غیور مسلمانوں نے اس لئے حاصل کیا تھا کہ یہاں اسلام کا علَم بلند ہو--- اس ملک میں اسلامی نظام رائج ہو---- یہ ملک لوٹ مار کرنے والے سیاستدانوں' بیورو کریٹس یا جرنیلوں کا نہیں---- یہ ملک غریب عوام کا ہے---- یہ ملک ان لاکھوں مسلمانوں کا ہے جن کے آباؤ اجداد نے قربانیاں دے کر اسے حاصل کیا تھا---- اس لئے غیرت مند مسلمان اور باشعور پاکستانی قوم اب یہاں مزید لوٹ مار کی اجازت نہیں دے سکتی---- اب قوم یہاں انگریز کے نظام کو مزید برداشت نہیں کر سکتی----

حکمرانو---- سن لو !

لوٹ مار اور دھوکہ دہی بند کرو------ ہوش کے ناخن لو--- اپنی حرکتوں سے باز آجاؤ---- بہت ہو گئی---- اب قوم مزید کوئی ڈھونگ برداشت نہیں کر سکتی' غریب عوام کو اب کوئی انتخابی ڈرامہ نہیں چاہئے---- قوم کو صرف اسلامی نظام چاہئے--- حکمرانو' تمہارے پاس اب دو راستے ہیں جن میں سے ایک راستہ اختیار کرنا پڑے گا۔ یا تو ملک میں اسلامی نظام نافذ کرو یا پھر بھاگنے کی تیاری کرو---- کیونکہ دوسرے تمام راستے اب بند ہو چکے ہیں۔

مجاہد کی للکار

امیر محمد اکرم اعوان کا جنرل پرویز مشرف کے نام کھلا خط

ایوان صدر اور چیف ایگزیکٹو ہاؤس میں بھی وہی معیار زندگی ہو جو اس ملک کے عام شہری کا ہے

آپ اسلام نافذ کریں، ہم آپ کے ساتھ ہیں' اگر آپ نے اسلامی نظام کے نفاذ سے گریز کیا تو ہم میدان میں اتریں گے

موت پر بیعت کرنے والے تین لاکھ جانباز گلے میں قرآن ڈالے' ہاتھوں میں تسبیح پکڑے' کلمہ کا ورد کرتے ہوئے اسلام آباد کی طرف مارچ کریں گے

ہم اسلام کے طالب ہیں' اسلام ہماری زندگی ہے' اسلام کے بغیر ہمارا جینا ہمارے لئے باعث شرم ہے

یہ بات تو بارگاہ نبوی ﷺ میں طے ہو چکی ہے کہ اب پاکستان میں نفاذ اسلام کا وقت آ پہنچا ہے

بنام- جناب جنرل پرویز مشرف صاحب' چیف ایگزیکٹو! مملکت اسلامیان پاکستان

سلام مسنون! اللہ تعالیٰ مجھے' آپ کو' سب کو صراط مستقیم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔ (آمین)

میں تنظیم الاخوان کا امیر محمد اکرم اعوان آپ سے مخاطب ہوں جس نے اللہ کے حکم کو نافذ کرنے کے لئے بارگاہ نبوی ﷺ کی اجازت سے مہرنبوت کا علم سربلند کیا ہوا ہے لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ کے نام پر معرض وجود میں آنے والے ملک خداداد پاکستان میں اسلامی نظام نافذ کرنے کے لئے تین لاکھ کلمہ گو میرے ہاتھ پر موت کی بیعت کر چکے ہیں۔ اسلامی نظام کے لئے شہادت کا یہ عزم کروڑوں مسلمانوں کی دلی آرزو کا آئینہ دار ہے۔

جنرل صاحب! ان کی ترجمانی کرتے ہوئے میں آپ پر واضح کرنا ضروری سمجھتا ہوں کہ چونکہ اسلام کے نام پر قائم ہونے والے اس ملک کی زمام کار آپ نے سنبھال کر اسلامیان پاکستان کی ذمہ داری اپنے کندھوں پر اٹھا رکھی ہے تو ان کے حقوق کی بازیابی آپ کا فرض بنتا ہے اور ان کا سب سے پہلا حق یہ ہے کہ انہیں فرنگی کے غلامانہ نظام کے جہنم سے نکال کر اسلامی نظام کی برکات سے نوازا جائے۔

جنرل صاحب! اسلام صرف نماز' روزے' عبادات کا نام نہیں یہ تو مسلمان فرد کا اللہ کے ساتھ ذاتی معاملہ ہے ہم تو اسلام کے حوالے سے اجتماعی معاملات اور حقوق العباد کی بات کرتے ہیں ہم اسلام کی بات کرتے ہیں تو ملک کے ہر شہری کے حقوق کی بات کرتے ہیں۔ آزادی رائے کی بات کرتے ہیں۔ انسانی ضمیر کی بات بھی کرتے ہیں' بھوکے انسان کے خالی پیٹ کی بات بھی کرتے ہیں۔ غربت اور مہنگائی میں پسے ہوئے لوگوں کو معاشی آسودگی دینے کی بات کرتے ہیں۔ ان کے بچوں کی تعلیم و تربیت کی بات کرتے ہیں۔ بے روزگاروں کے روزگار کی بات کرتے ہیں۔ بیماروں کے لئے دوا کی بات کرتے ہیں اور آپ کے لئے دعا کرتے ہیں کہ اللہ آپ کو توفیق دے کہ آپ اسلام کا وہ عادلانہ نظام نافذ کر دیں کہ ایوان صدر اور چیف ایگزیکٹو ہاؤس میں بھی وہی معیار زندگی ہو جو اس ملک کے عام شہری کا ہے۔ اراکین سلطنت عیش و عشرت اور عیاشی کی بجائے سادہ طرز زندگی اپنائیں۔

جنرل صاحب! آپ نے اپنے ایجنڈے میں معیشت کی بحالی پر بڑا زور دیا تھا۔ معیشت' معیشت کرتے آپ کا پہلا سال حکمرانی اس حال میں گزرا کہ معاشی بدحالی کے سائے مزید گہرے ہو گئے ہیں۔

جنرل صاحب! آپ کی یہ خوش فہمی دور ہو جانی چاہئے کہ "امریکی ہرکارے" مملکت اسلامیہ پاکستان کو خوشحال کر سکتے ہیں۔ وہ تو ہمیں گروی رکھنے کی پالیسی پر گامزن ہیں۔ یہودی مالیاتی اداروں کا بھکاری بنے رہنا ہی معاشی کمال ہے تو پھر زوال کیا ہے؟ اب بھیک مانگنے کا یہ سلسلہ بند ہو جانا چاہئے۔

جنرل صاحب! یہودی معیشت کے جال سے جان چھڑائیے۔ ملک کی رگوں سے بہت خون نچوڑا جا چکا ہے اب مزید گنجائش نہیں ہے۔ اب اسے حیات بخش توانائی کی ضرورت ہے جو اسلامی معاشی' فلاحی نظام سے ہی ممکن ہے۔ ہمارے ماہرین نے 2000-2001 کے سرکاری بجٹ کا تجزیہ کر کے اسلامی محاصل کا اعداد و شمار کے ساتھ اجمالی خاکہ تیار کیا ہے جو اس خط کے ساتھ منسلک ہے۔ اسلامی محاصل کے اس پروگرام کو عملی طور پر بروئے کار لا کر بیرونی قرضوں کی بھیک مانگنے سے بھی نجات مل سکتی ہے اور عوام کو بھی بھاری ٹیکسوں کے بوجھ سے نجات دلا کر ٹیکس فری سوسائٹی قائم کی جا سکتی ہے۔

اسلامی نظام معیشت کا صرف ایک جزو اسلامی محاصل نافذ کرنے سے ہی عام فرد کا معاشی گراف غربت سے نکل کر خود کفالت میں آجائے گا اور ملک کا سٹیٹس ویلفیئر سٹیٹ میں بدل جائے گا۔ پاکستان اسلامی فلاحی مملکت بن جائے گا۔ ہر شخص کو آسودگی اور طمانیت حاصل ہو گی۔ اسلامی محاصل نافذ کرنے سے ملک کے مالیاتی وسائل میں اس قدر اضافہ ہو جائے گا کہ بیماریوں کے لئے علاج معالجہ فری ہو سکتا ہے۔ بچوں کی تعلیم فری ہو سکتی ہے۔ بیوہ عورتوں' یتیموں کے وظیفے مقرر ہو سکتے ہیں۔ بے روزگاروں کو الاؤنس دیا جا سکتا ہے۔ ہر گاؤں ہر دیہات میں تمام شہری سہولتیں فراہم کی جا سکتی ہیں۔

جنرل صاحب! میں پورے یقین کے ساتھ آپ کو گارنٹی دیتا ہوں کہ ہمارے پیش کردہ اسلامی محاصل کے پروگرام پر عمل کر کے متذکرہ نتائج حاصل کئے جا سکتے ہیں۔ میں آپ کو دعوت دیتا ہوں کہ اس بارے میں آپ ہمارے ماہرین سے بالمشافہ Discuss کریں Point to point ہر پہلو پر کھل کر بات کریں۔ تجزیہ کریں اور اپنے ماہرین کے نسخوں سے موازنہ کریں یقیناً ہمارا پیش کردہ اسلامی فلاحی نظام ہی ملک کو درپیش مسائل عملاً حل کر سکتا ہے۔

جنرل صاحب! آپ یہ بات فراموش نہ کریں کہ اقتدار بھی چند روزہ ہے اور زندگی بھی چند روزہ۔ ان میں سے کسی کو دوام نہیں۔ صرف کردار کے حوالہ سے نام زندہ رہتا ہے۔ آپ کو موقع ملا ہے کہ اسلامی نظام نافذ کر کے تاریخ میں ہمیشہ کے لئے زندہ رہ سکتے ہیں۔ ورنہ یاد رکھیں ایک دن نہ صرف بے اختیار بلکہ بے حس و حرکت چند گز ان سلے کپڑے میں لپٹے پڑے ہوں گے۔ وہاں کوئی سرکاری گارڈ' سپیشل اسکواڈ نہیں ہو گا۔ دائیں بائیں سرکاری محافظ نہیں ہوں گے بلکہ منکر نکیر جواب طلب کر رہے ہوں گے۔

جنرل صاحب! ہم چاہتے ہیں کہ آپ اللہ کی دی ہوئی حیات اور حکومت و اختیار سے فائدہ اٹھائیں اور دین دنیا کی سرخروئی حاصل کرنے کے لئے اسلامی نظام نافذ کر دیں۔ امریکہ اور مغرب کو خوش کرنے کی بجائے اللہ کو خوش کریں کہ جو مشرق و مغرب کا مالک ہے۔

ولله المشرق والمغرب

جنرل صاحب! آپ اسلام نافذ کر دیں۔ ہم آپ کے ساتھ ہیں اللہ کی طرف سے دیا گیا موقع ہے آپ کی حکومت اسلام نافذ کر دے۔ اللہ آپ کے ساتھ ہو گا۔ اللہ تعالیٰ کی رحمت سے یہ زمین اپنے پوشیدہ خزانے آپ پر کھول دے گی لیکن جنرل صاحب، ہم وعدہ نہیں' عمل چاہتے ہیں۔ بسم اللہ کیجئے اور اگر آپ نے ماضی کے دھندلکوں میں گم ہونے والے سابقہ حکمرانوں کی روش پر ہی گامزن

رہتے ہوئے اسلامی نظام کے نفاذ سے گریز کیا تو ہم میدان میں اتریں گے اور بتادیں گے کہ ہم اسلام کا مطالبہ بطور خیرات نہیں کر رہے بلکہ یہ ہمارا حق ہے۔ اس قوم کا حق ہے۔ محمد رسول اللہ ﷺ کا کلمہ پڑھنے والے کروڑوں مسلمانوں کا حق ہے۔

جنرل صاحب! آپ اسلام نافذ نہیں کریں گے تو میرے ہاتھ پر نفاذ اسلام کے لئے موت کی بیعت کرنے والے تین لاکھ جانبازوں کے سر آپ کو کاٹنے ہوں گے۔ اسلام کے نفاذ کے لئے محمد رسول اللہ ﷺ کے غلاموں کے سروں کی فصل تیار ہے۔ شہادت کی موت چاہنے والے تین لاکھ مجاہد ہراول دستہ ہوں گے ان کے پیچھے تین کروڑ سر فروش موجود ہوں گے۔

جنرل صاحب! آپ اسلام نافذ نہیں کریں گے تو ہم اسلام کے لئے ایوان اقتدار کی طرف آئیں گے۔ موت پر بیعت کرنے والے تین لاکھ جانباز گلے میں قرآن ڈالے ہاتھوں میں تسبیح پکڑے لا الہ اللہ محمد رسول اللہ اور اللہ ہو کا ورد کرتے ہوئے اسلام آباد کی طرف مارچ کریں گے۔ ہم بندوقیں نہیں لائیں گے لیکن اگر کسی نے ہم پر بندوقیں اٹھانے کی غلطی کی تو ہم ان سے بندوقیں چھین لیں گے۔ بندوقیں چلانا ہمیں آتا ہے لیکن ہم غیر مسلح آئیں گے۔ ہم امن کے داعی ہیں۔ ہم محمد رسول اللہ ﷺ کے سپاہی ہیں۔ ہم سب عدل کے طالب ہیں۔ اللہ تعالیٰ اس ملک کے لئے دی جانے والی شہادتوں کو سرفراز فرمائے 'شہیدوں اور جانبازوں کے جذبہ ایمان کو قبول فرمائے۔ انشاء اللہ العزیز اس سرزمین پاک کے نصیب میں اسلام لکھ دیا گیا ہے۔ لیلتہ القدر کو بننے والے اس ملک پر لاکھوں شہداء کا خون نچھاور ہوا تھا اب وہ وقت آگیا ہے کہ ہم کمزور بن کر اسلام کے لئے بھیک نہیں مانگیں گے۔

جنرل صاحب! ہم اسلام کے طالب ہیں۔ اسلام ہماری زندگی ہے۔ اسلام کے بغیر ہمارا جینا ہمارے لئے باعث شرم ہے۔ ہمارے ساتھی جانباز اسلام کے نفاذ کے لئے شہادت کا عزم کر چکے ہیں۔ انشاء اللہ اس ملک میں اسلام نافذ ہو کر رہے گا۔ جنرل صاحب! اگر آپ کو یہ سعادت نصیب نہیں تو اللہ کے حکم سے کسی اور خوش نصیب کے ہاتھوں سہی۔

جناب جنرل پرویز مشرف صاحب! امیر تنظیم الاخوان کی حیثیت سے یہ خط میں نے آپ کو رسول اللہ ﷺ کی سنت عظیم کی تقلید میں تحریر کیا ہے۔ سرکار کائنات حضور ﷺ نے آپ کے ہم نام حکمران پرویز کو خط لکھا تھا کہ وہ محمد رسول اللہ ﷺ کی اطاعت قبول کر لے لیکن پرویز نے اس مکتوب نبوی ﷺ سے روگردانی کرتے ہوئے محمد رسول اللہ ﷺ کی اطاعت سے انکار کر کے اپنے آپ کو تاریخ کے عبرتناک انجام کے حوالے کر دیا تھا۔ میری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ آپ کو عبرتناک انجام سے محفوظ رکھے اور اللہ کریم آپ کو توفیق دے کہ آپ محمد رسول اللہ کی اطاعت قبول کرتے ہوئے اس ملک میں محمد رسول اللہ ﷺ کا لایا ہوا نظام نافذ کر دیں۔

اور جنرل صاحب! یہ بات تو بارگاہ نبوی ﷺ میں طے ہو چکی ہے کہ اب پاکستان میں نفاذ اسلام کا وقت آپہنچا ہے۔

والسلام

امیر محمد اکرم اعوان

رسول اللہ ﷺ کا ایران کے شہنشاہ خسرو پرویز کے نام خط کا متن

ایران کے شہنشاہ خسرو پرویز ہرمزد کو رومیوں نے 627ء میں نینوا پر شکست فاش دی اور اسے دجلہ کے دوسرے کنارے پر دھکیل دیا۔ یہ واقعہ اس وقت کا ہے جب کہ رسول اللہ ﷺ کے مدینہ ہجرت کر جانے پر پانچ سال گزر گئے تھے۔ ہجرت کے چھٹے سال قریش سے صلح حدیبیہ کا معاہدہ ہو گیا تو رسول اللہ ﷺ نے سلاطین عالم کے نام تبلیغی خطوط روانہ فرمائے۔ انہی میں ایک خط خسرو پرویز شہنشاہ ایران کے نام بھی تھا۔ اور اس خط کو لے جانے والے آپ ﷺ کے صحابی حضرت عبداللہ بنؓ حذافہ سہمی تھے۔ وہ اس نامہ مبارک کو لئے ساسانی شہنشاہ کسریٰ کے ایوان سپید کے دروازے پر کھڑے ہوئے تھے۔

خسرو پرویز ان دنوں سخت پریشان تھا۔ رومیوں کے ہاتھوں شکست کا صدمہ اتنا شدید تھا کہ وہ نہایت بدحواس اور تنک مزاج ہو گیا تھا۔ اس کے غم وغصے کا نشانہ امرائے دربار اور سرداران فوج بنے ہوئے تھے۔ کیونکہ وہ سمجھتا تھا کہ انہی امیروں اور سرداروں کی غفلت' بزدلی' بلکہ غداری کی بدولت اسے ہرقل کے مقابلے میں شکست ہوئی تھی۔ اب وہ ان کو قرار واقعی سزا دینا چاہتا تھا۔ اس وقت پورے فارس میں خوف ودہشت کی فضا طاری تھی۔ آئے دن کسی نہ کسی امیر کے قید ہونے' کسی وزیر کے پھانسی چڑھنے' کسی سالار لشکر کے فرار ہونے کی خبریں پھیلتی رہتی تھیں۔ شہنشاہ زخمی سانپ کی طرح پھنکاریں مار رہا تھا۔ اور شکست خوردہ قوم خوف ومایوسی کے عالم میں دم بخود لرزاں وترساں تھی۔

اس پس منظر میں قصر سپید کے پھاٹک پر ایک اجنبی شخص عجیب ہیئت ولباس میں کھڑا ہوا جندرمہ کے افسروں سے اندر داخل ہونے کے لئے اصرار کر رہا تھا۔ اس کے جسم پر کملی کا ایک ٹکڑا تھا جسے اس نے کفن کی طرح گلے میں ڈال رکھا تھا' جو دونوں طرف بغل کے نیچے سے دامن تک ببول کے کانٹوں سے سلی ہوئی تھی۔ کمر میں ایک رسی باندھ رکھی تھی۔ ایک ٹوٹی نیام میں تلوار لٹک رہی تھی۔ سر پر رومال بندھا ہوا تھا۔ مگر پاؤں میں جوتے نہیں تھے۔

قصر کے نگہبانوں نے اسے اندر داخل ہونے نہیں دیا۔ مگر ایک دن' جب کہ خسرو اپنے مشیروں سے عرب قبائل کے رویے کے متعلق گفتگو کر رہا تھا' ایک امیر نے موقع پا کر اسے اطلاع دی کہ ایک شخص بارگاہ سلطانی پر کئی دن سے حاضری دے رہا ہے اور خود کو مدینے کا سفیر بتاتا ہے۔ خسرو نے سفیر کو اسی وقت باریاب کرنے کا حکم دیا' اور قاصد رسول ﷺ عبداللہ بن حذافہ سہمی اپنی اس درویش ہیئت میں اندر داخل ہوئے۔

اہل دربار نے جب اس کملی پوش کو اس بے خوفی اور شان استغنا سے آتے دیکھا تو حیران رہ گئے کہ یہ کیسا نڈر آدمی ہے۔ جس بارگاہ میں بڑے بڑے بادشاہ بھی سر بسجود داخل ہوتے ہوئے لرز اٹھتے ہیں' وہ یوں چلا آ رہا ہے جیسے یہ دربار شاہی نہیں بلکہ کارواں سرائے ہے۔

چوب داروں نے اسے سجدہ کرنے کے لئے ٹوکا۔ مگر اس نے انکار کر دیا کہ "ہم اللہ کے سوا کسی مخلوق کو سجدہ نہیں کرتے" یہ سن کر تند خو خسرو بھڑک اٹھا۔ اسی وحشی کی یہ مجال کہ شہنشاہ فارس کی خود اس کے منہ پر اس طرح توہین کرے! سارا دربار خسرو کے جلال کو دیکھ کر کانپ اٹھا۔ مگر نووارد پر اس کا کوئی اثر نہیں تھا۔ اس نے اپنی آستین میں سے خط نکال کر اسی بے خوفی کے ساتھ خسرو کے آگے بڑھا دیا۔ حاجب دربار خط لے کر بادشاہ کے سامنے مودب کھڑا ہو گیا۔ اور پھر خسرو کے اشارے پر اس نے خط کا مضمون پڑھ کر بآواز بلند سنایا۔ مضمون یہ تھا:

"اللہ کے نام سے جو رحمٰن ورحیم ہے۔ محمد رسول اللہ ﷺ کی طرف سے کسریٰ شاہ فارس کا نام۔

"جو ہدایت کی پیروی کرے اللہ پر اور اس کے رسول ﷺ پر ایمان لائے اس پر سلام ہے۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی حق دار عبادت نہیں۔ وہ یکتا ہے' لاشریک ہے۔ اور محمد ﷺ اس کا بندہ اور رسول ہے۔ اللہ نے مجھے تمام دنیا کے لئے رسول بنا کر بھیجا ہے تاکہ ہر زندہ انسان کو آگاہ کر دوں اور خدا کا خوف دلاؤں۔ تم بھی اسلام قبول کر لو اور سلامتی کو پالو۔ اگر تم نے انکار کیا تو تمام مجوسی قوم (کی گمراہی) کا وبال بھی تمہارے سر پر ہو گا"

ظلم کے سائے

ظلم اپنی انتہاؤں کو چھو رہا ہے اب کہیں ایسا نہ ہو کہ شراب خانوں کی محفل کو روند کر یہ لوگ بے رنگ کر دیں آپ کے جام و سبو توڑ دیں طبلے سرنگیاں فضاؤں میں اچھالی جائیں۔ اور ایسے لوگوں کی عدالتیں لگ جائیں جو نہ رشوت لیں۔۔۔۔ اور نہ ہی سفارش۔۔۔۔ پانسے پلٹ جاتے ہیں تقدیریں بدل جاتی ہیں۔

امیر محمد اکرم اعوان

اعوذ باللہ من الشیطن الرجیم

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ملک میں آنے والی حالیہ تبدیلی کو ایک سال کا عرصہ ہونے کو ہے پچھلے سال آپکو یاد ہو گا 12 اکتوبر سے حکومت نے زمام اقتدار سنبھالی تھی۔ لوگ بے زار تھے عام آدمی پریشان تھا مسلم لیگ کی حکومت سے لوگوں کو چند شکایتیں تھیں جن میں سرفہرست مہنگائی تھی اس کے ساتھ عدم تحفظ تھا۔ قتل و غارت گری تھی دہشت گردی کی وارداتیں تھیں لوگ گھروں میں قتل ہوئے گاڑیوں میں لوٹے جاتے بازاروں میں راستوں میں شہروں میں مارے گئے، حتیٰ کہ عدالت کے اندر لوگ قتل ہوئے تھانوں میں قتل ہوتے مساجد میں نمازی قتل ہوئے۔ اور اس کے ساتھ شکایت لوگوں کو یہ تھی کہ نئے نئے ٹیکس لگوائے جارہے ہیں پہلے سے مہنگائی گرانی ہے عدل و انصاف ناپید ہے حفاظت کوئی نہیں۔ اور اس پر مزید ٹیکس لگائے جارہے ہیں حکومت چلانے کے لیے اہلیان وطن یا قوم کے افراد ہی سرمایہ فراہم کرتے ہیں اور وہ ٹیکسوں ہی کی حکومت میں ہوتا ہے لیکن جو لوگ ٹیکس دیتے ہیں انہیں ٹیکس کے بدلے کیا ملتا ہے اصل سوال یہ ہے جب ٹیکس دیا جاتا ہے تو اس ٹیکس کے پیسے کو استعمال کر کے ایک فوج ترتیب پاتی ہے جو ملک کی سرحدوں کی حفاظت کرتی ہے ایک محکمہ عدل ترتیب پاتا ہے جو انصاف کرتا ہے اسی طرح کے مختلف شعبے تعلیم کے علاج معالجہ اور ملکی ضرورتوں کے وہ شعبے جو یہ کام کرتے ہیں ان سے لوگوں کو کوئی چیز واپس ملتی ہے؟ اپنے ٹیکسوں کا بدلا یا اجر؟ حفاظت کی صورت میں، انصاف کی صورت میں، تعلیم و متعلم کی صورت میں، عزت و آبرو کی صورت میں، آزادی کی صورت میں، لیکن ہمیں مہنگائی سے دوچار کرنے والی حکومت نے عدم تحفظ کا شکار کرنے والی حکومت نے اقرباپروری کے تحفے دیئے۔ اپنوں کو نوازتے رہے اور قوم دن بدن مصیبتوں کی دلدل میں دھنستی چلی گئی جس کے نتیجے میں یہ نئی موجودہ حکومت برسر اقتدار آئی۔

لوگوں کی تکالیف کو جنرل صاحب کے آنے کا سبب میں نہیں مانتا۔ میری ذاتی رائے میں جنرل صاحب کے تشریف لانے کا سبب جنرل صاحب کی ذاتی تکلیف تھی اقتدار میں اپنی حکومت ہمیشہ قائم رکھنے کے لیے میاں صاحب نے جو حیلے کیے صدر کو ہٹا دیا جائے سپریم کورٹ کا چیف جسٹس اگر تعاون نہیں کرتا یا بات نہیں مانتا اسے ہٹا دیا جائے آرمی چیف کو تبدیل کر دیا جائے۔ اب دوسرے آرمی چیف آگئے تو جب انہوں نے یہ سمجھا کہ شاید یہ بھی میری باتوں پہ عمل نہیں کرے گا یا کوئی رکاوٹ ڈالے گا تو انہوں نے اسے بدلنا چاہا اگر یہ لوگ جنرل پرویز مشرف صاحب کو تبدیل نہ کرتے تو یہ انقلاب نہ آتا لوگوں کو تکلیف تھی یا عدم تحفظ تھا یا مہنگائی تھی۔ وہ اگر تھی یا اس کے بدلے کوئی تکلیف آئی میاں صاحب کو تو وہ اللہ کی طرف سے تھی شاید اللہ نے لوگوں کی آہیں سن کر میاں صاحب کو مصیبت میں ڈال دیا جنرل صاحب ہمارے لیے آپ کے لیے عام آدمی کے لیے تشریف نہیں لائے بلکہ انکی اپنی ذاتی تکلیف تشریف آوری کا سبب بنی یہ میری رائے ہے۔

اب اس کے بعد ان کے آنے کا فوری سبب جو واقعہ بھی بنا وہ صحیح تھا یا غلط تھا لیکن جنرل صاحب تشریف لے آئے اور حکومت آرمی چیف کے ہاتھوں میں آگئی آپکو یاد ہو گا پچھلے سال اکتوبر میں ہی ہم نے یوم دعا رکھا تھا اور جمعہ کی نماز باہر ادا کی اور اس میں ہم نے کچھ باتیں کہی تھیں کہ لوگوں کو تحفظ دیا جائے، تعلیمی نظام کو درست کیا جائے، عدالتی نظام کا ڈھانچہ درست کیا جائے۔ ریاست کو اسلامی ضابطہ حیات اسلامی نظام حیات اسلامی نظام عدل اور اسلامی

معاشرے میں ڈھالا جائے، کیونکہ پاکستان کے بننے کا سبب یہی تھا کہ مسلمان ایک آزاد ریاست حاصل کریں جس میں وہ اپنے ایمان عقیدے اور نظریے، اپنی تہذیب و ثقافت کے مطابق آزادی سے زندگی بسر کر سکیں۔

اور پہلی تقریر میں جنرل صاحب نے بھی سر فہرست جو باتیں رکھیں وہ یہی تھیں کہ معاشی صورت حال کو سنبھالا جائے گا تعلیمی ادارے نئے بنائے جائیں گے پرانوں کی اصلاح کی جائے گی لیکن ایک سال کے نتائج ہمارے سامنے ہیں ایک سال کی کارکردگی میں بنیادی طور پر جس اقتصادی اور معاشی اصلاح کا وعدہ کیا گیا تھا اس کا بالکل الٹ اثر ہوا لوگ دانے دانے کو ترس گئے اور مہنگائی اس طرح بڑھی کہ کوئی ایک چیز نہیں ضروریات زندگی کی ہر چیز عام آدمی کی رسائی سے اوپر چلی گئی۔ میاں صاحب نے پاکستان میں چینی فالتو سمجھ کر ہندوستان ایکسپورٹ کی میری معلومات کے مطابق غالباً نو روپے کلو کے حساب سے ہندوستان کو دی گئی تھی اور چونکہ اس وقت یہاں 22 روپے Per kg چینی کا ریٹ تھا تو 13 روپے کلو کے حساب سے میاں صاحب نے اپنا خسارہ قومی خزانہ سے پورا کیا اور یہ پاکستان کی تاریخ میں سب سے بڑا Rebate تھا جو کسی برآمد پر لیا گیا جو دو کروڑ سے زائد تھا۔

اب اگر ہم حکومت کی کارکردگی دیکھتے ہیں تو بہت بڑی کامیابی یہ ہے کہ وہ چینی جو پاکستان نے ہندوستان کو پہنچائی تھی نئی حکومت نے وہ ہندوستان سے خرید لی۔ 9 روپے کی خریدی ہوئی یہ چینی ہندوستان نے ہمیں 24/25 روپے میں واپس کی گنا ہمارا مزدور، ہمارے کاشتکار، ہمارے ہالی، ہمارے کارخانے، کاریگر ہمارے، چینی ہماری کم از کم 15 روپے فی کلو ہندوؤں نے اس پر کمایا۔ اور یہاں پہنچی 28 روپے کلو اور ہمارے پاس پہنچتے پہنچتے 32 روپے ہو گئی یعنی جو 22 روپے کلو سے آدمیوں کی کمر توڑ رہی تھی آج اس کا ریٹ 32 روپے کلو ہو گیا یہ معاشی اصلاح کی گئی۔ پچھلے سے پچھلے ہفتے کے اخبار میں یہ رپورٹ تھی پچھلے دس دنوں میں آٹا کے نرخ 50 روپے فی من بڑھے ہیں اس کے بعد پھر اضافہ ہوا ہے آج آپکو عام آٹا جس سے جو سوجی اور میدہ الگ کر لیا جاتا ہے اور دوکانوں پر بھیجا جاتا ہے یعنی اس ایک سال میں اگر قیمتیں دوگنا نہیں ہوئیں تو

> **صوبوں کے درمیان مفاہمت کو بڑھایا جائے گا صوبائی عصبیت کو کم کیا جائے گا۔ عدل و انصاف کو یقینی بنایا جائیگا**

ڈیڑھ دوگنا ضرور ہو گئی ہیں کسی کی پونے دوگنا ہوئیں ہیں اور کسی کی دوگنا سے تجاوز بھی کر گئیں ہیں اور ان میں ڈیزل پیٹرول اور ضروریات زندگی کی بہت سی چیزیں شامل ہیں کل کے اخبار میں گورنر بینک دولت پاکستان نے یہ اقرار کیا ہے کہ ہم نے ڈالر کو اس لیے آزاد کیا تھا کہ ہمارا آئی ایم ایف سے معاہدہ تھا کہ ڈالر 58 روپے سے اوپر نہیں جائے گا جبکہ آج وہ 62 یا 64 روپے بک رہا ہے یہ پریشر مسلم لیگ کی حکومت پر بھی تھا کہ روپے کی قیمت کم کرو انھوں نے لوگوں کے ڈر سے یہ جرات نہیں کی اس حکومت نے ڈالر کی قیمت کم کرنے کی بجائے ڈالر کو بینک سے تعلق سے آزاد کر دیا بینک کا اور ڈالر کا ایک ریٹ مقرر تھا ۔اسے توڑ دیا کہ ڈالر اپنی مرضی سے اپنا ریٹ بنائے جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ پاکستان میں جو ڈالر 45 روپے کا تھا آج وہ 65 روپے میں مل رہا ہے۔ اور اب اگر گورنر بینک دولت نے یہ اقرار کیا کہ ہم نے ان سے معاہدہ کر کے ڈالر کو آزاد کیا تھا تاکہ لوگوں کو یہ سمجھ نہ آئے کہ انہوں نے روپے کی قیمت کم کی ہے اور روپے کے پلے کچھ نہ رہے ۔ یعنی حسن کارکردگی یہ ہے کہ قوم کو دھوکہ بھی دیا جائے اور افلاس میں مبتلا بھی کیا جائے جہاں تک عدم تحفظ کی بات ہے تو موجودہ حکومت نے بھی ان دکانداروں کو چالان کرنے کی دھمکی دی جن کے پاس گارڈ نہیں ہیں ان مساجد کو بند کرنے کا حکم دیا جن پر پہرے دار نہیں ہیں اگر دوکان دار اپنی دوکان 12 گھنٹے کھلا رکھنے کے لیے تین آدمی رکھتا ہے تو پانچ پانچ ہزار دے تب بھی پندرہ ہزار تو ان کا خرچ ہو جاتا ہے اور تیس تیس ہزار کی بندوقیں ہوتی ہیں یہ لاکھ سوا لاکھ کا خرچ جو ہے ہر مہینہ کا وہ گاہک ادا کرتے ہیں جو دوکان سے چیزیں خریدتے ہیں انہی سے قیمت میں وصول کیے جاتے ہیں اور اگر حفاظت کے لیے ہر دوکان دار نے، ہر مسجد نے، ہر مدرسے نے، ہر ادارے نے اپنے سیکورٹی گارڈ خود رکھنے ہیں تو حکومت کس بات کا ٹیکس لیتی ہے فوج کس مرض کی دوا ہے پولیس کس چیز کی تنخواہ لیتی ہے ایجنسیاں کس بات پہ کروڑوں روپے لیتی ہے؟ آج صرف قتل و غارت گری ہی نہیں ہو رہی بلکہ پرانے ہتھوڑا گروپ اور ننگے ڈاکو بھی میدان

میں ہیں۔

لاہور جیسے شہروں میں ہتھوڑوں سے سات سات آدمی قتل ہو جاتے ہیں اور عین اسلام آباد میں چیف ایگزیکٹو صاحب کی کرسی کے پڑوس میں دھماکے ہوتے ہیں اور پاکستان کی 53 سالہ تاریخ میں پہلی بار ہندوستان کی دہشت گرد تنظیموں نے اعلانیہ قبول کیا ہے کہ ہم نے یہ دھماکے کرائے ہیں۔

حسن کارکردگی کی ایک مثال یہ ہے کہ ہمارے وہ دشمن جو دشمنی تو کرتے تھے لیکن ڈرتے تھے اب وہ اتنے دلیر ہو گئے ہیں کہ وہ کہتے ہیں کہ ہم نے کیا ہے جو بگاڑ سکتے ہو بگاڑ لو۔

کیوں؟ آنے والی حکومت نے ملک کے اندر اتنے محاذ کھول لیے ہیں کہ اس کے پاس دشمنوں کو دیکھنے کی فرصت ہی نہیں؟ اس ایک سال میں حکومت نے کاشتکاروں سے لڑائی کی، اساتذہ سے لڑائی کی طالب علموں سے لڑائی کی، تاجروں سے لڑائی کی دینی مدارس اور علماء سے لڑائی کی، سیاسی جماعتوں اور سیاستدانوں سے محاذ آرائی کی اور مزے کی بات یہ ہے کہ جہاں پر انہیں روکا گیا وہاں سے یہ پیچھے ہٹ گئے جو خاموش ہو گئے انہیں گرا کر پیٹنا شروع کر دیا یہی نہیں بہت سے ایسے واقعات اس ایک سال تاریخ میں حکومت کے دامن میں ہیں جن کا حکومت نے اعلان کیا اور جب سمجھا کہ آگے سے روکاوٹ پڑے گی تو اپنا اعلان واپس لے لیا جہاں قتل و غارت گری میں اضافہ ہوا ہے وہاں انصاف کی نیلامی میں بھی کمی نہیں آئی اور آج بھی جسے انصاف چاہئے اگر اس میں ہمت ہے خرید سکتا ہے، اس کی جیب میں جان ہے تو وہ خرید سکتا ہے، اگر وہ خرید نہیں سکتا تو انصاف اتنی سستی چیز نہیں ہے کہ اسے رستے میں پڑا ہوا مل جائے ایک جو شکایت تھی ہمیں مسلم لیگ حکومت سے اور بے نظیر حکومت سے بھی۔۔۔۔۔۔

اگلے دن بے نظیر کا بیان تھا کہ یہ جو فوجی جرنیل ہیں یہ قوم پر بوجھ ہیں لیکن اسے یہ بھول گیا کہ یہ قانون اس نے خود بنایا تھا کہ جو بندہ بریگیڈیئر سے میجر جنرل پر موٹ ہوا ہے یہ الاؤنس یہ مراعات، یہ رعائیات دی جائیں جرنیلوں کی حمایت خریدنے کے لیے یہ ضابطہ محترمہ بے نظیر نے ضابطہ خود بنایا تھا اس کے بعد میاں صاحب نے جو کچھ کیا اس کی تو مثال ہی نہیں ملتی اس سادہ قوم، نے جذباتی قوم نے انہیں بڑا بھاری مینڈیٹ دیا جس کا ڈھنڈورا پوری دنیا میں پیٹا گیا لیکن وہ اتنا بھاری پتھر تھا کہ وہ خود بھی اس کے نیچے دب گئے یعنی اس کا وزن اتنا ہو گیا تھا کہ وہ خود بھی اس بھاری پتھر کو سہار نہ سکے اور قوم کو ہندوستان سے جیتا ہوا کشمیر کارگل سے ناکامی کا تحفہ دیا۔

مہنگائی کا تحفہ دیا اور طرح طرح کے نئے ٹیکس لگائے بلکہ قرض اتارو ملک سنوارو تحریک چلائی جس میں بچوں نے اپنے جیب خرچ، بوڑھوں نے اپنی پنشن، عورتوں نے اپنی زینت تک جمع کرا دی، اور جس کا حساب روز حشر ہی دیں گے کہ آج تک کسی کو نہیں دیا ملک کا کوئی بندہ جانتا ہے کہ اس اکاونٹ میں کتنے پیسے جمع ہوئے، اور وہ کہاں خرچ ہوئے، لیکن موجودہ حکومت کے ٹیکسوں نے بے نظیر اور مسلم لیگ کے ٹیکسوں کو مات کر دیا جو ٹیکس لگانے سے سیاسی حکومتیں ڈرتی تھیں جو ٹیکس لگانے سے سیاسی لوگ، لوگوں کی حمایت سے محروم ہو جانے سے ڈرتے تھے، وہ ٹیکس بھی ہم پر مسلط کر دیئے گئے اور اب شاید قبروں پر ٹیکس باقی ہے ورنہ زندگی کا کوئی شعبہ ٹیکس سے خالی نہیں ہے اب ایک بات رہ گئی ہے کہ اگر کوئی مر جاتا ہے، تو دفن کرنے کے لیے بھی حکومت کو پیسے دیکر اجازت لیکر دفنایا جائے اس پر بھی حکومت کو کچھ آمدن حاصل ہو سکتی ہے۔

زندگی کا کوئی شعبہ ایسا نہیں ہے جو ٹیکسوں کی زد سے باہر ہو اور زندگی کا کوئی شعبہ ایسا نہیں ہے، جس پر حکومت ریلیف دے رہی ہو پہلے اچھے کام بھی ہوئے فوجیوں کی رشتہ داریاں کم تھیں اور وہ جو اقربا پروری کا طوفان تھا وہ تو ایک حد تک نہ ہوا لیکن اقربا پروری کی لپیٹ میں وہ لاکھوں جو واقعی مستحق تھے ملازمتوں کے ان کو بھی ملازمتوں سے ہاتھ دھونے پڑے اور ایک بہت بڑا طبقہ جو باروزگار تھا۔ اسے بے روزگار کر دیا گیا ایک وعدہ حکومت کا احتساب کا تھا احتساب ہوا بھی ہے ہو رہا بھی ہے لیکن آج تک وہ لوگ صرف اس کی لپیٹ میں ہیں، جن سے سیاسی طور پر موجودہ حکومت کو کھٹکا کا خطرہ ہے اسی کابینہ کے

اگر حفاظت کے لئے ہر دوکان دار نے، ہر مسجد نے، ہر مدرسہ نے، ہر ادارے نے اپنے سیکورٹی گارڈ خود رکھے ہیں تو حکومت کس بات کا ٹیکس لیتی ہے

وہ وزیر جنہوں نے جی بھر کے لوٹا، اسی مسلم لیگ کے وہ لیڈر جو ریل کی پٹریاں تک بیچ کر کھا گئے، اسی مسلم لیگ کے وہ لیڈر جنہوں نے کروڑوں کے اپنے پلازے بلیو ایریا میں بنا لیے چونکہ وہ حکومت کے خلاف زبان نہ کھولنے کا وعدہ کرتے ہیں لہذا احتساب میں نہیں آتے یہ جو صورت حال ہے اس نے احتساب کو جو ایک اچھا کام تھا مشکوک بنا دیا ہے، یہ احتساب نہیں ہے طول اقتدار کے بہانے ہیں اور اقتدار کی راہ میں آنے والے خطرات کے کانٹوں کو دور کیا جاتا ہے ایک اور بہت بڑا اعلان تھا حکومت کا، کہ لوٹی ہوئی دولت واپس لیں گے لیکن آج تک جو دولت لی گئی وہ صرف عام آدمی سے، مزدور ہے، کسان سے لی گئی۔ ان پر ٹیکس بڑھائے گئے ناجائز ٹیکس لگائے گئے ایسے لگتا ہے جیسے بے نظیر اور اس کے حواریوں، زرداری اور اس کے ساتھیوں نے، نواز شریف یا اس کے پروردہ لوگوں نے نہیں لوٹا بلکہ ان کسانوں نے، مزدوروں نے محنت کشوں نے سب کچھ لوٹا، جو حکومت واپس لے رہی ہے، وہ جو نعرہ تھا کہ لوٹی ہوئی دولت واپس لیں گے اس کی لپیٹ میں آج عام شہری ہے، غریب آدمی ہے مزدور ہے، کیا آصف علی زرداری سے کوئی ٹکا واپس ہوا محترمہ بے نظیر نے کوئی چار آنے بھی واپس کیے میاں نواز شریف نے کوئی دولت واپس لوٹا دی؟ یہ اتنے کملے تو نہیں ہیں ان کی کھربوں کی جائیدادیں اسلام آباد میں، کراچی میں، لاہور میں، ملک کے ہر شہر میں ہے زمینیں، جائیدادیں، اور لاکھوں کے سرمائے ملیں، کارخانے، پاکستان میں سب کچھ تو انہی کا ہے کوئی ضروری تو نہیں کہ جو پیسے ان کے امریکہ پڑے ہیں وہی واپس آئیں یہاں بھی ان کا سرمایہ تھوڑا تو نہیں ہے لیکن ان سے تو کوئی پائی کسی نے واپس نہیں لی ہاں دولت واپس لی جا رہی ہے رفتہ رفتہ مختلف قسم کے ٹیکس لگا کر اور اس کا اگر تجزیہ کیا جائے، تو یوں پتہ چلتا ہے کہ میں نے آپ نے ہم سب نے ہی پاکستان کو لوٹا ہے لہذا ہمیں جو کچھ ہمارے پاس ہے وہ واپس کرنا ہوگا

زندگی کا کوئی شعبہ ٹیکس سے خالی نہیں ہے اور اب شاید قبروں پر ٹیکس باقی ہے

ایسی بے نیاز حکومت ہے میں آج کے اخبار ہی پڑھ رہا تھا کہ جناب گورنر پنجاب جنرل صفدر صاحب نے فرمایا کہ ڈالر مہنگا ہونے سے پیٹرول کی قیمت بڑھنے سے غریبوں کو کوئی تکلیف نہیں ہوگی اور اب ہمارے اخبار نویس صحافی جو ہیں یا تو مصلحت اندیش ہیں اور بعض اوقات بات کی تہہ تک نہیں پہنچتے۔ جن اصحاب کے سامنے یہ بات ہوئی جنہوں نے اخبارات میں چھاپی اور رپورٹ کی انہیں چاہئے تو یہ تھا کہ وہ جنرل صاحب سے پوچھ لیتے کہ محترم جنرل صاحب گورنر پنجاب صاحب غریب ہے کون؟ میرے خیال میں ہمارے حکمرانوں کے نزدیک وہ لوگ غریب ہیں جن کا پیٹرول بھی سرکاری ہے کھانا بھی سرکاری ہے بنگلے بھی سرکاری ہیں، گاڑیاں بھی سرکاری ہیں، موٹر بھی سرکاری ہے، ساری چیزیں جب بیٹھے بٹھائے حکومت کی طرف سے مل جاتی ہیں تو ایسے غریبوں پر، ڈالر مہنگا ہو، پیٹرول مہنگا ہو، جنرل صاحب پر کیا اثر پڑے گا اگر پیٹرول مہنگا ہو گیا تو گورنر ہاؤس کی گاڑیاں رک جائیں گی؟ جنرل صفدر کو کیا تکلیف ہوگی؟ ان کا یہ فرمانا کہ غریبوں کو کوئی تکلیف نہیں ہوگی؟ ان کے مزاج کے مطابق یا ان کے خیال کے مطابق غریب وہ لوگ ہیں جن کے دروازے پر دس دس، بارہ بارہ سرکاری گاڑیاں کھڑی ہیں ڈرائیوروں کو تنخواہ سرکار دیتی ہے ان کے کتوں کا الاؤنس بھی سرکار دیتی ہے اور ان کے کتے بھی بسکٹوں سے اور گھی سے ناشتہ کرتے ہیں یہ سارے غریب لوگ ہیں یا پھر غریب لوگ ہمارے وہ رہنما ہیں جنہوں نے کھربوں کی جاگیریں قابو کر رکھی ہیں کسی کو انگریز نے دی اور کسی کو ہماری سیاسی حکومتوں اور کسی کو ہماری فوجی حکومتوں نے دے دیں اور وہ بڑے غریب ہیں کہ بیٹھے بیٹھے ان کو دو دو سو تین تین سو مربع اراضی مل گئی اور ایک مخلوق مزدوری کرتی ہے اور وہ فرعونوں کی طرح اپنے محل میں کھڑا ہو کر نگاہ دوڑاتے ہیں کہ کسی کا پسینہ خشک تو نہیں ہو گیا کوئی مزدور ستا تو نہیں رہا یا پھر وہ راہنما غریب ہیں جو زکوۃ مانگتے ہیں اور خود کروڑوں میں کھیلتے ہیں ایسے غریبوں پر بھی کوئی اثر نہیں ہوگا غریبوں کا یہ طبقہ جب مانگنے نکلتا ہے تو اس کے منہ پر اللہ کا نام زبان پر دین اسلام کی بات اور دامن پھیلا ہوا ہوتا ہے جہاد کے لیے چندہ دے دو ہمارے بچے سکول جاتے ہیں کالج جاتے ہیں وہاں سے انہیں بھگا کر کشمیر بھیج دیا جاتا ہے اپنی اولاد کو امریکہ جیسے صالح معاشرے میں تربیت کے لیے بھیجتے ہیں بیٹا تم جاؤ وہاں پڑھو لکھو کچھ سیکھو بڑے آدمی بنو، اور یہ تو مرنے

کے لیے ہی پیدا ہوتے ہیں جہاں بھوک سے مرنے کی بجائے وہاں جاکر مر لینے دو۔

لشکر موی ہے کہ ایک جس میں امریکہ کے پرانے باسی جنہیں ریڈ انڈین کیا جاتا ہے وہ جب ان آباد کاروں سے لڑتے تھے تو وہ بڑے شیر دل قسم کے لوگ تھے تو ان کی ایک یونٹ، کمپنی وہاں سے گذر رہی تھی تو جوان اپاچی اکیلا تھا وہ اس سے لڑ گیا کئی لوگوں کو مارنے کے بعد وہ خود مارا گیا ۔اس کے باپ کو جاکر کسی نے اطلاع دی وہ خانہ بدوش قسم کے لوگ تھے جنگلوں میں رہتے تھے ننگے گھوڑوں پر سفر کرتے تھے اس نے اس کو جاکر بتایا وہ سردار تھا قبیلے کا، وہ اس کا ایک ہی بیٹا تھا اس نے کہا تمہارا بیٹا تو گوروں کے ساتھ لڑتے ہوئے مارا گیا اس نے بڑے آرام سے اس کو دیکھ کر ایک جملہ کہا

کہ۔ A Appaehi born to die

" اپاچی مرنے کے لیے ہی پیدا ہوتا ہے ہمارے ان بزرگوں، رہنماؤں، سیاست دانوں، اور دین کے نام پر سیاست کرنے والوں نے یہ طے کر لیا ہے کہ یہ زندگی انہی کا حصہ ہے جن لوگوں نے جاگیریں لیں جن لوگوں نے بینکوں سے قرضے لیکر سیاست کی انہیں زندہ رہنا چاہیے ان کا احترام ہونا چاہیے، ان کا لحاظ ہونا چاہیے، انہیں سہولتیں ملنی چاہیں، وہ جیل میں بھی جائیں تو غریبوں کو ان کا مشقتی ہونا چاہیے ان کی خدمت کریں ان کے پاؤں دبائیں، ان کے لیے کھانا پکائیں، ان کو پنکھے جھلائیں ان کو مٹھیاں بھریں کیونکہ یہ کوئی آسمان سے اتری ہوئی مخلوق ہے کیا عجیب بات ہیں ہے کہ ایک بندے نے ایک بندے کو مار دیا وہ جیل میں ہے وہ تو مشقتی ہے اور جس بندے نے پورے ملک کی عزت نیلام کر دی، چودہ کروڑ لوگوں کو امریکہ اور یہودیوں کی غلامی میں گروی رکھ دیا اسے کلاس دی جاتی ہے اور یہ ڈھگے چور جو ہیں، وہ مشقتی ہیں اس کے کوئی کھانا پکاتا ہے اس کے لیے کوئی بستر لگاتا ہے کوئی نہانے کے لیے انتظام کرتا ہے۔ واقعی جناب گورنر صاحب کے

ساری دنیا سهه کر مر نیو الی نهیں هوتی مرنے والوں میں بھی کوئی ایسا بندہ ہوتا ہے جو مرتے مرتے ہاتھ چلا جاتا ہے

قول کے مطابق غریبوں کو تو کوئی فرق نہیں پڑا ڈالر کے بڑھنے سے، پیڑول مہنگا ہونے سے، لیکن ماشا کی زندگی اجیرن ہو گئی ہے جہاں تک صوبائی رشتوں کا تعلق ہے اور جو سر فہرست تھے آج اگر دیکھا جائے تو صوبوں کے درمیان جھگڑا اس حد تک ہو گیا کہ کھلے عام یہ کہا جاتا ہے کہ ہر صوبے کو ایک حکومت دی جائے۔ فیڈریشن بڑھا دی جائے اور مرکز کے پاس دفاع ہو یا اس طرح کی چیز ہو چار پاکستان ہونے چاہیے اور یہ بات ہر اخبار میں چھپتی ہے باقیوں کو چھوڑ دو، اتنی جرات اس الطاف حسین کو بھی ہو گئی ہے ہمارے نام رکھنے کے کام بھی عجیب ہیں ہم نام رکھتے ہیں محمد پرویز۔ ہم یہ نہیں دیکھتے کہ محمد ﷺ اور پرویز کا رشتہ کیا ہے واحد کافر ہے پرویز جس نے آپ کے نامہ مبارک کو پھاڑا تھو کا اور پاؤں کے نیچے مسل دیا اور واحد حکمران ہے جس کے لیے حضور نے بد دعا فرمائی (ترجمہ) یا اللہ جس طرح اس نے میرے خط کے ٹکڑے کیے تو اس کی سلطنت کو پارہ پارہ کر دے۔

ہمارا کمال یہ ہے کہ ہم نام رکھتے ہیں محمد پرویز، رستم آخری جرنیل تھا جو کفر کی طرف سے اسلام کے مقابلہ میں حضرت خالد بن ولید کے مقابلہ میں مارا گیا آپ کو کتنے رستم نام کے ملتے ہیں رستم خان ملتے ہیں اسی طرح یزید سے بڑھ کر کے کردار کا نام ہے الطاف حسین یعنی آپ کردار کا تجزیہ کریں تو اس نے ہر گھر میں کربلا بنا دی مہاجروں کی قیادت اس کو ملی مہاجروں کی قوم کو اس نے بانجھ کر دیا مہاجر پڑھا کو لوگ تھے اور یہ چھا گئے تھے ملک کے ہر شعبہ میں آج ان کے بچے ڈاکے مارتے ہیں جیبیں کاٹتے ہیں اور ان کے پڑھے لکھے ہونے کی تعداد نہ ہونے کے برابر رہ گئی ہے یہ تحفہ اس نے دیا اپنی قوم کو۔ اور کتنے، تہہ خانے، بوری بند لاشے، بچ کسوں سے مارے ہوئے لوگ، گاڑیوں میں جلائے گئے مسلمان سڑکوں پر بہتا ہوا خون، لٹتی ہوئی عزتیں، ہسپتالوں میں عیاشی، اور ملکی خزانے میں لوٹ مار یہ کردار ہے اور نام ہے الطاف حسین۔ الطاف لطف کی جمع ہے لطف کا مطلب ہوتا ہے کرم، مہربانی، یہ حضرت حسین کی مہربانیوں کی تصویر ہے۔

برعکس ہمنام زنگی کا خون یہ زمانہ ایسا ہے کہ حبشی کا نام کافور رکھتے ہیں۔ حبشی سیاہ ہوتا ہے کافور سفید ہوتا ہے یہ حبشی کافور کہتے ہیں میں اسے ہمیشہ طافو کہتا ہوں آج الطاف حسین اس لیے کہا ہے کہ آپ سمجھ جائیں میں کس کی بات کر رہا ہوں یہ دو ٹکے کا ٹیکسی ڈرائیور جو کبھی

نیویارک میں ٹیکسی چلایا کرتا تھا آج اس کا وفد ہندوستان جاتا ہے زی ٹی وی والوں سے بات کرتا ہے اور زی ٹی وی وہ انٹرویو نشر کرتی ہے اور میں نے وہ یہاں اپنے ٹیلی ویژن پر زی ٹی وی کا وہ انٹرویو سنا جس میں اس نے بڑے دھڑلے سے کہا کہ یہ سب سے بڑی بے وقوفی تھی جو ہندوستان پاکستان بن گیا یہ کار کردگی ہے موجودہ فوجی حکومت کی کہ کتے تو کتے تھے کتورے بھی بھونکنے لگ گئے اس طافو اس کے لوگوں کو اتنی جرات ہو گئی کہ آج وہ کہتے ہیں کہ جو پاکستان ہے یہ تو بے وقوفی تھی یہ تو ظلم ہوا یہ تو ہونا ہی نہیں چاہئے تھا یہاں ہندوستان کی تنظیموں میں اتنی جرات آئی کہ انہوں نے کہا کہ اسلام آباد میں دھماکہ ہم نے کروایا ہے یہ دو ٹکے کا آدمی بھی کہہ رہا ہے کہ پاکستان بنایا کس نے ہے یہ بڑا ظلم ہو گیا اس لیے کہ حکومت، فوجی حکومت ہے فتوحات میں الجھی ہوئی ہے فتح کرنا چاہتی ہے تاجروں کو فتح کرنا چاہتی ہے، ملازموں کو فتح کرنا چاہتی ہے ،مزدوروں کو، فتح کرنا چاہتی ہے، اساتذہ کو فتح کرنا چاہتی ہے، مساجد کو، مدرسوں کو، اور فتح ہے کہ ہو نہیں رہی لہذا ہندو دلیر ہو گیا کہ ان کے خلاف تو اور بہت سے محاذ ہیں اور طافو کو بھی جرات ہو گی کہ مجھے کون پوچھے گا انہیں فرصت ہو گی تو پوچھیں گے اب کل سے خوشخبری ہے کہ گیس کے ریٹ مزید بڑھیں گے ایک ہوتا ہے کسی کو قتل کرنا ایک ہوتا ہے کہ کسی ایذا دے کے مارنا یہ دو مختلف عمل ہیں کسی کی گردن کاٹ دی، کسی کو گولی مار دی وہ مر گیا قتل کا جرم تو ہے لیکن ایک آدمی کو کوئی باندھ دیتا ہے وہ بھوکا رہتا ہے پیاسا رہتا ہے اس کا گوشت کاٹتا ہے اسے گرم لوہے سے داغتا ہے وہ تڑپ تڑپ کر کتنے دن دکھ برداشت کر کے مرتا ہے یہ اس قتل سے ہزاروں گنا زیادہ بڑا جرم ہے میری گذارش ہے کہ حکومت نے غربت ختم کرنے کا یہ نسخہ سمجھا ہے کہ غریبوں کو ختم کر دو غربت ختم ہو جائے گی تو یہ نسخہ تو سہی ہے کہ ملک میں جتنے غریب ہیں ان کو ختم کر دو اور یہ دو تین سو خاندان ملک

سچ بولو کھری بات کہو اور سچ کے سوا کوئی جائے پناہ نہیں ہے

میں رہ جائیں گے اور ملک غریب نہیں رہے گا اور غربت ختم ہو جائے گی غربت تو غریب کیساتھ ہے اور یہ آسان نسخہ ہے دانت میں درد ہے دانت نکال دو سر میں درد ہے تو سر باندھ دو غریب ہی نہیں ہو گا تو غربت کہاں ہو گی لیکن غریب کو ایک ہی بار قتل کر دو یہ ہر روز ریٹ بڑھا کر، ایذا میں مبتلا کیوں کرتے ہو غریبی جرم ہے کہ غریب کمزور ہے غریبی جرم ہے کہ غریب جاہل ہے غریبی جرم ہے کہ غریب تمہاری چالول کو سمجھ نہیں رہا غریبی جرم ہے کہ وہ سب کچھ سہہ لیتا ہے اور آہ بھی نہیں کرتا لیکن کسی نے اس کو بھی پیدا کیا ہے وہ اس کی بھی ویسی ہی مخلوق ہے۔

میری بڑی مودبانہ گذارش ہے حکومت سے کہ میرے ساتھ سب غریبوں کو ختم کر دو لیکن ایک بار ہی کر دو تمہارا احسان ہو گا اور پھر ایک بات سے متنبہ بھی کر دوں کہ ساری دنیا سہہ کر مرنے والی نہیں ہوتی مرنے والوں میں بھی کوئی ایسا بندہ ہوتا ہے جو مرتے مرتے بھی ہاتھ چلا جاتا ہے یہ بڑا مہنگا کھیل ہے جو حکومت کھیل رہی ہے شاید ان نیم جاں لوگوں میں کوئی ٹیپو سلطان ہی نکل آئے ٹیپو سلطان جب زخموں سے بے سدھ ہو کر گر پڑا تو جان لبوں پر تھی سکرات کی سختی میں ہونٹ خشک ہو رہے تھے روح قبض ہو رہی ہے۔ اور اپنی روح نکلنے سے زیادہ اس مرد مجاہد کو مسلمانوں کی آزادی چھن جانے کا دکھ تھا مرتے ہوئے سلطان کے ہاتھ سے کسی انگریز نے تلوار لینا چاہی اس پر ہیرے جواہرات جڑے ہوئے تھے سلطان نے اتنی زور سے مارا کہ اس کے دو ٹکڑے ہو گئے اور دو دن سلطان کی لاش پڑی رہی اور قریب کوئی نہیں جاتا تھا کہ شاید اس میں ابھی جان باقی ہے تو مرنے والے سارے خاموشی سے نہیں مر جاتے اگر آپ یہ چوہے بلی کا کھیل جاری رکھیں گے لوگوں کو سسک کر مرنے پر مجبور کریں گے تو شاید کوئی نیم بسمل ٹیپو سلطان کی طرح آپ پر بھی ہاتھ چلا جائے گا ۔لہذا اگر غریبی ختم کرنے کا یہی نسخہ ہے تو انہیں ایک بار ہی کر دو آٹا خریدنے جاؤ تو بیمار ہو جاتا ہے بندہ دوائی خریدنے جاؤ تو اس میں ملاوٹ ہوتی ہے علاج کرانے جاؤ تو مر جاتا ہے عدالت جاؤ تو مر جاتا ہے تھانے جاؤ تو مارا جاتا ہے۔ بندہ گھر میں ہوتا ہے مارا جاتا ہے سبزی خریدنے جاؤ تو مارا جاتا ہے چیز کا بھاؤ پوچھتا ہے اس کو دل کا دورہ پڑ جاتا ہے گھروں کے گھر اجڑ گئے لوگوں کی بچیاں بیٹھی ہیں اور وہ شادی کرنے کی سکت نہیں رکھتے۔

لوگوں کے بچے مر رہے ہیں ان سے دوائی تک نہیں خریدی جا سکتی کھانے کو تو رہنے دیجیے

پینے کے پانی کے لیے اللہ کی مخلوق ترس کر مر گئی ہے اور غیر ملکی بوتلیں منگا کر پینے والو، شراب پی کر رات بھر کر ناچنے والو، ان کو پیدا کرنے والا ایک اللہ بھی ہے اگر ان کو مارنا ہی ٹھہرا ہے تو کم از کم ان کی موت تو آسان کر دو اس شریعت کا حکم ہے کہ جانور کو ذبح کرتے وقت پہلے دیکھ لو کہ کہیں چھری کی دھار کند تو نہیں ہے اللہ نے اسے حلال بنایا ہے اور تمہیں ذبح کرنے کا اختیار دیا ہے اور تم جانوروں کو بکری کو، بھیڑ کو، دنبے کو، بھینس کو، اونٹ کو ذبح کر کے کھاتے ہو لیکن یاد رکھو تمہیں ذبح کرنے کا حق دیا ہے ایذا نہ دو اس کی جان لے لو اسے ایذا نہ دو حکمرانو تم نہ صرف انسانوں بلکہ مسلمانوں کو ایذا دیکر مرنے پر مجبور کر رہے ہو۔

حضرات گرامی ان موضوعات پر گفتگو کے لئے دل تو نہیں چاہتا تھا لیکن کیا جائے ہم اسی معاشرہ میں زندہ ہیں ہمارا ملک، موجودہ حکومت کے اقدامات کی وجہ سے جس سفر پر حکومتوں نے اسے خانہ جنگی کی طرف روانہ کیا تھا موجودہ حکومت نے اس کی سپیڈ بڑھا دی لوگو سچ بولنا شروع کر دو اس سے پہلے تمہاری زبانیں کاٹ دی جائیں ہمارے گلے بند کر دیئے جائیں اس سے پہلے کہ ہماری آنکھیں بند ہو جائیں اس سے پہلے کہ ہم مٹی کے لحاف اوڑھ کر سو جائیں اس سے پہلے خدا کے لیے سچ بولو کھری بات کہو اور سچ کے سوا کوئی جائے پناہ نہیں ہے اگر مارے بھی گئے تو بچ رہ جانے والوں کے لیے کوئی سکھ کا سانس چھوڑ کر مریں گے اور خاموشی سے مر گئے تو ہمارے پیچھے مرنے والے بھی اسی خاموشی سے دم گھٹ گھٹ کر مرتے رہیں گے میری نظر میں موجودہ حکومت کی سال بھر کی کارکردگی جو میرے سامنے وہ یہی ہے شاید بہت سے شعبے ایسے ہوں گے جو میری نظر میں نہیں ہوں گے لیکن بہر حال ابھی تک کسی کامیابی کا کوئی امکان مجھے نظر نہیں آتا جہادی تنظیموں کے ساتھ ان کی جنگ ہے کشمیر کشمیر کر رہے ہیں لیکن ہندوستان کو بڑھاوا دے رہے ہیں کشمیر کشمیر کر رہے ہیں لیکن جہادی تنظیموں کے کیمپ بند کرائے جا رہے ہیں دین دین کر رہے ہیں لیکن دینی مدرسوں پر پابندی لگانے کی کوشش کر رہے ہیں جو کچھ کہا جا رہا ہے ہو اس کے خلاف ہو رہا ہے اور غریب اپنی نالائقی اور کمزوری سے مار کھا رہا ہے اور اسکو کہا جا رہا ہے کہ تیرے تو مقدر میں ہی غریبی ہے اللہ نے انسان کو غلام پیدا نہیں کیا تھا اسے آزاد پیدا کیا تھا اللہ نے اسے جانور کے ہاں نہیں، انسان کے ہاں پیدا کیا تھا اللہ نے اسے نور ایمان عطا کیا یہ محمد رسول ﷺ کا امتی ہے اور یہ روئے زمین پر کائنات کی بقاء کا سبب ہے حضور ﷺ نے فرمایا جس دن کوئی اللہ اللہ کرنے والا نہیں ہوگا قیامت آجائے گی عرض کیا یا رسول ﷺ قیامت کب آئے گی جب کوئی اللہ اللہ کرنے والا نہیں ہوگا قیامت آجائے گی یہ تو کائنات کی حیات کا سبب ہیں جنہیں آپ ختم کرنا چاہ رہے ہیں کبھی شراب و شباب سے فرصت ملے تو ہماری ان گذارشات پر بھی غور فرمائیگا کہیں ایسا نہ ہو کہ شراب خانوں کی محفل کو روند کر یہ لوگ بے رنگ کر دیں آپ کے جام و سبو توڑ دیں طبلے سارنگیاں فضاؤں میں اچھال جائیں اور ایسے لوگوں کی عدالتیں لگ جائیں جو رشوت لیں نہ ہی سفارش اور جن کی زد سے بچنا آسان نہ رہے پانسے پلٹ جاتے ہیں تقدیریں بدل جاتی ہیں

میری گذارش تو حکومت سے یہی ہے کہ اگر ہمیں مارنے کا ہی پروگرام ہے تو ایک بار ہی مار لیجئے گا چونکہ سسک سسک کر مرنا تمہارے لیے بھی خطرناک ہے اور شاید کسی وقت ہم اٹھنے کا سوچ لیں اللہ اس ملک کو ہمیشہ قائم رکھے ہمیں بھی ہدایت دے، علم دے، شعور دے، یقین دے اور خلوص دے، اور نیک نیت دے۔ اور ہمارے حکمرانوں کو ہدایت دے دے اور اس کو خانہ جنگی سے بچائیں انشاء اللہ العزیز یہ ملک قائم رہے گا حق و صداقت غالب آئے گا اور اس پر دین کی حکومت قائم ہوگی اور یہ الگ بات ہے کہ دین کے طلبگار میں اور آپ ہیں ہمیں کب جاگ آتی ہے اور ہم کب اٹھتے ہیں، کب ہمیں اللہ توفیق دیتا ہے میدان میں اترنے کی۔ مانگنے سے آپ کو دینی نظام نہیں ملے گا۔ نہ مولانا طاہر القادری صاحب کو مانگنے سے حکومت ملی۔ نہ محترم حسین احمد صاحب کو مانگنے سے حکومت ملی اور نہ آپ کو مانگنے سے اسلامی نظام ملے گا۔ انہیں حکومت چاہیے تو زور بازو سے لینا ہوگی ہمیں بھی اسلام چاہیے تو قوت بازو سے لینا ہوگا یہ بڑی سادہ سی بات ہے اگر کوئی محترم ایجنسیوں کی جانب سے ہے تو وہ سمجھ لے یہ جلی سرخیوں میں لکھ لے اور جنرل صاحب کو بتانے میں نے ساری باتیں محض جنرل پرویز مشرف کے لیے کی ہیں

باقی صفحہ 37 پر ملاحظہ فرمائیں

فلسفۂ رمضان

تحریر۔ امیر محمد اکرم اعوان

رمضان المبارک کی آمد آمد ہے اور کچھ ایسے لوگ موجود ہیں جن کو رمضان المبارک کا شدید انتظار ہے اور ایسے بھی جو پریشان بھی ہیں۔ گھبرا رہے ہیں۔ اس لیے نہیں کہ روزہ مشکل ہے بلکہ انہیں روزہ سرے سے رکھنا ہی نہیں۔ مگر وہ اور صرف وہ پریشان ہیں نہ جانے کیوں؟

آیئے دیکھیں کیا یہ مشقت صرف امت محمدیہ علی صاحبہا الصلوۃ پر ڈالی گئی ہے یا کسی اور کو بھی اس سے سابقہ پڑا۔

''تم پر روزے صرف اسی طرح فرض کئے گئے ہیں جس طرح تم سے پہلی امتوں پر تاکہ تم پرہیزگار بن جاؤ'' اس آیہ کریمہ میں دو باتیں ارشاد ہوئی ہیں۔ اول یہ کہ روزے پہلی امتوں پر بھی فرض کئے گئے۔ نیز یہ محض مشقت نہیں بلکہ ایک خاص مقصد کے لئے تربیتی پروگرام ہے اور وہ مقصد حصول تقویٰ ہے۔

تقویٰ ایک ایسی کیفیت کا نام ہے جو انسان کو اللہ کی نافرمانی سے روک دے اور عملاً اللہ کی عظمت سے آشنائی نصیب ہو۔ یعنی انسان کا ہر عمل اس بات پر شہادت دے کہ اسے اللہ سے تعلق عبدیت حاصل ہے۔ یہ اپنی حیثیت کے مطابق اللہ کی عظمت سے آشنا ہے۔

اور بالکل یہی بات پہلی آیہ کریمہ میں بھی اور انداز میں ارشاد ہوئی ہے کہ رمضان وہ مہینہ ہے جس میں قرآن نازل کیا گیا۔ جو تمام انسانیت کے لئے جملہ امور میں ہدایت ہے اور نہایت کھلے انداز میں رہنمائی اور احقاق حق فرماتا ہے تو یہاں یہ خبر دی کہ اس مبارک مہینہ میں بندے کو رب کریم سے شرف ہمکلامی نصیب ہوا۔ جو معراج انسانیت ہے۔ اور جس کی استعداد صرف اور صرف انسانی پیکر میں ودیعت کی گئی ہے ورنہ تو ساری مخلوق میں فرشتوں کو اعلیٰ درجے کی پاکیزگی اور طہارت حاصل ہے تخلیقی طور پر نوری مخلوق ہیں اور نفس کی

> **روزہ مکمل رکھے نہ یہ کہ صرف شکم پری سے باز ہے بلکہ زبان، کان، آنکھ اور ذہن و دل کا روزہ ہو**

شرارتوں سے آزاد اور عملاً کبھی نافرمانی نہیں کرتے۔ اور ہمیشہ اطاعت کرتے ہیں اس کے باوجود استعداد جو اللہ نے انسان میں رکھی ہے۔ فرشتوں کو نصیب نہیں ہوئی کہ اللہ کی معرفت کا واحد اور اکیلا سبب نبوت ہے جو صرف انسانوں کے حصہ میں آئی اور کوئی دوسری مخلوق اس سے نوازی نہیں گئی۔ چنانچہ عوارضات بشریت کے باوجود فطرتاً ہر انسان میں فیضان نبوت سے مستفیض ہونے کی استعداد موجود ہے نیز اسے یہ کمال حاصل ہوا ہے کہ یہ بشری تقاضوں کے باوجود فرشتوں جیسی پاکیزگی اور طہارت حاصل کر سکتا ہے بلکہ انبیاء علیہم الصلوۃ کا مقام عالی فرشتوں سے بھی بہت بلند تر ہے۔ جبھی تو وہ کلام باری سے نوازے جاتے ہیں اور کلام باری کا یہ خاصہ ہے کہ جو اس سے سرفراز ہوا وہ اعلیٰ درجے کی پاکیزگی سے سرفراز ہوا۔ سو براہ راست یہ مقام انبیاء میں سے حضور اکرم ﷺ کا ہے۔ اور پھر تمام انبیاء علیہم السلام کا کہ جملہ انبیاء کے لئے بھی حضور اکرم ﷺ کی نبوت پر ایمان لانا شرط ٹھہرا۔ چنانچہ یوم میثاق میں ہی اس کی ابتداء ہو گئی اور ہر نبی نے اپنی بعثت پر آپ کی تشریف آوری کی خبر دیکر نیز لوگوں کو آپ پر ایمان لانے کی دعوت دے کر اس کی تکمیل فرمائی۔ پھر جملہ مخلوق میں سے ان لوگوں کو حسب حیثیت یہ نعمت عظمیٰ نصیب ہوئی جو انبیاء پر ایمان لائے اور ان کا اتباع اختیار کیا۔ جو اس سے محروم رہے انہیں ہمیشہ کے لئے محروم قرار دے دیا گیا اور یہ محرومی دوزخ کی آگ سے بھی اشد تر ہے چنانچہ کفار کے بارے میں ارشاد ہوتا ہے۔

کہ دوزخ میں تو جائیں گے ہی اس پر مزید یہ کہ اللہ ان سے کلام بھی نہیں فرمائے گا۔ سو رمضان المبارک ایک ایسا کورس یا تربیتی پروگرام ٹھہرا جس میں انسانوں کو باوجود بشری تقاضوں کے فرشتوں جیسی طہارت و اطاعت اختیار کرنے کی مشق کرائی جاتی ہے کہ نہ کھانا فرشتوں کے اوصاف میں سے ہے چنانچہ مومن ایک مقررہ وقت سے لے کر مقررہ وقت تک کھانے پینے مباشرت وغیرہ سے رک جاتا ہے۔ نیز اطاعت میں بھی کمال حاصل کرتا ہے کہ باوجود شدت پیاس کے پانی نہیں پیتا۔ کوئی نہ دیکھ رہا ہو۔ سخت پیاس ہو۔ ٹھنڈا پانی موجود ہو مگر پیتا نہیں، کیوں؟ صرف اس لئے کہ اللہ دیکھ رہا ہے گویا

طبعاً بھی اور عملاً بھی اوصاف ملکوتی کے حصول کی تربیت دی جاتی ہے اسے اصطلاح تصوف میں مجاہدہ اضطراری کہا جائے گا کہ حکماً یہ مجاہدہ کرایا جارہا ہے۔ اب دوا کوئی اپنے ہاتھ سے پی لے یا زبردستی پلا دی جائے اثر کرتی ہے۔ ایسے ہی مجاہدہ اختیاری ہو یا اضطراری اثر ضرور کرتا ہے۔ ہاں پرہیز شرط ہے۔ نیز جیسا کہ احادیث مبارکہ میں جابجا ارشاد ہے کہ روزہ مکمل رکھے۔ نہ یہ کہ صرف شکم پڑی سے باز رہے بلکہ زبان، کان، آنکھ اور ذہن و دل تک کا روزہ ہو۔ زبان کو فحش کلامی سے، آنکھ کو غلط نگاہی سے، ذہن کو برائی سوچنے سے اور دل کو بری خواہشات سے روکے اور روکنے کی پوری کوشش کرے۔ یہاں یہ گمان نہ کیا جائے کہ وساوس سرے سے آئیں گے ہی نہیں۔ اگر آئیں گے ہی نہیں تو روکے گا کس کو۔ ہاں محنت کرنے سے اگر دوام حضور نصیب ہو جائے تو پھر یہ کیفیت بھی ممکن ہے۔ اسی طرح یہ امید بھی فضول ہے کہ جہاں میں کوئی برائی نظر ہی نہ آئے۔ بلکہ اس سے اپنی نگاہ کو روکنا ہے ایسے ہی ارشاد نبوی ہے کہ "اگر کوئی تمہیں گالی دے تو اسے کہو کہ میں روزے سے ہوں۔" یا فرمایا کہ "کوئی جھوٹ بولنے سے زبان کو نہ بچالے تو اللہ کو اس کے بھوکا رہنے کی پرواہ نہیں۔" یاد رہے میں احادیث مبارکہ کا مفہوم نقل کر رہا ہوں۔ ترجمہ لفظی نہیں۔ سو اس ساری محنت کے ساتھ رمضان المبارک کی برکات بھی ہیں۔

جس کسی نے ایمان اور احتساب سے یعنی حضور قلب سے روزہ رکھا یا رمضان میں قیام کیا تو اس کے پہلے تمام گناہ معاف ہو گئے۔ یعنی اسے طہارت و پاکیزگی میں ایک خاص درجہ نصیب ہوا اور فیوضات و تجلیات باری کو پانے اور حاصل کرنے کی ایک خاص استعداد حاصل ہوئی۔ ایسے ہی لیلتہ القدر کہ رمضان المبارک کی ایک رات ہزار مہینہ سے افضل ہے۔ یعنی ہزار ماہ مسلسل بغیر انقطاع کے کوئی صرف اور صرف عبادات میں گزار دے تو لیلتہ القدر میں عبادت کرنے والا حصول طہارت یا برکات میں اس سے بڑھ جاتا ہے گویا اس سے بڑھ جانا۔ یہ کم از کم درجہ ہے۔ کتنا بڑھ جاتا ہے یہ ہر ایک انسان کا اپنا درجہ ہے۔ یہاں یہ عرض کر دینا مناسب ہوگا کہ حضور ﷺ کے ارشاد کے مطابق یہ رات آخری عشرے کی طاق راتوں میں سے کوئی ایک رات ہوتی ہے۔ اور یہ بھی جان لیں کہ یہ ایک رات بیک وقت روئے زمین پر نہیں ہوتی بلکہ مختلف آبادیوں اور مختلف اوقات میں ہو سکتی ہے۔ بندہ عاجز نے کہیں پڑھا کہ حوالہ یاد نہیں۔ اعلیٰ حضرت رحمتہ اللہ علیہ سے بھی سننے کی

نبی رحمت ﷺ نے فرمایا کہ اگر کوئی تمہیں گالی دے تو اسے کہو کہ میں روزے سے ہوں

سعادت نصیب ہوئی اور خود تجربہ بھی دیکھا کہ بعض اوقات بالکل قریبی شہروں میں بھی کبھی کبھار ایک شہر میں ایک رات میں جلوے برستے رہیں تو دوسرے شہر میں دوسری رات کو شاید یہ بھی رحمت لٹانے کا ایک انداز ہے۔

نیز ارشاد ہوتا ہے کہ پہلا عشرہ رحمت، دوسرا بخشش اور تیسرا دوزخ سے رہائی کا ہے۔ منادی پکار پکار کر دعوت دیتا ہے کہ آؤ رحمت باری سے دامن بھر لو۔ ایسے ہی دوسرے عشرے میں اعلان ہوتا ہے کہ بخشش چاہنے والو کو تمہیں بخشش سے نوازا جائے۔ اور تیسرے عشرے میں دوزخ سے رہائی کے پروانے بٹتے ہیں۔ پھر اس قدر عظیم جود و سخا کے ساتھ۔ مزید کرم یہ کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خبر دی ہے کہ سرکش شیاطین اور جن جکڑ دیئے جاتے ہیں اور رمضان المبارک کا پورا مہینہ قید رکھے جاتے ہیں۔ نیز دوزخ کے دروازے بند کر دیئے جاتے ہیں اور جنت کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں یہاں ایک بات کھٹکتی ہے جب شیاطین قید کر دیئے جاتے ہیں تو پھر رمضان المبارک میں برائی کیوں ہوتی ہے۔ تو عرض ہے کہ انسان اگر نیکی کرے تو بشری کمزوریوں کے باوجود فرشتوں سے بڑھ کر پاکیزگی حاصل کر سکتا ہے اور تجلیات ذاتی سے اس کا دل منور ہوتا ہے جن کی عظمت کا یہ عالم ہے کہ ارض و سما برداشت کرنے کی سکت نہیں رکھتے۔

لیکن اگر برائی کی راہ پر گامزن ہو تو جس قدر ذات نبوی سے دور ہوتا چلا جاتا ہے اسی قدر شیاطین کے قریب ہوتا جاتا ہے۔ حتیٰ کہ ایک وقت آتا ہے جب ادھر سے رشتہ منقطع ہو کر پوری طرح ابلیس سے پیوستہ ہو جاتا ہے اس درجے والا شیطان کی فطرت کو اپنے قلب میں سمو لیتا ہے۔ اور پھر وہ خود شیطان ہوتا ہے۔ اسی لئے قرآن کریم نے **شیاطین الجن والانس**۔ فرما کر دونوں طرف کے شیطانوں کا ذکر فرمایا ہے اور سورہ ناس میں اس دونوں کے وساوس سے اللہ کی پناہ طلب کرنے کا حکم فرمایا ہے۔ سو ایسے لوگوں کو شیطانی پیغام بھی القا ہوتے ہیں۔ یعنی جنہیں شیاطین کی دوستی یا ولایت حاصل ہوتی ہے۔ ان کے دلوں پر اس کی باتیں القا ہوتی ہیں۔ اور پھر اس کی عدم موجودگی میں وہ اس کا کام کرتا ہیں خود برائی کرتے اور دوسروں کو برائی کی

باقی صفحہ 37 پر ملاحظہ فرمائیں

امیر محترم کا اکابرین ملت سے خطاب

تنظیم الاخوان نے 13 نومبر 2000ء کو آواری ہوٹل لاہور میں مختلف مکاتب فکر کے علمائے اکرام کو اکٹھا کیا اور موجودہ صورت حال سے نبرد آزما ہونے کے لئے نفاذ اسلام کی دعوت دی۔ اس موقع پر ملک بھر سے جید علمائے اکرام نے متفقہ رائے سے امیر تنظیم الاخوان امیر محمد اکرم اعوان مدظلہ العالیٰ کو مجلس اکابرین ملت کا امیر منتخب کیا اور مجلس میں ان کو اپنی نمائندگی کا اختیار دیا۔ زیر نظر مضمون اسی بارونق محفل کا ہے۔ (ادارہ)

تحریر۔ الطاف گھمن

امیر مولانا محمد اکرم اعوان نے کہا کہ آج وقت ہمیں کربلا میں لے آیا ہے۔ دنیائے کفر اس بات پر تل چکی ہے کہ پاکستان کو ختم کر دینا چاہئے۔ دنیا میں کسی دوسرے ملک کے خاتمہ کی پیش گوئیاں نہیں ہوتیں لیکن پاکستان واحد ملک ہے جس کے بارے میں پیش گوئیاں کرتے ہیں کہ پاکستان فلاں سال ختم ہو جائے گا لیکن محمد رسول ﷺ کی پیش گوئیوں کا حاصل یہ ہے کہ ملک نہ صرف قائم رہے گا بلکہ اس خطے پر دین کا نفاذ ہو گا پورے برصغیر پر اسلام کی حکمرانی سے فیض یاب ہوگی۔

مولانا محمد اکرم اعوان نے کہا کہ آج کی کربلا اور اس کربلا میں فرق یہ ہے کہ آج کوئی حسینؓ نہیں ہے دوسرا یہ کہ اس یزید کی فوج میں ایک حر تھا لیکن ہماری فوج میں قطار اندر قطار حر موجود ہیں ہمارے یزید وقت کو یہ غلط فہمی ہے کہ اس کے پاس فوج کی طاقت ہے ہم بتا دینا چاہتے ہیں کہ یہ فوج ہماری ہے اور حروں کی فوج ہے یہ یزید وقت کی بات نہیں مانیں گے انہوں نے کہا کہ اپنے لوگوں سے لوٹ کر قومی سرمایہ یہودیوں کے حوالے کرنے کا عمل تو یزید نے بھی نہیں کیا تھا۔

مولانا محمد اکرم اعوان نے کہا کہ ہماری زندگی کی تمنا یہ ہے کہ ہم قبر سے اٹھیں تو رسول اللہ ﷺ کی بارگاہ میں پیش ہوں لیکن کس حالت میں جائیں گے کافرانہ نظام سے سمجھوتہ کر کے' یا کافرانہ نظام کو روند کر ا ہم

نے چیف ایگزیکٹو جنرل پرویز مشرف کو خط لکھا کہ بہت ہو چکی ہے۔ ہم مسلمان ہیں۔ ہمارے ساتھ وہ سلوک کرو جس کے ہم مستحق ہیں ملک میں اسلام نافذ کر دو۔ ملک کو اسلامی نظام دے دو ہمیں حکومت لینے کا کوئی شوق نہیں ہے۔ آپ حکومت کریں لیکن اسرائیل' برطانیہ' فرانس' کا نظام ہم پر مسلط نہ کریں۔ حکومت اس قدر نشے میں ہے کہ ہمارے خط کا جواب تک نہیں دیا۔ ہماری بات قابل قبول نہیں تھی تو ہمیں گرفتار ہی کر لیتے۔ ہم اسے اپنے خط کی رسید ہی سمجھ لیتے۔ جنرل پرویز مشرف نے ہمارے خط کو اہمیت نہیں دی تو ہم نے علمائے حق کو صدا دی ہے منبر رسول کے وارثوں کو پکارا ہے۔ علمائے امت مل کر فیصلہ کر لیں اور اور اکابرین ملت کا پلیٹ فارم بنا کر اسلامی نظام کے لئے لائحہ عمل طے کریں۔ ہم انشاء اللہ جان دیں گے۔ انہوں نے کہا کہ ہم حکومت کے لئے دروازہ کھلا رکھیں گے کہ وہ لا الہ الا للہ محمد رسول اللہ کے نام پر بننے والے ملک میں محمد رسول اللہ ﷺ کا نظام نافذ کر دے یہ اس کے فرائض اولین میں ہے۔ ہمارا مقصد اقتدار نہیں اسلام ہے۔ ہم تیسری نسل کو دیکھ رہے ہیں یہ کس عہد میں جیئے گی؟ آئندہ نسل کو کونسا ماحول ملے گا؟ ہم عرصہ محشر میں ہیں۔ ہمیں یہ طے کرنا ہے کہ کیا ہم اللہ اور محمد رسول اللہ ﷺ سے کئے گئے عہد سے روگردانی کر کے یزید وقت کی اطاعت کریں یا یزید وقت کے سامنے کھڑا ہو جائیں۔ میں اس بات کی گارنٹی دیتا ہوں کہ آج کے یزید کے مقابلہ میں تمام حر آپ کے ساتھ ہوں گے۔

تنظیم الاخوان کے سربراہ اور مجلس اکابرین ملت پاکستان کے سربراہ مولانا محمد اکرم اعوان نے کہا ہے کہ ہم اسلامی انقلاب کے

لئے تمام ہوم ورک کر چکے ہیں۔ فوج سمیت ہر شعبے میں ہمارے لوگ موجود ہیں۔ اسلامی نظام کامیاب ہو کر رہے گا۔ ملک میں اسلامی نظام عدل قائم ہوگا۔ ملک کی معیشت سدھرے گی پاکستان ٹیکس فری سٹیٹ ہوگا۔ اسلامی انقلاب کے بعد پاکستان کی فوج دنیا کی بہترین فوج کا مقام حاصل کرلے گی۔

اسلامی انقلاب کے بعد ہم خود حکمرانی نہیں کریں گے ہم ایک باکردار معاشرے کی تشکیل کے لئے اسلامیان پاکستان کو دعوت دیں گے کہ وہ حکمرانی کے لئے شرفا کو منتخب کرلیں میرے ساتھی انتخابات میں حصہ نہیں لیں گے۔ کیونکہ اقتدار ہماری منزل نہیں ہے اور نہ ہی اقتدار کا شوق ہے لیکن وقت کی ضرورت کے تحت اس کربلا میں قوم کو سرخرو کریں گے۔ اس امر کا اظہار انہوں نے پیر کے روز لاہور میں منعقدہ اکابرین ملت کی قومی کانفرنس سے خطاب کرتے ہوئے کیا اس موقع پر متذکرہ کانفرنس میں شریک چاروں صوبوں اور قبائلی علاقہ جات کے دینی عمائدین' مذہبی سکالرز' جید علماء کرام' اہل الرائے' حضرات اور دانشوروں نے نفاذ اسلام کے لئے مولانا محمد اکرم اعوان کے ہاتھ پر موت کی بیعت کرتے ہوئے انہیں متفقہ طور پر مجلس اکابرین ملت کا امیر منتخب کرلیا گیا۔ مولانا محمد اکرم اعوان نے کہا کہ یہ بیعت اسلام کے نفاذ کے لئے ہے اور نفاذ اسلام کے لئے ہماری تحریک کسی ٹریڈ مارک کے لئے نہیں بلکہ صرف خلفائے راشدین کے نظام کے لئے ہوگی۔ کسی فرقے کی بالادستی کے لئے نہیں صرف اور صرف قرآن وسنت کی بالادستی کے لئے ہوگی۔ انہوں نے کہا کہ ہم نے 45 سال افراد کی تیاری میں لگائے ہیں۔ ہر شعبے میں تیار افراد موجود ہیں۔ فوج میں' سول میں' ٹیکنالوجی کے شعبوں میں' بزنس میں' انڈسٹری میں' وزارتوں میں' انتظامیہ میں۔ الحمدللہ ہر جگہ بحیثیت اچھے مسلمان موجود ہیں۔ ہمارے لئے یہ کوئی مسئلہ نہیں ہے کہ اسلام کو عہد حاضر کے تقاضوں سے کیسے ہم آہنگ کیا جائے گا؟ اس لئے ہم بارگاہ نبوی کی اجازت سے یہ اعلان کرتے ہیں کہ اب اسلام آباد میں وہی حکومت کرے گا جو اسلام کو آباد کرے گا۔

مولانا آزاد نے کہا کہ مولانا اکرم اعوان کی قیادت میں اسلامی نظام کے نفاذ کی جدوجہد کامیاب ہوگی وہ بارگاہ نبوی سے اجازت لے کر میدان میں نکلے ہیں۔ مولانا اکرم اعوان وقت کے ولی ہیں۔ اور علیؓ کے بیٹے ہیں۔ مولانا آزاد نے تجویز پیش کی کہ آج ملک بھر کے جید علمائے کرام اور دینی شخصیات جمع ہیں سب مل کر نفاذ اسلام کے لئے ان کے ہاتھ پر موت کی بیعت کرلیں۔ شرکاء کانفرنس نے ہاتھ اٹھا کر اس کی تائید کی۔

افغانستان کے سابق وزیر' سابق اٹارنی جنرل اور سپریم کورٹ کے جج علامہ عبد العلی خان نے اکابرین ملت کانفرنس سے خطاب کرتے ہوئے انہوں نے کہا کہ پاکستان میں جو سیاسی لیڈر متحد ہوتے ان کو چھوڑ دیں قوم کے اتحاد کی ضرورت ہے۔ علماء حق آگے بڑھیں مسلمانوں کو متحد کرکے جذبہ جہاد سے اسلامی نظام کے نفاذ کے لئے اٹھ کھڑے ہوں۔

1- علامہ راحت گل آف پشاور نے اپنے خطاب میں کہا کہ اسلامی حکومت قائم کیے بغیر اسلام کے کامل تقاضے پورے نہیں ہو سکتے اسلام دعاؤں سے نافذ نہیں ہوگا۔ فضائے بدر پیدا کرنے کی ضرورت ہے اسلام کے نفاذ کے لئے تفکر وتدبر اور توکل سے کام لیتے ہوئے کشتیاں جلا کر میدان عمل میں آنے کی ضرورت ہے۔ (2) علامہ قاری محمد ابراہیم آف فیصل آباد نے کہا کہ مسجدوں اور مدرسوں کے کونے میں بیٹھ جانا سنت نبوی ﷺ کے خلاف ہے۔ حضور اکرم ﷺ نے 27 غزوات میں شامل ہو کر جہاد کیا۔ انہوں نے کہا کہ دینی مدرسوں کو زکوۃ صدقات پر لگا کر عملی جدوجہد سے دور کر دیا گیا ہے۔ لیکن ہم نے باہر نکل کر ملک کی تقدیر کو بدلنے کا عزم کرلیا ہے (3) قبائلی علاقہ کے ممتاز عالم دین اور مجاہد مولانا محمد عبدالعزیز جنوبی وزیرستان نے کانفرنس سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ نفاذ اسلام کے لئے علماء کرام کو وعظ کی بجائے قربانیوں کے لئے صف آرا ہو جانا چاہئے جس طرح انگریزوں کو نکالا اسی طرح انگریز کے نظام کو بھی یہاں سے نکالیں گے۔ (4) علامہ مفتی مسعود الحسن تحسین آف ملتان نے کہا کہ قوم کو مذاق بنانے والوں کو قدرت نے مذاق بنا کر رکھ دیا ہے ایسی قیادت کی ضرورت ہے جو مظلوم قوم کے آنسو پونچھے۔ (5) علامہ قاضی نثار احمد آف گلگت نے کہا کہ جمہوریت نے ہمیں کافرانہ نظام کے ظالمانہ تسلط کے علاوہ کچھ نہیں دیا انہوں نے کہا کہ مولانا محمد اکرم اعوان نے نفاذ اسلام کے لئے جنرل پرویز مشرف کو سنت نبوی کے اتباع میں جرات مندانہ خط لکھ کر علماء حق کی لاج رکھ لی ہے۔ (6) علامہ قاری سعید قمر قاسمی آف کراچی نے کہا کہ قیام پاکستان کے بعد انگریز کے ظالمانہ نظام سے آزادی حاصل نہیں کی گئی قرآن وسنت کی موجودگی میں کسی اور نظام کے لئے جدوجہد کرنا کفر اور ظلم ہے۔ ملک کے نامور نعت خوان الحاج مرغوب احمد ہمدانی نے مولانا محمد اکرم اعوان کا نعتیہ کلام پیش کیا۔

کلام شیخ

کریں ایک سجدہ کٹے عمر ساری
اگرچہ عمر ہو خضر کی ہماری
نہ ہو شکر تیرا ادا پھر بھی ہم سے
ملا ہم کو وہ کچھ نبیؑ کے کرم سے
رخ پاک اپنا نبیؑ نے دکھایا
میرا ہاتھ پکڑا کسی کو تھمایا
وہ کوئی جو حاضر تھا ان کی گلی میں
وہ خادم خصوصی ہے رب کی زمیں میں
ملنا ساتھ ان کا پلٹ کر بلایا
در پاک اپنا مجھے پھر دکھایا
یہ سارے بہانے کرم کے الٰہی
یہ سب کچھ ہے سمجھا سمجھ پھر نہ آئی
بظاہر وہی ہم وہی اہل دنیا
پریشان کرتے ہیں پھر سے ہمیں یاں
تھا اک سمت یہ سب تماشائے عالم
کرم تھا مگر تیرا بالائے عالم
تو ہی اہل دنیا کو ہے سب دکھاتا
کرم کے ہیں دریا تو کیسے بہاتا
کہ جس نے ہمیں تیرا رستہ دکھایا
اداؤں کا تیری ہے واقف بنایا
جواں رکھ یہ چوٹیں جو دل کھا کے آیا
دعا ہے یہی اپنی ہر دم خدایا

امیر محمد اکرم اعوان' سیماب اویسی کے قلمی نام سے شاعری کرتے ہیں۔ آپ کے کلام کے مندرجہ ذیل مجموعے گرد سفر' نشان منزل' متاع فقیر' آس جزیرہ' دیدہ تر' کونسی ایسی بات ہوئی ہے اور سوچ سمندر شائع ہو چکے ہیں۔

سیماب اویسی

روزے کی برکات

حافظ عبدالرزاق

۱۔ روزہ اللہ کریم نے شدت محبت کی وجہ سے مومنین پر فرض کیا ہے۔

۲۔ روزہ جسمانی نشوونما کے لئے جتنا مفید ہے دنیا کے کسی سائنسدان کا کوئی فارمولا اس کی کروڑویں حصے کو بھی نہیں پا سکا۔

۳۔ روزہ روحانی ارتقاء کا ایک ایسا زینہ ہے جس سے آگے کسی دوسری چیز کا تصور بھی نہیں کیا جاسکتا۔

۴۔ اللہ تعالیٰ کی مخلوقات میں بہترین مخلوق انسان، انسانوں میں انبیاء اور انبیاء کی روح رواں جان جاں سرور کونین ﷺ سب سے زیادہ روزہ دار تھے۔

۵۔ فرشتے تو غالباً اتنا لکھتے ہوں گے کہ سحری کو اٹھا، کھانا کھایا دن بھر روزے سے رہا۔ نمازیں پڑھتا رہا۔ لیکن یہ علم تو شاید ان کو بھی نہ ہو کہ وضو کرتے ہوئے جب ۵۰ ملی لیٹر پانی منہ میں ڈالا تو ۵۰ کا ۵۰ کلی کر کے گرا دیا کچھ حلق میں اٹکا رہ گیا۔ یہ تو صرف وہ اقرب من حبل الورید ہی جانتا ہوگا۔

میاں عاشق و معشوق رمزیست
کراماً کاتبین را ہم خبر نیست

۶۔ روزہ نفس کے پروقار تزکیہ کرنے کے لئے فرض کیا گیا۔ ورنہ بدبخت لوگوں کی سرزنش کے لئے چرس بھنگ اور دیگر خرافات کی مشیت خداوندی نہ نافذ ہوتی۔

۷۔ روزہ ڈسپلن کا اتنا اعلیٰ درس دیتا ہے کہ اگر مومنین کے ذریعے دنیا اس سے روشناس نہ ہوتی تو جملہ قوانین وضوابط کے باوجود انسان وحشی ہوتا۔

۸۔ پرلے درجے کا دہریہ بھی اگر انہی شرائط کے ساتھ جو ہمارے ہاں رائج ہیں روزہ رکھ لے تو اللہ تعالیٰ کی رحمت سے بعید نہیں کہ اسے دولت ایمان سے نواز دے۔

۹۔ دنیا بھر کے ہسپتالوں میں جہاں کہیں مسلمان مریض ہیں اگر ان کی بیماری کو خالص شرعی نقطہ نگاہ سے عذر ثابت کیا جائے تو درست ورنہ ان سے جبراً روزہ رکھوایا جائے۔ افطاری کے بعد ان پر یہ حقیقت منکشف ہو جائے گی کہ وہ بیماری نہ تھی بلکہ ان کے اپنے نفس کا فریب تھا۔

۱۰۔ وہ امیر لوگ جو کسی بہانے روزہ نہ رکھنے کے عادی ہیں اگر ان پر روزہ کی حقیقت واضح ہو جائے تو نڈھال ہو کر مر جائیں لیکن روزہ نہ توڑیں۔

۱۱۔ وہ مفلس لوگ جو کسی جہالت کے سبب اللہ تعالیٰ سے رزق کی کمی کے شاکی ہیں اگر ان پر روزہ کی مقصدیت واضح ہو جائے تو بہ خوشی سال کے زیادہ ایام میں روزہ رکھیں اور شکایت کی بجائے مزید شکر ادا کریں۔

۱۲۔ کسی بھی شعبہ کا مسلمان کمانڈر اگر پکا دیندار ہو تو اپنے ماتحت غیر مسلم ملازمین سے کسی حربہ کے تحت روزہ رکھوا لے اور رات کو اللہ کریم سے ان کے لئے طلب ایمان کرے تو اللہ کریم ضرور اس کی لاج رکھ لیں۔

دنیا کی حقیقت

خطاب ۔ امیر محمد اکرم اعوان

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

کل کے درس قرآن میں ہم نے ایک جامع اصول عرض کیا تھا کہ قرآن حکیم نے اصلاح معاشرہ اور رضائے باری کا' دونوں جہانوں کو سنوارنے کا ایک ہی قاعدہ تجویز فرمایا ہے۔ ''تو دنیا میں برائی کا بیج نہ بو تو بھلائی کا بیج بو تا کہ برائی کرنیوالے جو ہیں وہ تجھے دیکھ کر باز آئیں'' اور اس پہ جو اعتراض ہے کہ ہمیں شیطان نے مبتلا کر رکھا ہے شیطان نہیں چھوڑتا اس کی تردید بھی قرآن حکیم نے بیان فرمائی تھی۔ ''کہ تو شیطان سے اللہ کی پناہ مانگ' تجھے شیطان سے الجھنے کی ضرورت ہی نہ رہے'' اور اس کے بعد اللہ کریم نے اس بات پر عمل کرنے والوں کا اور عمل نہ کرنے والوں کا تھوڑا سا خاکہ بیان فرمایا ہے۔ اللہ کریم اطلاع دیتے ہیں کہ جو لوگ اللہ کو چھوڑ کر رحمان کو چھوڑ کر شیطان کی اطاعت میں زندگی بسر کرتے ہیں انجام کار بڑا ہو یا چھوٹا' نیک ہو یا بد' امیر ہو غریب یاد رکھیں انسانی زندگی کے چار ادوار میں' چار مختلف جہان ہیں' سب سے پہلے عالم ارواح اس دنیا میں صرف روح بستے ہیں جو اللہ کریم نے پیدا فرمائے۔ دوسری دنیا اس کی ماں کا پیٹ ہے۔

''جیسا چاہتے ہیں ایسی تصویر بناتے ہیں''

روح' عالم ارواح سے منتقل ہو کر اس میں داخل ہوتی ہے یہ دوسرا دور ہے زندگی کا اب یہاں سے اسے عالم دنیا میں بھیج دیا جاتا ہے دنیا کو دنیا اس لئے کہتے ہیں کہ یہاں جو مزدوری اس عالم کی خاطر کرتے ہیں اس کی اجرت مل جاتی ہے اس کا اجر فوری ہے اور قریب تر ہے پچھلے دونوں جہانوں میں تو موج تھی اللہ کریم نے ایسی زندگی بخشی تھی کہ اس میں گناہ کی گنجائش ہی نہ تھی نہ ضرورت تھی نہ احتیاج تھی اور نہ کوئی بات تھی تو اگر اللہ کریم چاہتے تو جس طرح ارواح کو وہاں پیدا فرمایا تھا وہیں رہنے دیتے وہیں سے جنت میں بھیج سکتے تھے وہیں عالم امر رکھ دیتے رکھ سکتے تھے تو میرے بھائی اللہ کریم نے یہ چاہا کہ میں انہیں اس امتحان گاہ میں بھیجوں دیکھوں تو سہی کون میرا بندہ بن کر زندگی گزارتا ہے اور کون باوجود مخلوق ہونے کے باوجود عاجز ہونے کے نافرمانی کرتا ہے۔ جس طرح طلباء سے مختلف مضامین کے پرچے لئے جاتے ہیں اس طرح انسان کے ساتھ مختلف ضروریات لگا دیں۔ پیٹ دے دیا اسے کھانے کو چاہئے ضرورت دے دی لباس کی' اسے پہننے کو چاہئے' اسی طرح قبائل میں اور برادریوں میں تقسیم کر دیا پھر یہاں کی جو ضروریات ہیں مادی ضروریات جو ہیں یہاں کی' اس دنیا کی اسی دنیا کی چیزوں سے متعلق فرما دی اور اب یہ مجبور ہے اسے اس دنیا میں بھی اگر رہنا ہے تو اسے دنیا میں غذا حاصل کرنے کے لئے اسباب کو اختیار کرنا ہے اللہ کریم نے ترتیب ایسی دی ہے۔ اسے اس جہان میں رہنے کے لئے کسب کرنا ہے۔ اپنے رہنے کے لئے ٹھکانا بنانا ہے اور پھر اسے عقل عطا کر دی' چیزوں کی خاصیتیں سمجھنے کی قوت دے دی' صلاحیت دے دی نئی نئی چیزیں ایجاد کرنے کی پھر ساتھ ایک قانون بتلا دیا کہ اگر اس دنیا میں اس اصول کے مطابق بسر کرو گے تو اس دنیا میں کام بھی سدھر جائیں گے' تمہاری عزت بھی رہے گی۔ تمہیں سہولت بھی رہے گی اور جب اس عالم سے منتقل ہو کر اس عالم میں پہنچو گے جہاں تمہیں ہمیشہ ہمیشہ کے لئے رہنا ہے تو کھرے کھوٹے کی تمیز بھی ہو جائے وہاں کوئی ذی روح' کوئی انسان اللہ کریم پر اعتراض نہ کر سکے گا اللہ کریم تو سیدھی سی بات ارشاد فرمائیں گے کہ میں نے تجھے بازار میں چھوڑا تھا۔ میں نے تجھے نقدی دی تھی اور ساتھ بتلانے والے بھی کر دیئے تھے' جو تجھے بتاتے تھے جہاں تجھے جانا ہے وہاں اس چیز کی ضرورت پیش آئے گی۔ یہ خرید لے اگر تو نے وہ چیز چھوڑ دی اور دوسری خریدتا رہا اور اب تو خالی ہاتھ آیا اور یہ برا کام ہے تو جب یہاں سے اگلی دنیا کو آدمی چلتا ہے تو اس وقت کی کیفیت اللہ کریم بیان فرماتے ہیں پھر کیا ہوتا ہے۔ یہاں تو اکڑتے ہیں یہاں تو زور دکھاتے ہیں۔ یہاں تو اپنی من مانیاں ہر کوئی کرتا ہے لیکن جس وقت ان کا یہاں سے چلنے کا وقت ہوتا ہے تو یہ ضروری ہے کہ یہاں کے جو سامان ہیں وہ یہیں رہیں گے انسان کے ساتھ تین دوست ہوتے ہیں ایک اس کا مال دوسرے اس کے عزیز و اقارب اور تیسرا اس کا عمل نبی کریم ﷺ فرماتے ہیں جیسے روح وجود سے نکلی مال کے ساتھ اس کا تعلق ختم ہو گیا۔ وہ مال اس کا نہیں رہتا کیوں اس کا نہیں رہتا

یہ دنیا ایک امتحان گاہ ہے۔ یہاں بیٹھنے کے لئے سیٹیں رکھی ہیں۔ بینچز (Benches) کرسیاں ہیں' قلم دوات ملتی ہے یہاں کاپیاں ملتی ہیں۔ لکھنے کو پرچے دیئے جاتے ہیں اب کون یہ عقل مند سوچے گا کہ جب کوئی امتحان سے فارغ ہو تو کمرہ امتحان کو ساتھ اٹھا کرلے جائے وہ تو پیچھے آنے والی کلاس کے لئے چھوڑ جائے گا اسے جو نمبر ملیں گے وہ اس کے اپنے ہیں تو اللہ کریم فرماتا ہے' جو میرے کہنے پر نہیں چلتے' شیطان سے میری پناہ نہیں مانگتے۔ مجھ سے امداد طلب نہیں کرتے۔ میری بارگاہ میں نہیں آتے۔ میرے ساتھ اٹھنا' بیٹھنا تعلق رکھنا انہیں پسند نہیں ہوتا میری باتیں سننے کا ان کے پاس وقت نہیں ہوتا' جب ان کا وقت آجاتا ہے اس کی گرفت ہر چیز سے ڈھیلی پڑ جاتی ہے تو اس وقت کہتا ہے یا اللہ مجھے کچھ مہلت دے دے۔ مجھے واپس کر دے۔ مجھے لوٹا دے مجھے چند روز دنیا میں رہنے دے اور قطعاً دنیا کے کسی کام کے لئے نہیں کہتا کیوں؟ مال تو وہ تھا جو دم نکلتے ہی ختم ہو گیا۔ رہ گئے اس کے دوست احباب۔ عزیز و اقارب تو نبی کریم ﷺ فرماتے ہیں ان کا ساتھ قبر تک ہوتا ہے۔ بیچارے کیا کریں کپڑے اتار لیتے ہیں اور کیا نیکی کر سکتے ہیں۔ مال تقسیم کر لیتے ہیں۔ مکان بانٹ لیتے ہیں۔ لباس تک اتار لیتے ہیں میرے بھائی تیری گھڑی کھول لیں گے۔ انگوٹھی اتار لیں گے وہ تیرا ساتھ قبر تک دیں گے اور وہی لوگ جو تیری صورت کو ترسا کرتے تھے۔ تیرے وہ مہربان والدین جو تیرے چہرے کو ترسا کرتے تھے جو تیرے لئے منتیں مانا کرتے تھے دعائیں کیا کرتے تھے' محبوب بیوی یا بیٹے۔ تیرے بھائی اور دوست جو تیری ذرا سی تکلیف پہ تڑپ اٹھا کرتے تھے۔

تجھے زیر زمین دفن کر دیں گے۔ یہ حال ہو گا۔ اس دنیاوی حکومت کا چور بھاگتا ہے دوست اسے پناہ دیتے ہیں جب اللہ کریم گرفتاری کا حکم دیتا ہے دوست پکڑ کر حوالات میں بند کرتے ہیں اس کی قدرت اسی سے ظاہر ہوتی ہے کہ اس کے مقابلے میں کوئی پناہ لینے والا نہیں' جن کے لئے ہم چوری کرتے ہیں جن کے لئے ہم مزدوری کرتے ہیں اور عبادت کے لئے وقت نہیں بچتا وہی بیٹے لاش کو اٹھا کر لیجاتے ہیں وہ مجبور ہے اللہ کا حکم ہے اللہ کا قانون ہے ان کی غلطی نہیں ہے وہ اپنے ساتھ اسی سلوک کے منتظر ہیں کل ان کی باری آرہی ہے تو موت کسی فناہ کا نام نہیں ہے۔ جس طرح عالم ارواح سے منتقل ہو کر ماں کے پیٹ میں آیا ماں کے پیٹ سے منتقل ہو کر اس عالم آب گل میں آیا یہاں سے منتقل ہو کر ایک نئی دنیا میں چلا جاتا ہے بات اتنی سی

ام المومنین حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں چاند طلوع ہوتا تھا اور پورا مہینہ نکل جاتا تھا' دوسرا چاند طلوع ہوتا اور پورا مہینہ نکل جاتا۔ کاشانہ نبوی میں آگ نہیں جلا کرتی تھی

ہے فناہ نہیں ہوتا تو جو لوگ وہاں کے لئے خرچ نہیں لیتے۔ وہاں کی کرنسی اکٹھی نہیں کرتے وہاں کا پاسپورٹ درست نہیں بنواتے۔ اور اللہ کو راضی نہیں کرتے بلکہ ابلیس مردود کا ساتھ دیتے ہیں تو جیسے قبر میں داخل ہوتے ہیں فرشتے پوچھتے ہیں من ربک۔ من النبیک و ما دینک اس ہستی کے بارے تیرا خیال کیا ہے تو میرے بھائی اللہ کریم فرماتا ہے قبر میں جانے سے پہلے جب تم کہتے ہو

اس کی نظر جم گئی یہ کسی کو نہیں دیکھتا جم نہیں گئی اللہ کریم فرماتا ہے وہ میرے ساتھ مخاطب ہے تمہاری طرف اب توجہ نہیں دیتا کیا کہہ رہا ہے یا اللہ کہتا ہے **قال رب الرجعونی** یا اللہ مجھے واپس کر دے کیوں کوئی مکان بنانے کا خیال آ گیا کوئی تجارتی کام رہ گیا۔ کوئی ملازمت رہ گئی۔ کوئی وصیت کرنی تھی۔ کیا کام تھا تیرا؟ کوئی نیا ماڈل خریدنا تھا گاڑی کا کیا کام تھا؟ وہ کہتا ہے یا اللہ سب کام کیے میں نے موٹریں چلائیں۔ ملیں کارخانے بنائے۔ میں نے تجارت کی' میں نے ملازمت کی۔ میں آفیسر رہا۔ میں نے حکومت کی لیکن یا اللہ ایک کام چھوٹ گیا۔ محمد رسول اللہ ﷺ کی غلامی چھوٹ گئی۔ مجھے کر لینے دے میں نے دنیا کے سب کام کئے مجھ سے تاجدار مدینہ ﷺ کی تابعداری چھوٹ گئی اللہ مجھ کر لینے دے تو پتا ہے کیا جواب ملتا ہے بارگاہ رب العالمین سے تو فرمایا کلا ہرگز نہیں! کیا تجھے وقت نہیں ملا؟ دولت بھی ہے۔ حکومت بھی ہے اور قوت بھی ہے کہتا ہے **انا ربکم الاعلی** میں تمہارا بڑا رب ہوں اور دوسری طرف آؤ اللہ تعالیٰ محبوب پیغمبرؐ سے فرماتے ہیں کہ اگر تجھے میں پیدا نہ کرنا چاہتا تو اس کائنات کا بکھیڑا بناتا ہی نہیں۔ نہ زمین ہوتی' نہ آسمان ہوتے' نہ سورج ہوتا' نہ چاند ہوتا' نہ عرش ہوتا' نہ فرش ہوتا نہ کرسیاں ہوتیں نہ لوح محفوظ ہوتی' نہ جنت ہوتی کوئی چیز نہ بنتی اگر چہ تیری ذات کو پیدا کرنا مقصود نہ ہوتا یہ ساری محفل میں نے تیری خاطر سجائی ہے میرے محبوب تو آؤ میں تمہیں دکھاؤں کاشانہ نبویؐ پہلے جائیے مدینہ منورہ وہاں تمہیں کچی دیواریں نظر آئیں گی اور ان پر کھجور کا کچا چھت پڑا ہے جو بارش میں ٹپکتا ہے اسی میں وہ ماہ منیر رہتا ہے

جس کی خاطر یہ کائنات پیدا کی گئی۔ نبی کریم ﷺ کے پاس ایک چادر ہوا کرتی تھی جسے گرمیوں میں دوہری کر کے حضورؐ نیچے بچھا لیتے سردی آتی تھی تو آدھی اوپر لے لیتے تھے۔ مائی عائشہ صدیقہؓ ام المومنین فرماتی ہیں چاند طلوع ہوتا تھا اور پورا مہینہ نکل جاتا تھا دوسرا چاند طلوع ہوتا تھا اور پورا مہینہ نکل جاتا تھا کاشانہ نبویؐ میں آگ نہیں جلا کرتی تھی کیوں؟ فرمایا آگ پر پکانے کی کوئی چیز میسر نہ ہوتی تھی تو سائل نے پوچھا آپ گزارا کیسے کرتے تھے فرمایا۔ دودھ مل جاتا تھا محمد رسول اللہ ﷺ پی کر گزارا کرتے تھے۔ چند کھجوریں مل جاتی تھیں تناول فرمالیا کرتے تھے اور پانی پی لیا کرتے تھے اگر تو اسی دنیا پہ قادر ہے تو شائد تو نے سمجھ رکھا ہے کہ فرعون خدا کو عزیز تھا جس دولت پہ تو اور میں لٹو ہو رہے ہیں وہ کنجروں کو بھی دیتا ہے۔ بدکاروں کو بھی دیتا ہے۔ چوروں کو بھی دیتا ہے۔ کافر کو بھی دیتا ہے۔ ارے تو دیکھتا نہیں ایک ہندو عورت کو حکومت

جنت تقسیم فرمائیں گے تو میرے بھائی وہاں کیا ہوگا۔ فرمایا جب صور پھونکا جائے گا۔ تمام مخلوقات کو بیک وقت اٹھالیا جائے گا سب اپنی اپنی قبر سے اٹھ کھڑے ہوں گے حدیث پاک میں ملتا ہے کچھ لوگ ایسے ہوں گے نہایت حسین وخوبصورت کوئی صورت ہوگی وہ اس کے سرہانے آئے گی اور اسے آواز دے گی اللہ کے بندے اٹھ قیامت قائم ہوگئی نیند کو چھوڑ کھڑا ہو جا میں تجھے اپنے اوپر سوار کرلوں اور تجھے اللہ کی بارگاہ میں لے چلوں تو وہ پوچھے گا تو کون ہے اس قیامت کے زلزلے میں اس سانحہ عظیم میں تجھے میں یاد ہوں تو کون ہے وہ کہے گا میں تیرے وہ کام ہوں جو تو نے کملی والے سے پوچھ کر کئے ہیں اور دوسری طرف وہ لوگ ہوں گے جنہیں ایک نہایت بدبودار غلیظ اور مکروہ صورت کڑک کر بجلی کی طرح آواز دیگی۔ اے منحوس انسان۔ اے بدکردار کھڑا ہو مجھے بھی اٹھا اور چل اللہ کی بارگاہ میں لے چل تو وہ پوچھے گا مجھ مصیبت زدہ

ان کی تو بات دوسری ہے جو چور اور مجرم ہیں جو جانا نہ چاہیں گے فرمایا ان کے ساتھ مار مار لے جانے والے ہوں گے اور گواہ ساتھ ہوں گے۔ میں ان کے مونہوں پر مہر لگادوں گا۔

جو کچھ وہ کرتے تھے ان کے ہاتھ بتائیں گے اللہ اس نے یہ کام کیا۔ پیر گواہی دیں گے۔ یہ کھال آواز کرے گی یہ ہڈیاں بتائیں گی اللہ اس نے یہ گناہ کیے ہیں۔ آدمی حیران ہو کر پوچھے گا' ہاتھوں سے کہے گا تو نے دنیا میں کبھی باتیں نہ کیں تھیں۔

پاؤں سے کہے گا تو دنیا میں بات نہ کرتا تھا آج تو میرے خلاف شہادت دیتا ہے تو وہ کہے گا۔ ہمیں اس رب نے بولنے کی قوت دیدی ہے۔ یہ بھی تو ایک گوشت کا لوتھڑا ہے جو دنیا میں باتیں کرتی تھی۔ کسی کا کیا تھا تو جس نے زبان کو قوت گویائی دی تھی اس عالم میں تو یہاں آ کر اس نے ہمیں قوت گویائی دے دی تو گھر سے گواہ نکل آئے تو میرے بھائی فرمایا۔ جس دن قیامت قائم ہوگی اس دن ہر کوئی اپنی جان بچاتا پھرتا ہوگا۔ ہر کوئی اپنے حساب میں مستغرق ہوگا۔ ہر کوئی اپنی اپنی بات کے لئے دوڑ رہا ہوگا کوئی رشتہ کسی کام نہیں آئے گا۔ نہ کوئی کسی کو پوچھے گا نہ کوئی کسی سے ہمدردی کرے گا۔ نہ کوئی کسی کے بدلے اپنی جان پیش کرے گا تو ہوگا کیا اللہ کریم نے فرمایا۔ سیدھی سی بات ہے ہوگا یہ **فمن ثقلت موازینہ فھوفی عیشتہ راضیہ**۔ اعمال تولوں گا۔ انصاف کروں گا۔ عدل کروں گا جو غلامی تو نے محمد رسول اللہ کی کی

> ارے جس دولت پہ تو اور میں لٹو ہو رہے ہیں یہ وہ کنجروں کو بھی دیتا ہے' بدکاروں کو بھی دیتا ہے چوروں کو بھی دیتا ہے حقیقی دولت تو ایمان ہے

دے رکھی ہے تو کس غلط فہمی میں ہے نبی کریم ﷺ فرماتے ہیں اگر ایک مچھر کے پر جتنی قیمت اس دنیا کی اللہ کے ہاں ہوتی ہے تو کافر ترپ جاتا سے دنیا دیکھنے کو نہ دیتا۔ لیکن اس کی قیمت اللہ کے ہاں کچھ بھی نہیں تو پتہ چلتا ہے کہ وہاں کچھ ہوگا۔ فرعون کی دولت کا پوچھا جائے گا میری نعمت کھا کر تو نے کیا شکر ادا کیا اور موسیٰ علیہ السلام کو ان کی محنت کا اجر دیا جائے گا۔ ابوجہل کو سزا ملے گی اور محمد رسول اللہ ﷺ

کے گرد تو کیوں ہوگا ہے تو کون ہے تیرا میں نے کیا بگاڑا ہے وہ کہے گا میں تیری وہ دولت ہوں جو ابلیس کے کہنے پر تو نے کمائی تھی اٹھالے مجھے اور اللہ کی بارگاہ کی طرف لے چل۔ **وجا کل نفس معہا سائق و شہید** ہر آدمی حاضر ہوگا اور جوتیاں مار مار کر لانے والے اس کے گرد ہوں گے۔ بھاگنے کا موقع نہیں ہوگا جو مغرور ہیں جنہیں اٹھا کر لے گئے جنہیں محبت سے طلب کرلیا انہیں

ہوگی کرنی تجارت بھی ہے۔ رہنا دنیا ہی میں ہے کرنی شادی بھی ہے مکان بناؤ' موٹریں خریدو۔ دولت کماؤ کون منع کرتا ہے تمہیں لیکن محمد رسول

اللہ ﷺ سے پوچھ کر کماؤ۔ میں خود ایک مزدور ہوں بعض آپ میں سے اکثر میں سے میری مزدوری زیادہ ہوتی ہے کئی سو آدمی میرے پاس کام کرتے ہیں۔ میرے پاس بھی سواری کے لئے تین چار موٹریں ہیں۔ میرے پاس بھی سینکڑوں ملازم ہیں۔ میرا اپنا ذاتی کاروبار میرے رب نے مجھے دے رکھا ہے۔ ہم بھی مزدوری کرتے ہیں ہم بھی آپ کی طرح ہیں ہم بھی محنت کرتے ہیں ہمارے بھی بچے ہیں۔ ہماری بیوی بھی ہے۔ ہمارے بھی مکان ہیں میں نے بھی کوٹھی بنائی ہوئی ہے۔ کوئی عجیب بات نہیں کہ آپ کے پاس ہے۔ لیکن میری کوٹھی میں فقراء رہتے ہیں وہاں اللہ اللہ ہوتی ہے کبھی آپ کو کوئی کفر وہاں نظر نہیں آئے گا۔ بفضل اللہ وہاں آپ کو خرافات نہیں ملیں گی وہاں قرآن ملیں گے۔ وہاں آپ جائیں گے بفضل اللہ نمازیں پڑھتی نصیب ہوں گی۔ میری گاڑی میں آپ بیٹھیں گے تو اس میں جائے نماز ہوگا۔ وضو کا لوٹا ہوگا۔ اس میں کوئی کتا نہیں بیٹھا ہے۔ میرے پاس بھی مرسڈیز گاڑی ہے بڑی بڑی گاڑیاں ہیں چھوٹی سی نہیں ہے تو مجھے کبھی گاڑی نے نیچے نہیں پھینکا کہ کیوں نمازیں پڑھتا ہے کبھی مجھ سے کسی نے جھگڑا نہیں کیا کہ تو نے جائے نماز کیوں رکھا ہوا ہے آپ کو غلطی لگ گئی سمجھتے ہیں دین پہ عمل کریں گے تو بھوکا مریں گے غلطی لگ گئی میرے بھائی وہ رزق دیتا ہے۔ رزاق ہے اور اسے ازل سے تقسیم کر دیا ہے۔ رزق جو ہے یہ آزمائش کے دو پرچے ہیں۔

انسان کی جب آزمائش کرتا ہے امتحان لیتا ہے تو دولت بھیج دیتا ہے۔ میں آپ سے عقلمند زیادہ نہیں ہوں آپ سے زیادہ محنتی نہیں ہوں مجھ سے یہ امتحان ہے مجھے اس نے دولت دے دی کہ یہ میرا کھا کر میرا ذکر بھی کرتا ہے یا کوئی اور جاتا ہے دوسری طرف واما الانسان اذا ما ابتلہ ربہ فقدرا علیہ رزقہ۔ دوسرے کا امتحان لیتا ہے تو رزق کم کر دیتا ہے دیکھتا ہے کہ یہ بھوکا رہ کر بھی مجھے یاد کرتا ہے یا نہیں بات اتنی سی ہے اگر عقل پہ روزی ہوتی تو بیوقوف بھوکے مرتے لیکن یہاں مجھ جیسے بیوقوفوں کے پاس چار چار موٹریں ہیں سواری کے لئے جنہیں چلانے کا صحیح طریقہ نہیں آتا اور جو موٹر بنا سکتے ہیں وہ اتنے ذہین ہیں کہ ہم جیسے جاہلوں کی راہ دیکھتے ہیں کہ صاحب کی گاڑی بگڑ جائے گی میں بنا دوں گا شام کو روٹی کھاؤں گا عقلمند تو وہ تھا جو بگڑی کو بنا سکتا تھا لیکن وہ تو بیوقوفوں کو اس طرح دیتا ہے عقل والے سوچتے رہتے ہیں اللہ کریم کس طرح دیتا ہے یہ روزمرہ کا مشاہدہ نہیں ہے جنہیں گاڑی چلانی نہیں آتی وہ مالک اور جنہیں چلانی آتی ہے وہ تنخواہ دار ملازم اللہ اللہ تیری شان ہے تو بے نیاز ہے

> **مکان بناؤ' موٹریں خریدو' دولت کماؤ۔ کون منع کرتا ہے' لیکن محمد رسول اللہ سے پوچھ کر کماؤ**

اللہ اگر تو چاہتا تو تو مجھے بھی کسی کا بیس روپے کا ملازم بنا سکتا تھا لیکن یہ تیرا احسان ہے کہ تو نے مجھے اپنی بارگاہ سے دیدیا بندوں کی احتیاج سے بچا لیا الحمد للہ علی ذالک تو میرے بھائی میں عرض یہ کر رہا تھا کہ یہ غلط فہمی چھوڑ دو کہ دنیا کے کام نہیں کرنے۔ کرنے ہیں کاروبار کرو' ملازمت کرو' تجارتیں کرو' میرے بھائی ہل چلاؤ' میرے بھائی دوکانیں کرو لیکن کس طرح سے کرنی ہیں۔ یہ ڈھنگ محمد رسول اللہ ﷺ سے پوچھ کر بات اتنی سی ہے اپنی مرضی نہ کرو یہ دنیا تمہاری نہیں ہے۔ نہ آسمان تیرا ہے نہ زمین تیری ہے۔ یہ جو سبزہ اگتا ہے یہ تیرا نہیں ہے یہ جو بادل برستا ہے یہ تو نہیں لاتا۔ یہ جو چشمے پھوٹتے ہیں یہ تو نہیں نکالتا۔ زمین سے جو رزق نکلتا ہے یہ تو نہیں نکالتا۔ پیڑوں پر پھل تو نہیں لگاتا تو پھر اپنی مرضی سے انہیں استعمال کیوں کرتا ہے اللہ کے بندے اس کی مرضی سے اس سے پوچھ کر کھا جس نے رزق پیدا کیا ہے اور اس سے مشورہ کر کے کما جس نے رزق کمانے کے ڈھنگ پیدا کئے ہیں اگر نہیں کرے گا تو جن دوستوں کے کہنے پر تو آج برائی کرتا ہے جو آپ کو کھیلنے کے لئے لیجاتے ہیں جو آج تجھے پلانے کی دعوت دیتے ہیں فرمایا۔ قیامت کو تیرے واقف نہیں بنیں گے میرے بھائی یہاں نہیں دیکھتا یہ دنیا کی عارضی حکومت جو چند روپوں میں خریدی جا سکتی ہے یہ کسی کو حوالات میں بند کر دے۔ یہ یہاں جان چھڑاتے ہیں قیامت کے دن احکم الحاکمین کی بارگاہ میں تیرا کیا ساتھ دیں گے۔ ارے جن سے دنیا کی حکومت روٹھ جائے یہ ساری خلقت اسے چھوڑ کر بھاگ جاتی ہے جس سے اللہ ناراض ہو جائے گا اس کا ساتھ کون دے گا تجھے غلطی لگ رہی ہے ایک رشتہ ہے جو نہیں ٹوٹے گا نبی کریم ﷺ نے فرمایا دو مسلمان جب اللہ کی یاد کے لئے اکٹھے ہوتے ہیں ایک نہیں جانتا یہ کون ہے دوسرے کو غرض نہیں یہ کہاں سے آیا ہے بات ان میں کیا اکٹھی ہے کہ اللہ کا ذکر کر رہے ہیں قرآن پڑھ رہے ہیں اللہ اللہ کر رہے ہیں کرا رہے ہیں نماز پڑھ رہے ہیں غرض کیا ہے یہ بھی اللہ کا بندہ ہے میں بھی اللہ کا بندہ ہوں بیٹھ کر اللہ کا ذکر کر رہے ہیں نبی کریم فرماتے ہیں یہ رشتہ قیامت کو نہیں

ٹوٹے گا یہ کبھی نہیں ٹوٹے گا۔

آقائے نامدار ﷺ فرماتے ہیں اللہ کے خوف سے کسی ایک آنکھ سے آدھا قطرہ آنسو کا تھوڑے سے تھوڑا صرف ایک بار اس کا تر ہو گیا زندگی میں تو اللہ کریم فرمائیں گے مجھے حیا آتی ہے کہ جو بال میرے خوف سے آنسو سے تر ہو گیا اسے میں دوزخ میں پھینکوں اے بندے تیری خطائیں تو بہت ہیں لیکن مجھے حیا آتی ہے ایک بار جنت میں بھیج دوں اور تجھے دوزخ میں بھیج دوں۔

ارے جنت تو مفت بٹتی ہے محنت تو دوزخ کے لئے کرنی پڑتی ہے آپ کس خیال میں ہیں لوگ مزدوری کر کے دوزخ لیتے ہیں لوگ محنت کر کے دوزخ لیتے ہیں۔ لوگ طاقت صرف کر کے دوزخ لیتے ہیں۔ لوگ رقم خرچ کر کے دوزخ لیتے ہیں۔ کیا شراب مفت میں میسر آتی ہے۔ ارے دولت دیتے ہیں ناں۔ گولی کا خطرہ بھی رہتا ہے کوئی مار دیگا اور لعنت' ملامت جو ہوتی ہے وہ اس سے علیحدہ انعام ملتا ہے دوزخ اور جو بدکاری نہیں کرتے۔ معاشرے میں محلے میں۔ جاننے والوں میں اس کی عزت ہوتی ہے اس آدمی کا کردار بلند ہے۔ کوئی گالی نہیں دیتا کوئی پھٹکار نہیں کرتا کوئی پیسہ رشوت نہیں دینی پڑتی۔ کوئی دلالی نہیں دینی پڑتی اور ملتی کیا ہے جنت تو مفت میں ملی ناں میرے بھائی۔ محنت تو دوزخ کے لئے کی چوری کرتا ہے کیا آسان ہے۔ قتل کر کے دوزخ میں جاتا ہے کیا آسان ہے۔ اس حکومت کی مار کھاتا ہے جیلیں کاٹتا ہے۔ لوگوں کی گولی کے سامنے کھڑا ہوتا ہے اور تب دوزخ میں جا پہنچتا ہے۔ اتنی محنت کے بعد تو جنت میں جانے کے لئے کیا ہے؟ کھانا کھاؤ ثواب ملے گا اللہ کریم کھانا تو کھانا ہے اپنی ضرورت کے لئے ثواب کس بات کا ثواب اس بات کا جو تو اس طرح کھا رہا ہے جس طرح محمد رسول اللہ ﷺ نے کھانے کا حکم دیا ہے۔ ثواب اس بات کا ہے اپنے بیوی بچوں کے لئے رزق کما رہا ہے۔ اپنے بیوی بچوں کے لئے روزی کما کر لا رہا ہے حضورؐ نے فرمایا مسلمان کا صدقہ شمار ہوتا ہے۔ یارسول اللہؐ وہ کیسے عرض کیا صحابہؓ نے یارسول اللہؐ اس کی بیوی ہے اس کے بچے ہیں اس نے کما کر ان کے لئے ہی تو لانا ہے۔ اس کا صدقہ کیسے شمار ہوگا۔ صدقہ اس لئے شمار ہوگا کہ اللہ نے حکم دیا ہے ان کے محنت کر کے لا تو اللہ کے حکم کے مطابق جب لاتا ہے تو صدقہ ہے کھاتے اپنے بچے ہیں انعام میں جنت ملتی ہے۔ جنت تو مفت بٹتی ہے بھائی دوزخ کے لئے محنت ہے تو ان کے رشتے۔ ان کی دوستیاں۔ اس دن کوئی رشتہ نہیں ہوگا۔ یہ ایک دوسرے کے واقف نہیں بنیں گے ایک دوسرے کو چھوڑ جائیں گے۔ کوئی کسی کو نہیں پوچھے گا تو اللہ میاں کیا ہوگا فرمایا۔ فمن ثقلت موازینہ فھو فی عیشۃ راضیہ۔ میں ترازو میں رکھ دوں گا ایک پلڑے میں شیطانی کی غلامی ہوگی اور ایک پلڑے میں محمد رسول اللہ کی غلامی ہوگی۔ جو کام اس نے نبی کریم سے پوچھ کر کیا ہوگا اس ترازو میں رکھ دوں گا جو کام اس نے شیطان سے پوچھ کر کیا دوسری طرف رکھ دوں گا۔ یہ ان لوگوں کا ہوگا جن سے غلطیاں ہوتی ہیں یاد رکھئے جو غلطی کو حلال سمجھتے ہیں کافر ہیں' ان کی نیکی کا کوئی وزن نہیں محمد رسول اللہ نے جس کام کا کرنا حرام قرار دیا ہے اسے مباح سمجھنا کفر ہے اور کافر کی نیکی ہوگی نہیں تلے گی کیا خاک یہ تو ان لوگوں کی بات چل رہی ہے جو اللہ کو مانتے ہیں اللہ کے نبی کو مانتے ہیں برائی کو برا سمجھتے ہیں۔ انسان ہوتے ہوئے غلطی ہو جاتی ہے اور پھر بغیر توبہ کے مر جاتے ہیں اگر نہیں کرتے تو برائی ختم۔ کوئی برائی ان کے حساب میں نہیں تو فرمایا تول لیں گے بھائی اگر محمد کی غلامی بڑھ گئی تو میں تجھے جنت دے دوں گا اور اگر واما من خفت موازینہ تیرا وزن ہی گھٹ گیا تو نے زندگی شیطان کے کہنے پہ بسر کر دی تو کیا ہوگا فامہ ھاویہ تو خسارے سے ڈرتا ہے ناں نقصان سے بھاگتا ہے۔ صحت کے نقصان سے ڈرتا ہے انسان موت کے نقصان سے ڈرتا ہے عزت کے نقصان سے ڈرتا ہے تو وہاں مال بھی گیا۔ عزت بھی گئی کہ

میری گاڑی میں آپ بیٹھیں گے تو اس میں جائے نماز ہوگا' وضو کا لوٹا ہوگا' اس میں کوئی کتا نہیں بیٹھا ہوگا

ساری کائنات کے سامنے ذلیل کیا گیا اور ہمیشہ ہمیشہ کے لئے جہنم میں ڈال دیا گیا وہ زندگی کبھی ختم نہیں ہوگی انسان مرنا چاہے گا لیکن موت ہوگی نہیں تو فرمایا یہ خسارے میں پڑ گئے میرے بھائی اگر نقصان سے بچنا تیری فطرت میں ہے تو اتنے بڑے نقصان کا تو کیوں انتظار کر رہا ہے اپنی حفاظت کا انتظام کیوں نہیں کرتا اس آگ سے جو صرف پاؤں تک گھٹنوں تک نہیں ہوگی شعلے چہروں سے بڑھ جائیں گے جو پیشانیاں اللہ کی بارگاہ میں نہیں جھکتی دوزخ میں جلا دی جائیں گی اور جو منہ محمد

رسول اللہ کا اتباع نہیں کر سکتے جو نبی اکرمؐ پہ درود نہیں پڑھ سکتا اس کی زبان دوزخ میں جلے گی اور جو منہ محمد رسول اللہ کی بارگاہ میں نہیں جاتا وہ دوزخ میں جھلسا دیا جائے گا ایک دن دو دن تین دن ارے کہاں وہ زندگی ہمیشہ ہمیشہ کے لئے ہے نہ دوزخ ختم ہوگی۔ نہ دوزخی کا عذاب ختم ہوگا جو وہاں بھی ان سے بات کی جائے گی ضرور جوں جوں تکلیف بڑھے گی وہ چیخیں گے چلائیں گے فریاد کریں گے اللہ ہم بھی تیری مخلوق ہیں ایک دوسرے سے باتیں کریں گے کہ تو ہمارے پاس رہتا تھا وہ توبہ کرتا تھا آؤ ہم بھی دعا مانگیں پھر کیا مانگیں گے اللہ ہم سے غلطی ہوگئی معاف کردے اللہ کریم فرمائیں گے۔

کیا میرے احکام تمہارے سامنے پیش نہیں کئے گئے۔ کیا میں نے یہ انتظام نہیں کر دیا تھا کہ میرے بندے میرا پیغام لیکر میرے پیغمبر کی سنت لیکر تمہارے گھروں میں جا کر نہیں بتاتے تھے اور تم کیا کرتے تھے اے دوزخ کے رہنے والو **فکنتم بھا تکذبون**۔ جو دوزخ سے فریاد کریں گے اللہ فرمائے گا اے دوزخ کے رہنے والو اس وقت بھی تم کہا کرتے تھے یہ جی پرانے زمانے کی بات ہے یہ ملا ہے یہ بکواس کرتا ہے تم اسے جھوٹا کہا کرتے تھے تم کہتے تھے یہ بیوقوف ہے اب زمانہ ترقی کر گیا تو تم اپنی ترقی کا نتیجہ بھگتو تم محمد رسول اللہ کو معاذ اللہ نقل کفر کفر بناشد غیر مہذب سمجھتے ہو اور یہودیوں اور عیسائیوں کو مہذب سمجھا کرتے تھے تمہیں محمد رسول اللہ کی غلامی میں دقیانوسیت نظر آتی تھی اور یہودیوں اور عیسائیوں اور سوشلسٹوں کی غلامی میں تجھے ترقی نظر آتی تھی بیٹے جا اپنا کام کر جا انہی کے ساتھ جن کے نقش قدم پر چلا کرتا تھا۔ جہاں سٹالن ہے تو بھی چلا جا' جہاں ٹیلر ہے تو بھی چلا جا' جہاں فرعون' نمرود اور شداد ہے وہاں کیوں نہیں جاتا یہاں پرانی تہذیب کے لوگ بستے ہیں جنت میں تو ترقی یافتہ نہیں تو اپنے ترقی پسندوں کو ڈھونڈ۔

جا ترقی پسندوں کو تلاش کر قرآن سننے کے لئے تیرے کان بند تھے جا جہاں لتا منگیشکر بیٹھی ہے وہیں چلا جا جسے سنا کرتا تھا ارے تو قرآن نہیں سنتا تھا باپ بیٹی کو اور بہن بھائی کو ریڈیو سناتا ہے بھائی بہن کو سناتا ہے کیا' آ لگ جا سینے نال ٹھاہ کر کے تیری غیرت کہاں گئی یہ ترقی ہے باپ کے سامنے بیٹی سنتی ہے اور بہن کے سامنے بھائی بجاتا ہے تو ٹی وی پر بوس و کنار دکھاتا ہے بیٹیوں کو اور یہ ترقی سمجھتا ہے اور سرکار دو عالم کی غلامی کو تو پرانی

ارے جنت تو مفت بٹتی ہے محنت تو دوزخ کے لئے کرنی پڑتی ہے

تہذیب کہہ کر پھینک دیتا تھا جا ترقی پسندوں کے ساتھ جہاں وہ بستے ہیں وہاں رہ تو پھر کیا کہیں گے پھر دعا مانگیں گے۔

اللہ! ہماری بے نصیبی ہم پر غالب آ گئی۔ اللہ ہماری سمجھ الٹی ہوگئی اللہ جو صحیح تھا ہم نے غلط جانا اللہ جو غلط تھا ہم نے صحیح جانا **غلبت علینا شقوتنا** ہماری بدبختی ہم پر چھا گئی **وکنا قوما ضالین** اللہ ہم گمراہ تھے کہیں گے پھر کہیں گے اللہ مہذب تو وہی تھے جنہوں نے محمد رسول اللہ کی غلامی کی ہم گمراہ تھے اللہ راستے سے ہم بھٹک گئے تھے اللہ ہم نے حیا چھوڑ دیا تھا۔ اللہ ہم نے حلال چھوڑ دیا تھا۔ اللہ ہم نے دین چھوڑ دیا تھا اور پھر کہیں گے **ربنا اخرجنا منھا** اللہ ایک دفعہ دوزخ سے نکال کر دنیا میں بھیج دے اللہ ہمیں مکان نہیں چاہئے اللہ ہمیں سامان نہیں چاہئے تھوڑی سی زندگی دے دے محمد رسول اللہ کی غلامی کر لیں۔ اگر پھر ہم محمد رسول اللہؐ کے نافرمان ہوئے تو بے شک ہمیں دوزخ میں ڈالنا پھر ہم ظالم ہوں گے اچھا اب تو فلسفہ تیرا کدھر گیا آج تیری ترقی تیرے کام نہ آئی اللہ کریم کیا جواب دیں گے فرمائیں گے ہٹ جا میری بارگاہ سے چلا جا دوزخ میں خبردار مت پکار۔ تمہیں دعا مانگنا حرام ہے۔ اے دوزخ کے فرشتو! اس بدبخت کی زبان کھینچ دو یہ مجھے کیوں پکارتا ہے۔ میرے بھائیو۔ میرے بھولے بھائیو! میرے سادے بھائیو اس وقت کیا کرے گا آج دعا مانگ آج اب وقت ہے آج توبہ کر وقت ہے تو نے زمین اور آسمان کو گناہوں سے اگر بھر دیا ہے۔ آج محمد رسول اللہ کی بارگاہ میں آ جا اور تجھے کوئی نہیں کہے گا تو نے اتنا کیوں کیا۔ محمد کی غلامی دین حق کی شرط اول۔ اسی میں ہو اگر خامی تو سب کچھ نامکمل ہے۔ آج بھی سن لے کہ کی محمدؐ سے وفا تو نے اللہ کریم فرماتے ہیں۔ کی محمد سے وفا تو نے تو ہم تیرے ہیں۔ ارے یہ جہاں چیز ہے کیا لوح و قلم تیرے ہیں تو میرے بھائی اللہ کریم فرمائے گا اب بھاگ جا آج تمہیں پکارنے کی اجازت نہیں ہے ارے تم وہ لوگ ہو جنہیں یاد دلائے گا اللہ کریم اے ترقی پسندو۔ جہاں تم بستے تھے وہاں میرے بھی کچھ لوگ بستے تھے کچھ ایسے بندے بستے تھے جو میرے بندے تھے اس دنیا میں رہتے ہوئے اور وہ اس دنیا میں کیا کہا کرتے تھے۔

یقولنا ربنا امنا فغفرلنا وارحمنا و انت

خیر الرحمین ارے جب تو کلب میں بیٹھ کر پیا کرتا اگر تو مسجد میں دیکھتا تو وہاں کچھ غریب کچھ سادہ امیر غریب چھوٹے بڑے سر جوڑ کر بیٹھے ہوتے تھے اور وہ کہا کرتے تھے اے اللہ میں تجھ پر ایمان لایا تیرے پاک پیغمبرؐ پر ایمان لایا اے اللہ میں تیرے دین پر ایمان لایا تو **فغفرلنا وارحمنا** ہم سب کو بخش دے ہم سب پر رحم کر وہ کہا کرتے تھے اے اللہ تو سب سے اچھا رحم کرنے والا ہے ہم سب پر رحم کر اس وقت تو کلب میں بیٹھ کر چڑھایا کرتا تھا آج۔ جسے تو رائفلیں دیکر سڑک پر کھڑا کیا کرتا تھا اپنی پروٹیکشن کے لئے تیرے سنتری کہاں گئے؟ تو میرے بھائی تو اس وقت کہا کرتا تھا اللہ کریم دوزخیوں سے کہے گا جب میرے بندے مجھے پکار رہے ہوتے تھے تو تو ان سے مذاق کیا کرتا تھا دیکھو پاگل ہیں وقت ضائع کر رہے ہیں بیوقوف ہے تو جب گزرتا تھا تو تیرے کان میں آواز پڑتی تھی کتاب اللہ کی تو تو کہتا تھا یہ تو بیوقوف ہیں ان کا دنیا میں کیا کام ہے چھوڑو ان کو تو نے خود چھوڑ دیا میں نے تجھے نکالا تو نہیں لو تو جب ان سے مذاق کرتا تھا جب تو ان سے تمسخر کرتا تھا تو آخرت میں اس کی سزا تجھے میں نے جہنم دی اور دنیا میں اس کی سزا میں نے تجھے یہ دی۔ تیری زبان سے میں نے اپنا نام اٹھالیا تو دنیا میں میرا ذکر نہیں کر سکتا تھا تجھ سے میں نے اللہ اللہ کی توفیق چھین لی تجھے میں نے مسجد سے نکال دیا تجھے میں نے تلاوت قرآن کی توفیق نہ دی کیوں میرے بندے سے مذاق کیا کرتا تھا تو کہتا تھا میں روس سے تہذیب لاؤں گا تو مدینے کو چھوڑ کر اقوام متحدہ سے لاتا تھا امن ارے امن بنتا تو روضہ اطہرؐ میں ہے تو لینے کہاں جارہا ہے۔ محمد رسول اللہ کا نام آئے تو سال میں ایک سیرت کانفرنس کر کے ٹرخا دے اور انگریزی کی ایک ایک بات پر عمل کرتا ہے ارے تو انگریز کے کہنے پہ کتے پالتا ہے تو انگریز کے کہنے پہ شراب پیتا ہے۔ تو انگریز کے کہنے پہ زنا کرتا ہے تیری بیٹیاں کلب جاتی ہیں تجھے غیرت نہیں آتی اور محمد رسول اللہ کا اتباع تو چھوڑ دیتا ہے کیوں تو میرے بندوں سے مذاق کرتا ہے جب تو نے محمد رسول اللہ کو مہذب نہ جانا تو میں نے تجھے یہ سزا دی۔ میں نے اپنا نام

> ایک پلڑے میں شیطان کی غلامی ہوگی اور ایک پلڑے میں محمد رسول اللہ کی غلامی۔ ہوگی اعمال تو ان کا انصاف کریں گا عدل کریں گا

تیری زبان سے چھین لیا۔ اپنی یاد تیرے دل سے نکال دی۔ اپنی نورانیت تیرے وجود سے کھینچ لی۔ یہ سزا ابھی دنیا میں ہے اور تو اس حالت پر بھی ہنسا کرتا تھا ظالم! ارے تجھے نمازیں چھوڑ کر ہنسی یاد آتی تھی۔ اللہ کا ذکر نہ کر کے تجھے ہنسی یاد آتی تھی اور تو قہقہے لگایا کرتا تھا۔

آ میں تجھے ان بیوقوفوں کو دکھاؤں جنہیں تو بیوقوف کہا کرتا تھا تو حضور نبی کریمؐ فرماتے ہیں۔ دوزخیوں کے سامنے سے اللہ کریم پردہ ہٹا دیں گے۔ دوزخ میں کھڑے ہو کر جنتیوں کو دیکھیں گے پہچانیں گے حدیث شریف میں آتا ہے پہچانیں گے ایک دوسرے سے کہیں گے ارے وہ دیکھ وہ تو وہ بیوقوف تھا۔

ارے جس کے ساتھ مذاق کرتے وہ تو وہ ہے اور جنتی دوزخ والوں کو پہچانیں گے قرآن کریم میں آتا ہے ایک جنتی دوسرے جنتی سے کہے گا آ تجھے میں وہ صاحب دکھاؤں جو گاڑی میں کتا بٹھا کر شوکر کے نکل جاتا تھا۔ کلب جاتا تھا۔ وہ دیکھ وہ دیکھ وہ دیکھ رہا ہے۔ پھر وہ اللہ کا شکر کرے گا۔ اللہ تیرا احسان ہے تو نے مجھے اس جیسا نہ کر دیا۔ پھر دوزخی فریاد کریں گے کہ اے میرے پڑوسیو ہمیں بھی ایک گھونٹ پانی ہی دے دو۔ تمہارے قدموں میں شہد کی نہریں جاتی ہیں اور ہم یہاں زخموں کی پیپ پیتے ہیں۔ تو وہ جواب دیں گے وہ کہیں گے کافروں کے لئے تو اللہ نے حرام کر دیا ہے۔ بھائی ہم دے نہیں سکتے۔ تو اللہ کریم فرمائے گا جن سے تو استہزاء کیا کرتا مذاق کرتا تھا اٹھ کر دیکھ وہ بیٹھے ہیں ارے جنہیں تو بیوقوف سمجھتا تھا اپنے آپ کو دانا سمجھتا تھا سرخ تہذیب کے دلدادہ دیکھ وہ بیٹھے ہیں۔ **انی جزیتھم الیوم بما صبروا۔** انہیں ان کے صبر کا آج بدلا دے دیا تو صبر کیا ہے؟ نفس کسی کام کو چاہتا ہے اور محمد رسول اللہؐ اس سے منع فرماتے ہیں تو اتباع رسالتؐ میں آدمی اپنے نفس کو اس بات سے روک دیتا ہے۔ یہ صبر ہے تو انہوں نے دنیا میں جو صبر کیا اس کا میں نے انہیں بدلا دیا۔

وہ میرے ہاں مہذب ہیں تو انہیں تلاش کر جو تیری عزت کیا کرتے تھے۔

دعائے مغفرت کی اپیل

سلسلہ عالیہ کے ساتھی امان اللہ شاہ بقضائے الٰہی وفات پاگئے ہیں۔ ساتھیوں سے دعائے مغفرت کی اپیل ہے۔

من الظلمت الی النور

من الظلمت الی النور کے عنوان سے ساتھیوں کے سلسلہ عالیہ میں شمولیت کے اسباب اور شمولیت کے بعد کے تاثرات واقعات پیش کیے جاتے ہیں۔ احمد نواز صاحب سلسلہ کے بنیادی ساتھی ہیں۔ آپ بکھربار کے نمبردار ہیں۔ رہبر تصوف حضرت مولانا اللہ یار خاں کے خصوصی خادم تھے۔ اب آپ موجودہ شیخ امیر محمد اکرم اعوان کی بھی خصوصی خدمت کی سعادت حاصل ہے۔ زیر نظر تحریر میں انہوں نے اپنے تاثرات قلم بند کیے ہیں۔

تحریر۔ احمد نواز، بکھربار

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

چار سالہ کالج کے ماحول نے کچھ آزاد خیال بنا دیا۔ دین کے ساتھ لگاؤ نہ ہونے کے برابر۔ آخرت کی فکر سے نابلد تھا۔ اللہ کریم کی رحمت کچھ اس طرح سے آئی کہ ایک صوفی بزرگ مولانا عبدالغنی پھولپوریؒ کی کتاب معرفت الٰہیہ کے مطالعہ کی توفیق نصیب ہوگئی۔ جس نے زندگی کی سوچ بدل دی۔ اللہ کی معرفت اور صحبت کی طلب پیدا ہوگئی۔ اسی کے حصول کے لئے کامل ولی اللہ کی تلاش کی فکر دامن گیر ہوئی۔ میرے لئے حضرت پیر عبدالقادر جیلانیؒ، معین الدین اجمیریؒ اور حضرت مجدد الف ثانیؒ جیسے بزرگ نمونہ تھے۔ مختلف جگہوں سے مایوسی کے بعد کراچی کے ایک بزرگ حضرت مولانا محمد اشفاق احمد جو کہ مولانا مطلوب الرحمٰن عثمانیؒ کے خلیفہ مجاز تھے چشتی صابری سلسلہ سے تعلق رکھتے تھے کی خدمت میں حاضری دی۔ ان کے زیر تربیت معرفت باری کی طلب میں اضافہ ہوا۔ کچھ عرصہ بعد ایک دوست سے ملاقات ہوئی۔ جو کہ سلسلہ نقشبندیہ اویسیہ سے منسلک تھا۔ انہوں نے مرشدی ومولائی میرے محبوب شیخ المکرم حضرت مولانا اللہ یار خان کا تعارف کرایا۔ حضرت جیؒ کے تذکرہ سے دل پر رقت طاری ہوگئی۔ دلائل السلوک کے مطالعہ کی توفیق نصیب ہوئی۔ خصوصاً شیخ کامل کی پہچان نے نہایت متاثر کیا۔ سرگودھا میں سلسلہ کے ایک پرانے ساتھی کے ساتھ ذکر شروع کر دیا۔ ایک دوست میر غلام نبی بھی حلقہ ذکر میں شامل ہوئے۔ دونوں وقت معمول کی باقاعدگی سے توفیق نصیب ہوئی زندگی میں انقلاب آنا شروع ہوا۔ معاصی سے نفرت اور طاعت کی طرف رغبت ہوگئی۔ دربار رسالت میں حاضری کی طلب موجزن ہوئی۔

حضرت جی کی زیارت کا شوق بڑھنے لگا۔ اطلاع ملی کہ حضرت شیخ المکرمؒ جوہر آباد تشریف لا رہے ہیں۔ جوہر آباد اپنے محبوب شیخ المکرمؒ کی خدمت میں حاضری کی توفیق ملی۔ حضرت جیؒ سے مصافحہ کی دولت نصیب ہوئی اور میرا تعارف کرایا گیا۔ حضرت المکرمؒ کی سادگی سے بہت متحیر ہوا۔ تزکیہ نفس اور سلوک کے حصول کی تڑپ نے گھیر لیا۔ معمولات کی پابندی نصیب ہوگئی۔ یہ ۱۹۶۹ء کے آخری حصے میں لمحات نصیب ہوئے۔ شروع سے والدہ محترم کو بھی ذکر سکھا دیا۔ اللہ کے فضل وکرم سے اب تک باقاعدگی سے ذکر کرتے ہیں۔ چند ماہ بعد حضرت المکرمؒ کی خدمت میں منارہ کے اجتماع میں حاضری کا شرف نصیب ہوا۔ بھائی غلام نبی بھی ساتھ تھے۔ ان دنوں اجتماع میں بہت کم ساتھی ہوتے تھے۔ سکول کے درمیان والے کمرہ میں سب آجاتے تھے دوران اجتماع ہر وقت حضرت المکرمؒ کے ساتھ رہتے۔ ملفوظات سے استفادہ اور حضرت جیؒ کے پیچھے نمازیں نصیب ہوئیں۔ حضرت المکرمؒ کی نماز میں قرات میں عجیب سوز و گداز تھا۔ قرات کے حروف دلوں میں اتر جاتے تھے۔ متجر علمی میں آپؒ کا ہم پلہ کوئی نہیں ملتا۔ تربیت سالکین میں ایک منفرد انداز تھا۔ ہر آنے والے کو پہلے دن ہی برکات قلبی نصیب ہوجاتیں۔ دوسرے سلاسل کے برعکس سلسلہ نقشبندیہ اویسیہ میں ہر آنے والے کو ذکر قلبی سکھایا جاتا۔ حضرت المکرمؒ اکثر شعر پڑھا کرتے تھے۔

اول ما آخر ہر منتہی
آخر ما جیب تمنا تہی

حضرت المکرمؒ کی خدمت میں حاضری نے دل میں استغنا پیدا کر دی۔ جتنا شکر ادا کیا جائے کم ہے۔ حضرت جیؒ کی توبہ ایک انقلاب پیدا کر دیتی۔ بے راہ روی کی زندگی گزارنے والے باخدا ہو جاتے۔ دنیا کی لذات اور مال وزر ہیچ نظر آتے۔ جو بھی آتا محروم نہ جاتا تھا۔

ایک دن ہمارے محسن ومشفق شیخ المکرم حضرت مولانا امیر محمد اکرم اعوان مدظلہ سے ایک شخص نے اعتراض کیا کہ حضرت المکرمؒ خود تو بہت بڑے عالم مناظر اور نیک انسان ہیں۔ مگر ان کے پاس بیٹھنے والے اچھے لوگ نہیں تو جواباً حضرت امیر محمد اکرم اعوان نے فرمایا کہ لوگ جب حضرت استاذنا المکرمؒ کے پاس جاتے ہیں واپسی پر دیکھو تو مکمل بدل چکے ہوتے ہیں۔ ہمارے استاذ المکرمؒ نے ایک مٹ رکھا ہوا ہے۔ جس قسم کا بندہ آئے اس مٹ میں ڈبو دیتے ہیں۔ باہر نکالتے ہیں تو اللہ کا رنگ چڑھا ہوتا ہے۔

اگر کوئی عالم آجاتا تو محفل کا رنگ بدل

جاتا۔ حضرت المکرمؒ ہربات کثیر حوالہ جات سے کرتے۔ بڑے سے بڑا عالم آپ کے پاس بیٹھ کر اعتراف کرتا کہ اس پائے کا عالم مناظر صوفی دنیا میں نہیں ملتا۔ ہروقت فکر دامن گیر ہوتی کہ مخلوق خدا باخدا ہوجائے اللہ کی معرفت اور عشق میں جنون کی حد تک تھے۔ اکثر تنہائی اور محفل میں یہ شعر وردزبان ہوتا۔

شاد باش اے عشق سودائے ما
اے طبیب جملہ علت ہائے ما
اے دوائے نخوت و ناموس ما
اے کہ افلاطون و جالینوس ما

کبھی کبھی تو رب کریم سے مخاطب اس طرح ہوتے۔

ہم تو جیتے ہیں کہ دنیا میں تیرا نام رہے

تشریح فرماتے کہ اللہ ہم تو دنیا میں اس لئے زندہ ہیں کہ تیرے دین کا منہ ناک رہ جائے۔

فرماتے تھے کہ تصوف کا وجود نابود ہو چکا تھا اس کو دلائل ذوقی و نقلی سے سرمیدان منوایا۔

اجتماع کی پہلی حاضری کے بعد ایک جذبہ پیدا ہو گیا کہ اپنے محبوب شیخ کے مشن کو آگے بڑھایا جائے۔ اللہ کی کٹی ہوئی مخلوق کو اللہ سے جوڑا جائے چونکہ حضرت شیخ المکرمؒ نے فرمایا کہ جو قلب سیکھ کر جائے آگے جس کو کرائے گا اس کا بھی قلب منور ہو جائے گا۔

منارہ سے گھر واپسی کے دوسرے روز ہی چند تعلیم یافتہ دوست ملے۔ انہوں نے مجھے دیکھ کر کہا کہ آؤ یار اس سے پوچھیں کہ اس بے چارہ کو کیا ہو گیا۔ یہ تو بالکل آزاد خیال تھا۔ انہوں نے تعارفاً سب حالات پوچھے جن کے جوابات اللہ کریم کی توفیق سے دیئے جوان کی تشفی کا باعث بنے۔ اور حلقہ ذکر میں شامل ہونے کی دعوت دی۔ اسی شام ان کو حلقہ ذکر میں بٹھایا اگست کا مہینہ تھا۔ مسجد میں بجلی بھی نہ تھی۔ دروازے بند کر کے ایک گھنٹہ لطائف کروائے۔ دوسرے دن سارے تائب ہو گئے دو ساتھیوں نے دوسرے دن ہی داڑھی رکھ لی۔ باقی ساتھیوں نے کچھ وقت بعد سنت ادا کی یہاں تک کہ ہم چند دنوں میں نو ساتھی معمول کرنے والے بن گئے جس کی اطلاع بندہ نے اپنے محبوب شیخ کو بذریعہ خط کر دی۔ جواب میں حضرت شیخ المکرمؒ کی طرف سے والا نامہ موصول ہوا۔ (جس کا مفہوم کچھ اس طرح سے ہے)

بیٹا آپ کا خط ملا۔ مردان خدا یوں ہی ہوا کرتے ہیں۔ اپنے آپ کو بچا لینا کوئی بڑا کمال نہیں۔ دوسروں کو شیطان کے چنگل سے بچانا بڑا کمال ہے۔ اللہ تعالیٰ آپ کو اس کا بہت بڑا اصلہ عطا فرمائے گا۔ ساتھیوں کو نماز کی پابندی کی تاکید دو وقت معمول کی پابندی۔ دوام فکر۔ جھوٹ سے بچیں۔ حلال حرام کی تمیز کیلئے تاکید کریں۔ طوفان نوحی میں ذکر اللہ کی کشتی نجات کا ذریعہ ہے۔

اس کے بعد اللہ کریم کے فضل و کرم اور حضرت المکرمؒ کی توجہ سے دینی خدمت کا جذبہ اٹھان کو پہنچا اور سرگردھا میں تھوڑے عرصے میں کثیر جماعت بن گئی۔ مشائخ کی شفقت بھی بڑھ گئی ہر ماہ صاحب مجاز حضرات میں سے کوئی نہ کوئی ضرور تشریف لاتا۔ جو کہ تمام ساتھیوں کی تقویت اور تربیت کا سبب بنے۔ ان حالات میں لوگ سوچنے پر مجبور ہو گئے کہ کوئی ایسی ہستی ہے جس کی محبت نے ان نوجوانوں کو یکسر بدل دیا۔ حضرت جیؒ کبھی کبھی یہ شعر گنگناتے تھے

بدل گشت بدل شد ہر کارے او
فضل گشت نور شد ہر تارے او

بے شک آپؒ کی محبت میں پہنچنے والا ہر شخص برکات قلبی وصول کر کے گیا۔ جو خود گمراہ تھا لوگوں کی ہدایت کا سبب بن گیا۔ حضرت شیخ المکرمؒ کی قدم بوسی کے لئے دل چاہتا تھا۔ چکڑالہ میں حضرت جیؒ کی خدمت اقدس پہلی حاضری نصیب ہوئی۔ بندہ تنہا حاضر خدمت ہوا۔ حضرت جیؒ نے بہت زیادہ شفقت فرمائی۔ ان دنوں مراقبات ثلاثہ کرتا تھا۔

نماز کے دوران قرات میں عجیب سوز و گداز تھا' قرآن کے حروف دلوں میں اتر جاتے تھے اور ہر آنے والے کو پہلے دن ہی برکات قلبی نصیب ہو جاتی تھیں

مغرب کی نماز کے بعد حضرت جیؒ نے معمول کروایا۔ ایک اور ساتھی بھی معمول میں شامل تھا۔ سحری کے نوافل کے بعد حضرت جیؒ کے ساتھ تنہا معمول کرنے کی سعادت نصیب ہوئی۔ پوری قوت کے ساتھ ایک گھنٹہ لطائف کئے۔ انوارات کا اتنا زبردست بوجھ تھا جو برداشت سے باہر ہو رہا تھا سالک المجذوبی تک مراقبات کرائے۔

معمول سے فارغ ہونے کے بعد حضرت المکرمؒ بندہ کو شفقت سے مسلسل دیکھ رہے تھے۔ ادب سے آنکھیں سرنگوں ہو گئیں۔ سالانہ اجتماع منارہ ۱۹۷۰ء میں حاضری نصیب ہوئی۔ چند دن قیام نصیب ہوا۔ حضرت المکرمؒ کی خدمت کی آرزو پیدا ہوئی۔ دعا کی کیفیت بنی۔ کاش یہ سعادت بندہ

کو نصیب ہو جائے۔ الحمدللہ۔ اللہ کریم نے دعا قبول فرمائی سالانہ اجتماع ۱۹۷۱ء میں حضرت المکرمؒ کی خدمت کی ڈیوٹی نصیب ہو گئی جو آخر تک تمام اجتماعات منارہ، لنگر مخدوم، رمضان المبارک کے قیام منارہ اور ملک بھر کے اکثر تبلیغی و اصلاحی دوروں میں خدمت کی سعادت نصیب رہی۔ یہ ان کا احسان عظیم تھا جو نالائق کو خدمت عالیہ کے لئے قبول فرمالیا۔

بڑے کرم کے ہیں فیصلے یہ بڑے نصیب کی بات ہے

۱۹۷۲ء سالانہ اجتماع منارہ میں حاضری و خدمت نصیب ہوئی۔ دوران اجتماع حضرت المکرمؒ کے نائب صاحب مجاز نے عصر کے ذکر کے معمول میں بندہ کو دربار رسالت مآب ﷺ میں پیش کیا۔ بعد میں حضرت المکرمؒ کو رپورٹ پیش کی عرض کیا۔ "رسول اللہ ﷺ نے تمام جماعت پر بہت شفقت فرمائی اور بندہ کی طرف اشارہ فرما کر کہا خصوصاً اس پر بہت شفقت فرمائی ہے۔ اور ساتھیوں نے عرض کیا کہ اس کی روحانی بیعت کرادی جائے۔ حضرت المکرمؒ نے فرمایا ابھی استعداد نہیں ہے بعد میں ہو گی۔"

اکتوبر ۱۹۷۲ء میں لنگر مخدوم حاضری پر مغرب کے معمول میں بندۂ سیاہ کار کو اور ایک ساتھی کو روحانی بیعت سے مشرف فرمایا۔ جو اللہ کریم کا بہت بڑا انعام و احسان ہے۔ الحمدللہ جزا کثیراً کثیراً

اس کے بعد دین کی خدمت کی زیادہ مستعدی سے سرانجام دینے کی توفیق نصیب ہوئی۔ ہر جمعرات کو اپنے گاؤں بھکر بار (سرگودھا) میں اجتماع ہوتا۔ گرد و نواح کے احباب تشریف لاتے۔ برادر محترم ملک مختار احمد (صاحب مجاز) اکثر اس اجتماع میں شریک ہوتے۔ اس وقت وہ سرگودھا پی اے ایف میں تھے۔ ہماری تربیت کے لئے کوئی نہ کوئی صاحب مجاز تشریف لاتے۔

اللہ کی توفیق سے بندہ تحصیل شاہ پور کے دور و نزدیک بیشتر دیہاتوں میں بذریعہ بائیسائیکل احباب کی خدمت میں ذکر کے لئے حاضر ہوتا اور اکابرین کے تبلیغی دوروں میں بھی حاضری نصیب رہتی۔

یہ سب توفیق حضرت المکرمؒ کی جوتیوں میں بیٹھنے سے نصیب ہوئی۔

۱۹۷۴ء میں حضرت المکرمؒ اکابرین ساتھیوں سمیت حرمین شریفین کی حاضری کی غرض سے لاہور پہنچ گئے۔ لاہور بھی حاضری کا شرف نصیب ہوا۔

بیٹا! جھوٹ سے بچیں، حلال، حرام کی تمیز کیلئے تاکید کریں۔ طوفان نوح میں ذکر اللہ کی کشتی نجات کا ذریعہ ہے

ریلوے اسٹیشن جاتے ہوئے۔ بعض احباب نے اصرار کیا کہ تم حضرت المکرمؒ کو عرض کرو کہ جو احباب حرمین شریفین جناب والا کے ہمراہ جائیں گے وہ روحانی بیعت کی تجدید سے مشرف ہوں گے۔ عرض ہے ہم دور افتادگان کی غائبانہ روحانی بیعت کے لئے درخواست ہے۔

حضرت المکرمؒ پلیٹ فارم پر گاڑی کے انتظار میں بنچ پر تشریف فرما تھے۔ بندہ سیاہ کار حضرت جیؒ کے پاؤں میں بیٹھا تھا۔ مذکور بات پیش خدمت کردی۔ جواباً ارشاد فرمایا کہ میں فہرست تیار کر رہا ہوں۔ تمام چیدہ چیدہ پرانے ساتھیوں کی غائبانہ روحانی بیعت کی تجدید کراؤں گا۔ فرمایا "تم سب سے پہلے ہو گے" الحمدللہ۔ حضرت المکرمؒ کو احباب نے پروانوں کی طرح گاڑی کے ساتھ ساتھ دوڑ کر الوداع کیا۔ دل حسرت سے بھرا ہوا تھا کہ کاش اس مبارک سفر میں معیت نصیب ہوتی۔ برادرم ملک مختار احمد نے فرمایا فکر نہ کرو۔ اللہ کریم خلوص دیکھتا ہے۔

حرمین شریفین کی حاضری کے بعد واپسی پر حضرت شیخ المکرمؒ کے استقبال کے لئے احباب کی معیت میں لالہ موسیٰ ریلوے اسٹیشن پر حاضر ہوا۔ چکوال تک ریل گاڑی میں حضرت شیخ المکرمؒ سے ملاقات اور معیت نصیب ہوئی۔ ملاقات اور مصافحہ کی دولت سے سرفراز ہونے کے فوراً بعد حضرت شیخ المکرمؒ کے ارشاد پر حضرت پروفیسر حافظ عبدالرزاق صاحب مدظلہ نے چند ساتھیوں کو مکتوب دیا جو حضرت شیخ المکرمؒ نے مدینہ منورہ میں لکھا تھا۔ جن میں سے بندہ کو والا نامہ عطا کیا گیا۔ مکتوب گرامی کا مفہوم یہ تھا۔

از مدینہ منورہ

بعد سلام۔ مسجد نبوی ﷺ تمام جماعت کی غائبانہ روحانی بیعت ہوئی۔ پندرہ آدمی دین کی خدمت کرنے والے رسول اکرم ﷺ نے خود باہر نکالے اور گلے میں پھولوں کے ہار ڈالے گئے جن میں تم بھی تھے۔ آپ ﷺ نے فرمایا۔ اسے میرا اسلام پہنچا دو۔ میری خوشنودی کی بشارت دے دو۔ اللہ تعالیٰ خلوص اور استقامت عطا فرمائے۔ (او کما قال ﷺ) الحمدللہ کثیراً کثیراً رات چکوال میں حضرت شیخ المکرمؒ امیر محمد اکرم اعوان مدظلہ کے

ماموں ملک نادر کے گھر قیام ہوا پھر واپسی ہوئی۔

حضرت شیخ المکرمؒ کے ہمراہ حرمین شریفین جانے والے احباب میں سے ایک ساتھی نے بتایا کہ حضرت شیخ المکرمؒ حرمین شریفین کی حاضری کے دوران ہر وضو کرتے وقت، ہر متبرک مقام پر مخصوص اوقات میں احمد نواز اور مختار احمد کا نام پکار کر ان کے لئے دعائیں مانگی ہیں۔

جزاک اللہ کہ چشمم باز کردی۔

آخری سالوں میں میرے محسن و مربی حضرت شیخ المکرمؒ مولانا امیر محمد اکرم اعوان مدظلہ کی سفارش پر لنگر مخدوم کے اجتماع سے واپسی پر بکھر بار تشریف لاتے۔ تین دن اجتماع جاری رہتا۔ بکھر بار کی جماعت کی بہت تعریف فرماتے۔ چکڑالہ کے آخری اجتماع ۱۲ جنوری ۱۹۸۴ء کو نماز ظہر کے وقت احباب کی معیت میں حضرت شیخ المکرمؒ کی خدمت میں حاضری کا شرف نصیب ہوا۔ مصافحہ اور دست بوسی کے بعد احباب کی آخری صف میں بیٹھ گیا۔ حضرت شیخ المکرمؒ نے دیکھ کر فرمایا۔ ''ملک احمد نواز ادھر میرے قریب بیٹھو'' اور خصوصی توجہ فرمائی۔ عجیب کیفیت نصیب ہوئی۔ رات کو اکابرین کی خصوصی حاضری کے بعد بندہ کو حجرہ مبارک میں طلب فرمایا۔ اور فرمایا '' کہ تمام جماعت میں بکھر بار کی جماعت بہت دلیر ہے۔ ان کے بغیر زمین پر قبضہ نا ممکن تھا۔

چکڑالہ اجتماع کے بعد جنوری ۱۹۸۴ء میں حضرت شیخ المکرمؒ کرنل بشیر اور دیگر احباب کے

سالانہ اجتماع ۱۹۷۱ء کو حضرت المکرم کی خدمت کی ڈیوٹی نصیب ہوگی۔ یہ ان کا احسان عظیم تھا جو نالائق کو خدمت عالیہ کے لئے قبول فرما لیا

ہمراہ علاج کے لئے اسلام آباد لے گئے۔ ہومیو پیتھک دوائی کے استعمال سے Reaction کی وجہ سے منہ مبارک اور اندر کی طرف چھالے نکل آئے تھے۔ لعاب جاری رہتا تھا۔ عمر بھر حضرت شیخ المکرمؒ کو بہت بیماریوں اور مصائب کا سامنا رہا۔ اس کے باوجود جب بھی دین کی اور اللہ سے تعلق کی بات چھڑتی آپؒ کا چہرہ کھل جاتا۔ ایسا لگتا تھا کہ آپؒ کو کوئی تکلیف نہیں ہے۔ معمولات میں ہر حال میں فرق نہ آتا۔ حالات کا ڈٹ کر مقابلہ کرتے۔ کسی نے کیا خوب کہا۔

چاروں طرف سے کانٹوں میں گھرا ہوا ہے پھول
پھر بھی کھلا ہوا ہے کیا ہی خوش مزاج ہے

بندہ کو دیر سے اطلاع ملی۔ بفضلہٖ ۳۱-۱-۸۴ کو اسلام آباد عشاء کے بعد حاضر خدمت ہوا۔ احباب نے بتایا کہ آپ کا کافی انتظار تھا۔ نماز ادا کر کے اپنی ڈیوٹی پر پہنچ گیا۔ حضرت شیخ المکرمؒ کو منہ مبارک میں کافی تکلیف تھی۔ تھوڑی دیر کے بعد مسلسل لعاب شروع ہو جاتا۔ منہ میں درد رہتا اور کھانے پینے کی کوئی چیز اندر نہیں جاتی تھی۔ ڈاکٹر علاج میں مصروف رہتے میرے اسلام آباد پہنچنے کے دوسرے روز گلوکوز لگایا گیا جس میں مختلف ٹیکہ جات بھی شامل کئے گئے۔ اس سے کافی افاقہ ہو گیا۔ تیسرے روز چھالے پھٹ جانے کی وجہ سے خون آلود لعاب نکلنا شروع ہوا۔ چوتھے روز حالت خطرناک ہو گئی ٹیسٹ کے بعد معلوم ہوا کہ قلب پر بھی اثرات ہیں۔ حضرت المکرمؒ کو فوراً ہسپتال منتقل کرنے کا فیصلہ کیا گیا۔ فلائنگ سکواڈ کے ذریعہ ملٹری ہسپتال راولپنڈی 30-11 رات کو پہنچایا گیا۔ سی۔سی۔یو میں حضرت المکرمؒ کو داخل کیا گیا۔ وہاں چارپائی پر لیٹتے ہی حضرت جیؒ نے بندہ کو اشارہ کیا کہ تم یہیں ٹھہرنا۔ بارش برس رہی تھی کافی سردی تھی۔ رات ایک بجے تک خطرناک حالت بتائی گئی۔ ایک بجے کے بعد تسلی دی گئی کہ حالت کنٹرول میں ہوگئی ہے۔ تمام رات سی۔سی۔یو میں حضرت المکرمؒ کے ساتھ گزاری۔ صبح آٹھ بجے کرنل اکرم صاحب تشریف لائے۔ جوان دنوں صدر جنرل محمد ضیاء الحق مرحوم کے اسسٹنٹ تھے۔ ناشتہ کرنل صاحب کے گھر صدر ہاؤس میں کیا۔ پھر واپس اپنی ڈیوٹی پر پہنچ گیا۔ دوسرے روز حالت کافی اچھی ہوگئی اور حضرت جیؒ کو J.C.O وارڈ میں ایک علیحدہ کمرہ میں منتقل کیا گیا۔ حالت بہت سدھر گئی۔ خوشی کی بات یہ تھی کہ حضرت شیخ المکرمؒ نے تھوڑا تھوڑا بولنا شروع کر دیا۔ جمعرات کو والدہ محترم تشریف لائیں۔ مطمئن ہو کر واپس چکڑالہ گئیں۔ ناظم اعلیٰ اور کافی احباب تشریف لے آئے۔ راجہ محمد یوسف صاحب اور ملک خدا بخش نے بھی ملاقات کا شرف حاصل کیا۔ یہ دونوں احباب حضرت شیخ المکرم مولانا امیر محمد اکرم اعوان مدظلہ کے ہمراہ تشریف لائے۔ حضرت شیخ المکرم امیر محمد اکرم اعوان مدظلہ کی حضرت شیخ المکرمؒ سے جمعہ کے روز بھی بات چیت کافی دیر تک رہی۔ عرض کیا ''حضرت بفضل تعالیٰ جماعت کافی وسیع ہو چکی ہے۔ اب کام کرنے کا یہ ہے کہ گھریلو حالات کی طرف توجہ دی جانی چاہئے۔ جناب والا کی مرضی کے مطابق ڈیرہ پر مکانات، مسجد وغیرہ کی تعمیر آپؒ کی زندگی مبارک میں ہو جانی چاہئے۔ کسی نے

مشورہ دینا چاہا تو فرمایا کہ اب مشورہ کا وقت نہیں رہا بس جو حضرت المکرمؒ فرمائیں اس پر فوری عمل ہونا چاہئے۔ حضرت شیخ المکرمؒ نے مفصل گفتگو فرمائی۔ اور نصیحتیں فرمائیں۔ فرمایا "مکانات اور مسجد باہر ڈیرہ پر بنائیں گے۔ اپنی قبر کی نشاندہی بھی کر دی ہے۔ یہاں پر ساتھیوں کو آنے میں آسانی ہوگی۔ ونڈہ شریف اتریں گے وہاں سے صرف چار قدم ڈیرہ پہنچ جائیں گے۔ حضرت شیخ المکرمؒ مولانا امیر محمد اکرم اعوان مدظلہ نے تائید فرمائی۔

کراچی کے ایک پرانے ساتھی کے متعلق بات چل پڑی۔ فرمایا "ان کو لکھا ہے کہ وہ ذکر میں شامل ہو سکتا ہے باقی امارت وغیرہ نہیں ہے۔ فرمایا جو بوٹا میں لگاتا ہوں اس کو پانی دیتا ہوں کاٹتا نہیں ہے۔ مگر جس کے متعلق میرے دل میں ایک دفعہ تکدر آ گیا وہ اپنے مقام سے گر جائے گا۔ پھر زندگی بھر اس مقام کو نہیں پہنچ سکے گا۔

حضرت شیخ المکرمؒ امیر محمد اکرم اعوان مدظلہ نے بیماری کے بارے عرض کیا کہ بندہ دو تین دن سے اس بیماری سے متعلق غور کر رہا ہے۔ بات جو سمجھ میں آئی ہے۔ یہ بیماری ترقی منازل کی وجہ سے ہے ان منازل میں اور قرب میں امت محمد (علیہ الصلوۃ والسلام) میں صحابہ کرامؓ کے بعد کوئی آدمی نہیں پہنچ سکا۔ اس لئے آپؒ کی تکلیف اور بیماری بھی مشائخ کی سمجھ سے بلند ہے۔ یہ وہی سمجھ سکتا ہے جس کی رسائی ان منازل تک ہو۔ آپؒ کو خصوصی انعام عطا ہوا ہے۔ صرف اس طرف خیال کرنے سے اب پسینہ نکل گیا ہے۔ حضرت اعلیٰ شیخ المکرمؒ نے تائید فرمائی۔

حضرت المکرمؒ صحت یاب ہو چکے تھے اس لئے بروز ہفتہ کو اسلام آباد بٹ صاحب کے گھر واپس جانا تھا۔

بندہ نے گھر واپسی کے لئے اجازت طلب کی۔ رات گیارہ بجے واپس چلنے کا خیال ہے۔ فرمایا "یہاں پر خدمت کون کرے گا۔ ساتھیوں کو سمجھا کر جاؤ۔ رات ساڑھے نو بجے تیار ہو کر حضرت جیؒ کے قدموں کی طرف کھڑا ہوا۔ تو فرمایا "تیار ہو گئے ہو۔ اب جاؤ گے" عرض کی جی ہاں فرمایا "دل تو نہیں چاہتا کہ تمہیں چھوڑوں مگر اللہ کی مرضی ملازمت کا معاملہ ہے۔ انتہائی شفقت فرمائی۔

حضرت شیخ المکرمؒ کی خدمت کی ڈیوٹی کے بارے عرض کرتا چلوں ایک بار شروع شروع میں دوران اجتماع منارہ حضرت جیؒ کو وضو کرانے کے لئے لوٹا پکڑا تو کرنل بشیر احمد صاحب نے فرمایا کہ مجھے بھی ثواب لینے دیں۔ بندہ نے لوٹا ان کو پکڑا دیا۔ حضرت شیخ المکرمؒ نے فرمایا کہ لوٹا احمد نواز کو دے دو۔ یہ ڈیوٹی ادا کرے گا۔ بعد میں میری عدم موجودگی میں ان کی تشفی کے لئے فرمایا کہ آپ سے لوٹا اس لئے دلوایا تھا کہ احمد نواز کی میری خدمت کے لئے ڈیوٹی دربار رسالت (صلی اللہ علیہ وسلم) سے لگائی گئی ہے۔

۱۶ فروری کو بندہ دوبارہ اسلام آباد حاضر خدمت ہوا ڈاکٹر نے بتایا کہ حضرت شیخ المکرمؒ مکمل صحت یاب ہو چکے ہیں۔ آج دوائی کی آخری خوراک دی جائے گی۔ انتہائی خوشی ہوئی۔ خدمت کی ڈیوٹی نصیب ہوئی۔ ۱۸ فروری کو حضرت المکرمؒ نے ناشتہ میں ڈبل روٹی کا پیس یخنی میں ڈبو کر تناول فرمایا۔ اب بہت خوش تھا کہ حضرت جیؒ نے کھانا بھی شروع کر دیا۔ مکمل صحت ہو گئی۔ بٹ صاحب اور دیگر ساتھی دفتروں میں چلے گئے۔ بندہ اکیلا حضرت جیؒ کی خدمت میں تھا۔ دس بجے دو ساتھی حاضر خدمت ہوئے حضرت المکرمؒ نے فرمایا کہ مشائخ سے صحت اور درازی عمر کی دعا کے لئے عرض کرو۔ ایک ساتھی نے مجھے آہستہ سے بتایا کہ معلوم ہوتا ہے کہ حضرت المکرمؒ کے حیات مبارکہ کا وقت تھوڑا ہے۔ بندہ نے کہا کہ یہ بات اپنے تک محدود رکھو۔ انشاء اللہ حضرت المکرمؒ ابھی تادیر ہم میں رہیں گے۔ بعد ملاقات وہ ساتھی بھی باہر چلے گئے۔ اس کے بعد حضرت شیخ المکرمؒ مراقبہ میں استغراق کی حالت میں سونے لگے۔ تقریباً بارہ بجے دن بار بار پیشاب آنا شروع ہوا۔ جو بالکل سفید رنگت کا تھا۔ اور بو بھی نہ تھی۔ ایسا محسوس ہوتا تھا کہ حضرت جیؒ پر خصوصی حالت وارد ہے تقریباً اڑھائی بجے بندہ حضرت جیؒ کے سامنے قدموں کی طرف دوزانوں بیٹھا تھا حضرت جی نے استغراق سے آنکھیں کھولیں۔ بندہ سیاہ کار کو مسلسل دیکھ رہے تھے۔ دو تین بار حضرت جیؒ کے چہرہ اقدس کی طرف دیکھا تو مسلسل نظر شفقت بندہ پر گڑی ہوئی تھی۔ یہ بھی بندہ ناچیز پر اللہ کریم کا احسان ہے کہ حضرت شیخ المکرمؒ کی آخری نظر بندہ کو تنہا نصیب ہوئی۔ جس کا شکر ادا کرنا ممکن نہیں۔ الحمد للہ کثیرا

ایک ساتھی نے بتایا کہ حرمین شریفین کی حاضری میں ہر مقام پر مخصوص اوقات میں احمد نواز اور مختار احمد کا نام پکار کر دعائیں مانگیں

کثیرا۔

اس کے بعد حضرت المکرمؒ استغراق میں چلے گئے۔ چار بجے چند ساتھی ڈیوٹی کے بعد واپس پہنچ گئے۔

حضرت شیخ المکرمؒ پر پاس انفاس کی کیفیت طاری تھی۔ اب کچھ سانس کی آواز بھی آ رہی تھی۔ ایک ساتھی نے پوچھا کہ پہلے کبھی حضرت جیؒ کے سانس کی اس طرح آواز سنی ہے میں نے عرض کیا نہیں۔ انہوں نے نبض کا معائنہ کیا اور مجھے بتا کر پریشان کر دیا کہ حضرت المکرمؒ کی نبض کی حرکت کبھی کبھی کٹ رہی ہے۔ بندہ نے بھی نبض پر ہاتھ رکھا تو محسوس ہوا کہ نویں بیٹ کے بعد انقطاع آتا ہے۔ فوراً ملٹری ہسپتال سے فلائنگ سکاڈ بھیجنے کے لئے اطلاع دی گئی۔ بہت جلد ہی فلائنگ سکاڈ پہنچ گیا۔ انہوں نے چیک اپ کیا پتہ چلا کہ ہمارے محبوب شیخ المکرمؒ اس دار فانی کو چھوڑ کر واصل باللہ ہو چکے ہیں۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ احباب رو رہے تھے۔ مگر بندہ کو اب بھی یقین نہیں آ رہا تھا کہ حضرت المکرمؒ ہمیں داغ مفارقت دے چکے ہیں۔ اس جگہ میں حضرت المکرمؒ کی یاد میں وہی شعر لکھتا ہوں جو آپؒ اکثر پڑھا کرتے تھے۔

كنا كزوج حمامة في ايكة
متمتعين بصحة و شباب
دخل الزمان بنا و فرق بيننا
ان الزمان مفرق الاحباب

عشاء کے بعد حضرت شیخ المکرمؒ مولانا امیر محمد اکرم اعوان اور ملک خدا بخش تشریف لائے۔ حضرت شیخ المکرمؒ کے سامنے کھڑے ہو گئے۔ چہرہ اقدس کو دیر تک دیکھ کر پھر وہی سنت ادا کی صحابہ کرامؓ میں صرف سیدنا ابو بکر صدیقؓ کو نصیب ہوئی تھی وصال نبویؐ کے بعد صدیق اکبرؓ نے رسالت مآب ﷺ کی پیشانی مبارک پر بوسہ لیا۔ اسی طرح حضرت شیخ المکرم امیر محمد اکرم اعوان نے بھی اپنے محبوب شیخ کی پیشانی مبارک پر بوسہ لیا۔ اور چہرہ اقدس پر چادر ڈال دی۔ اور ہال میں ساتھیوں کے پاس دلجوئی کے لئے تشریف فرما ہوئے۔

رات کافی دیر بعد ناظم اعلیٰ تشریف لائے اور غم سے نڈھال تھے۔ جب ان کی نظر بندہ پر پڑی تو وہ بندہ کے ساتھ لپٹ کر رونے لگے کہ تم نے بہت جلدی کر دی۔ ہم دونوں کے رونے کی آواز سن کر حضرت شیخ المکرم محسنی و مشفقی مولانا امیر محمد اکرم اعوان مد ظلہ اٹھ کر ہمارے پاس آئے اور دونوں کے کندھوں پر دست شفقت پھیر کر صبر کے لئے تلقین فرمائی۔

باقی غسل دیئے چکڑالہ روانگی ہوئی۔ دارالعرفان منارہ حضرت شیخ المکرم کو موجودہ (دفتر

حضرت جیؒ کے سفر آخرت پر ہر آنکھ اشکبار تھی' محبت کے پروانوں کا کثیر ہجوم تھا۔ احباب نے جدائی کے ملال میں اپنے محبوب شیخ کے آخری دیدار کی سعادت حاصل کی

شیخ) جو حضرت جیؒ کے دوران اجتماع قیام گاہ تھا وہاں چند گھڑیاں حضرت شیخ المکرمؒ کے جسد اطہر کو رکھا گیا۔ جہاں منارہ کے حضرت جی مد ظلہ کے خاندان کے افراد نے زیارت کا شرف حاصل کیا۔

دوسرے روز محبت کے پروانوں کے کثیر ہجوم نے جنازہ کی سعادت حاصل کی حضرت شیخ المکرم امیر محمد اکرم اعوان مد ظلہ نے جنازہ کی نماز پڑھائی۔ احباب نے اپنے محبوب شیخ کے آخری دیدار کی سعادت حاصل کی۔

لحد میں اتارنے کی سعادت حضرت شیخ المکرمؒ امیر محمد اکرم اعوان مد ظلہ کی معیت میں احباب نے حاصل کی۔ حضرت المکرم مد ظلہ فرماتے ہیں۔ قبر اطہر پر مٹی ڈالنے کے بعد عجیب منظر تھا ایک تجلی کوندگئی۔ ایک جلوہ تھا ایک چمک تھی جو ایک آن میں لپکی اور حضرت جیؒ بھی اسی کے ساتھ عالم بالا کو تشریف لے گئے"

صدیق وقت ہمارے محبوب شیخ نے جماعت پر بڑا احسان فرمایا کہ حضرت شیخ المکرم امیر محمد اکرم اعوان مد ظلہ کو زندگی میں ہی جماعت کا امیر اور اپنا جانشین مقرر فرما دیا تھا۔ جنہوں نے داغ مفارقت پانے والی جماعت کو نہ صرف سہارا دیا بلکہ اعلیٰ تربیت کر کے حضرت جیؒ کی ساری پونجی کو نفاذ اسلام کے درد سے آشنا کر دیا۔ حضرت جیؒ فرمایا کرتے تھے۔ ہر آنے والے کو برکات قلبی نصیب ہو جانے کی وجہ معلوم ہوتی ہے کہ اس جماعت سے اللہ کریم کوئی بہت بڑا کام لے گا۔ یہ جماعت حضرت امام مہدیؒ کے دور تک جائے گی ان کی شناخت کر کے ان کے ہمراہ جہاد میں حصہ لے گی۔

الحمدللہ حضرت شیخ المکرم امیر محمد اکرم اعوان مد ظلہ نے غزوۃ الہند کے لئے رات دن کی مسلسل جدوجہد سے نفاذ اسلام کے لئے کثیر جماعت کی تربیت کی ہے۔ اللہ کریم ہم سب کو حضرت المکرم مد ظلہ کا درد نصیب فرمائے اور حضرت المکرم مد ظلہ سے وفا کرنے کی سعادت نصیب کرے۔ آمین۔

اللہ کریم دنیا' برزخ' آخرت اور جنت میں حضرت جیؒ اور حضرت المکرم مد ظلہ کی معیت دائمی عطا فرمائے۔

اقتصادی مسئلہ پاکستان کا سب سے بڑا مسئلہ ہے

"تنظیم الاخوان" کے امیر مولانا محمد اکرم اعوان کا "حمید نظامی ہال" میں خصوصی لیکچر

میزبان ۔ پرویز حمید رپورٹ ۔ عبدالحنان

روزنامہ نوائے وقت اور دی نیشن کے زیر اہتمام "لیڈرشپ لیکچر سیریز" کے سلسلہ میں ایک تقریب حمید نظامی میموریل ہال میں منعقد ہوئی جس میں مہمان خصوصی کے طور پر تنظیم الاخوان کے امیر مولانا محمد اکرم اعوان نے شرکت کی۔ تقریب کا باقاعدہ آغاز قاری عبدالماجد نے تلاوت قرآن پاک سے کیا۔ بعدازاں مولانا محمد اکرم اعوان نے تقریب سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ میں نوائے وقت اور دی نیشن کا شکرگزار ہوں جنہوں نے مجھے اس تقریب میں مدعو کیا اور میں حاضرین مجلس کا بھی ممنون ہوں جو مجھے سننے کے لئے یہاں تشریف لائے۔ انہوں نے ملکی مسائل اور موجودہ صورتحال پر اظہار خیال کرتے ہوئے کہا کہ وطن عزیز اللہ کی امانت ہے اور تاریخی اعتبار سے مدینہ منورہ کے بعد عقیدہ ونظریہ کی بنیاد پر قائم ہونے والی دنیا بھر میں دوسری ریاست ہے۔ ریاستیں ہمیشہ بنتی اور ٹوٹتی رہی ہیں لیکن پاکستان ایک نظریہ کی بنیاد پر خالص قانونی، جمہوری اور جائز طریقے سے معرض وجود میں آیا۔ مسلمانوں نے صرف اس لئے آزاد مملکت کے حصول کی تمنا کی تھی کہ وہ اپنے عقیدے کے مطابق آزادی سے زندگی بسر کرسکیں۔ یہ ملک صرف اور صرف عطائے الٰہی ہے لیکن انگریز کے وفادار کچھ سیاست دان اب بھی مذہب کی بنیاد پر ہونے والی اس تقسیم کو ناجائز قرار دیتے ہیں۔

تقسیم کے وقت آزادی کا اعلان کرنے کے لئے بڑا ملک ہونے کے ناطے پہلے ہندوستان کو آزادی دی گئی اور ۱۴/اگست ۱۹۴۷ء اس کی آزادی کا دن مقرر ہوا لیکن ہندو لیڈروں نے کہا کہ ان کے جوتشیوں نے اس تاریخ کو منحوس قرار دیا ہے لہٰذا اس دن قائداعظم پاکستان کی آزادی کا اعلان کریں ہم ایک دن بعد آزادی کا جشن منائیں گے یہ خدا کی قدرت تھی کہ ۱۴ اگست کا دن ۲۷ رمضان المبارک کا تھا اور اس دن آزادی پاکستان کے حصے میں آئی۔ اس وطن کے قیام کے پیچھے ڈیڑھ صدی کی کاوش تھی۔ جماعتیں بنتی اور ٹوٹتی رہتی ہیں لیکن قوم بڑی مشکل سے بنتی ہے مسلمان قوم طویل عرصہ باطل قوتوں کے سامنے برسرپیکار رہی اور آج بھی ان کے ظلم وتشدد کا نشانہ ہے۔ کتنی عجیب بات ہے کہ ملنگی ڈاکو جو انگریز کے وفاداروں کو لوٹ کر دولت غریبوں میں تقسیم کرتا تھا اسے ڈاکو کہا گیا اگر ایسا کوئی کردار برطانیہ میں ہوتا تو اسے ہیرو کا درجہ دیا جاتا۔

اسلام یہ ہے کہ وطن عزیز کے ہر شہری کو بنیادی انسانی حقوق دیئے جائیں سب کو روزگار اور رزق کے مواقع فراہم کئے جائیں

مسلمانوں نے ظلم کے خلاف ہر طرح کی تکالیف برداشت کیں علمائے حق نے جیلیں کاٹیں انگریز کے دور میں مسلمان فوجیوں کو عید پر چھٹی نہ دی گئی تو نوشہرہ کے ایک فوجی نے بے شمار انگریز فوجی مار ڈالے اور فرنگی کو کئی چھٹیاں کرنا پڑیں یہ ذاتی لڑائی نہیں تھی بلکہ مسلمان کا جذبہ تھا درحقیقت ہم نے منزل پر پہنچ کر شکست کھائی اور منزل کے حقدار انگریز کے وفادار ٹھہرے۔ حالات مسلسل ان کے قبضہ میں جاتے چلے گئے اور راہ کی تمام رکاوٹوں کو بزور قوت ہٹا دیا گیا۔ اس سے بڑی ستم ظریفی کیا ہوگی کہ قائداعظم محمد علی جناح کو بھی قتل کیا گیا ضروری نہیں کہ قتل گولی مار کر ہی کیا جائے قائد کے ساتھ بھی یہی کچھ کیا گیا ایسے حالات میں رکھا گیا کہ جلد از جلد موت کے منہ میں چلے جائیں۔ کس طرح پتہ چلے گا کہ ایمبولینس خراب ہوئی تھی یا خراب کی گئی تھی اور جب تک دم نہ نکل گیا دوسری گاڑی نہ آئی۔ قائداعظم حساس اور نازک آدمی تھے چائے کے کپ کا نشان میز پر پڑ گیا تو کہا تمام فرنیچر اور تزئین وآرائش اسی رنگ میں کردی جائے لیکن اس کی قیمت میں دوں گا کیونکہ یہ میرے ملازم کی غلطی کی وجہ سے ہوا۔

جس گروہ نے خود کو انگریز کے ہاتھوں بیچا اور جائیدادیں اور خطاب حاصل کئے وہی لوگ ملک پر مسلط ہوگئے اور حکمرانی ان کی اولاد کا حق ٹھہرا۔ سیاسی وفوجی حکمرانوں کے وزراء کی فہرست دیکھ لیں سب اسی قبیل سے تعلق رکھتے ہیں۔ یہاں اولیول

میں فیل ہونے والے وفاقی وزیر بن جاتے ہیں۔

یہ نوآبادیاتی نظام کی باقیات ہے۔ جس کے تحت ہر فرد کے کام کا فائدہ حکمرانوں کو جاتا ہے۔ محنت مظلوم کرتے ہیں اور ثمرات اقتدار والوں کے پاس جا کر غرق ہو جاتے ہیں۔ عام شہری کو بنک سے پانچ ہزار قرض بھی ہزار قانونی تقاضے پورے کرنے کے بعد ملتا ہے اور پھر سود کے چکر میں پھنس کر وہ زندگی بیتا دیتا ہے دوسری طرف بیس کروڑ کا قرض بھی معاف ہو جاتا ہے۔ اس نظام میں دو طرح کے لوگ ہیں ایک انسان اور دوسرے انسان نما چیز ہیں اقتدار والے انسان ہیں اور نچلے درجے کے لوگ انسان نما چیز ہیں۔

پاکستان کی قیمت عام آدمی نے جان مال اور عزت کی قربانیاں دے کر ادا کی اسلام کے نام پر اللہ سے وعدہ کر کے ملک حاصل کیا پھر نظام کیوں نہ بدلا گیا اس لئے کہ انگریز کی جگہ اس کے نمائندے آ گئے وہ نظام کی تبدیلی نہیں چاہتے کیونکہ وہ خوش اور خوشحال ہیں۔ یہ لوگ ایک دوسرے پر الزامات لگاتے ہیں۔ نواز شریف بینظیر کو سیکورٹی رسک قرار دیتے ہیں بینظیر میاں صاحب کو ملکی سلامتی کے لئے خطرہ سمجھتی ہیں لیکن جب سسٹم کی تبدیلی کی بات ہوتی ہے تو سب ایک پلیٹ فارم پر جمع ہو جاتے ہیں اس لئے کہ ان کے مفادات ایک ہیں۔ یہ لوگ عیش کی زندگی بسر کر رہے ہیں تمام ثمرات ان کے قدموں کے نیچے ہیں لیکن یہ مفاد پرست لوگ خود تو نہیں آ جاتے ہم ہی انہیں منتخب کرتے ہیں۔

نواز شریف نے کہا تھا اکثریت ملی تو خلافت والا نظام نافذ کروں گا۔ ضیاء الحق نے "اسلام چاہیے" کا ریفرنڈم کرایا اور میں نے خود ان کو یہ کہتے سنا کہ یہ بہت مشکل کام ہے۔ میری ذاتی رائے کے مطابق ضیاء الحق جیسا شریف اور نیک حکمران ملکی تاریخ میں نہیں آیا جب وہ اسلام کو نافذ نہ کر سکے تو کون کرے گا؟ اسلام نافذ نہ ہونے کی بنیادی وجہ وہ مختلف تاویلیں ہیں جن میں ہم گم ہیں۔ مختصراً ہمیں دیکھنا ہے کہ اسلام کیا ہے اس کے لئے مکہ مکرمہ کی چودہ سو سال قبل والی ریاست کو دیکھنا ہوگا۔ ہم روزہ' نماز' حج' زکوۃ کو اسلام سمجھتے ہیں یہ دین کا حصہ ضرور ہیں پورا دین نہیں۔ یہ ارا کین فرد کی ذاتی پاکیزگی کے لئے ہیں۔ عام عوام کے لئے اسلام مختلف ہے۔ نبی پاک کی بعثت سے پہلے ۲۵ سے زائد مذاہب تھے لیکن معاشرہ ایک تھا۔ تجارتی' سیاسی' معاشی' معاشرتی نظام مشترک تھا۔ اسلام نے صرف مذہب نہ دیا بلکہ نظام ہی بدل ڈالا۔ حقوق و فرائض سے آگہی اور حلال حرام کی تمیز اسلام نے آ کر بتائی جو اسلام کو نہیں مانتا اس کے بھی انسانی حقوق اسلام نے واضح کئے ہیں۔ غلامی کو غیر انسانی فعل قرار دیا ان چیزوں کو نظر انداز کر کے ہم صرف جمعہ کی چھٹی کو اسلام سمجھتے ہیں۔

> **میرا اسلام پرانے والا ہے دیو بندی' بریلوی' شیعہ سنی بعد کی باتیں ہیں اسلام کی بنیاد چودہ سو سال پرانی ہے**

میرے نزدیک اسلام یہ ہے کہ وطن کے ہر شہری کو بنیادی انسانی حقوق دیئے جائیں۔ سب کو روزگار اور رزق کے مواقع فراہم کئے جائیں۔ یہاں حکمرانوں کے لئے انگلینڈ سے ڈاکٹر آ جاتا ہے اور غریب کا بچہ دوا کے بغیر مر جاتا ہے۔ اسلام سے پہلے دنیا میں جمہوریت نہیں تھی نبی پاک ﷺ کے آنے کے بعد جمہوریت اور انسانی حقوق کی بات چلی۔ جمہوریت کے انداز مغرب نے ہم سے سیکھے۔ ان کو تو مکان تک بنانے نہیں آتے تھے لیکن آج وہ اپنی جماعتوں میں الیکشن کرانے کے بعد رہنماؤں کو قوم کے ہاں پیش کرتے ہیں جبکہ ہمارے ہاں اثر و رسوخ والے رہنما بن جاتے ہیں۔

میں نے ایک جماعت کے رہنما سے کہا کہ آپ نے جس کو ٹکٹ دیا ہے وہ باکردار نہیں تو جواب ملا موصوف کا علاقہ پر کنٹرول ہے ٹکٹ ملے نہ ملے جیتنا اسی نے ہے پھر ہم اسے ٹکٹ کیوں نہ دیں۔

مولانا محمد اکرم اعوان نے کہا کہ ملکی وسائل کو یکجا کر کے اس طرح تقسیم کیا جائے کہ ہر شہری تک اس کا حصہ پہنچے۔ تعلیم بنیادی فرض اور بچوں کا حق ہے نبی پاک ﷺ نے کفار قیدیوں سے دس دس بچوں کو تعلیم دلوا کر رہا کرنے کے احکامات جاری کئے یہ سب دنیاوی تعلیم کے لئے تھا۔ اسلام دین اور دنیا کو الگ نہیں کرتا۔ اسلام یہ نہیں ہے کہ امیر کا بچہ آکسفورڈ میں پڑھے اور غریب کے بچے کو چھت چاک اور بلیک بورڈ بھی میسر نہ ہوں۔ ہمارے ہاں طریقہ ہائے تعلیم پانچ اور نصاب پچاس ہیں۔ صرف اس لئے کہ عام آدمی کو تعلیم سے دور رکھا جائے۔ میرے نزدیک اسلام یہ ہے کہ ملک بھر کی تعلیم' نصاب اور سٹیٹس ایک ہو۔ وزیراعظم اور ریڑھی والے کا بچہ ایک جگہ پڑھیں ہمیں صاحبزادے نہیں چاہئیں باصلاحیت افراد کی ضرورت ہے۔

یورپ میں خریداری کے لئے چیز اٹھائیں اور رقم رکھ دیں کوئی بددیانتی نہیں کرتا کیا اسلام سے پہلے بھی ایسا ہوتا تھا؟ یہ طریقہ محمد عربی ﷺ نے سکھایا

تھا عرب کے بدو دنیا پر چھا گئے اس کے پیچھے کیا فلسفہ تھا کفار نے اس پر غور کیا انہوں نے اسلام قبول نہیں کیا لیکن اس نظام کو سمجھا اور تجارتی' سیاسی اور معاشی اصولوں کو اپنا کر اس سے دنیاوی فوائد حاصل کئے جبکہ مسلمان کے لئے اس نظام کا دوہرا یعنی دینی اور دنیاوی طرح کا فائدہ ہے۔ وہ لوگ بے روزگاری الاؤنس' غریب کو فنڈ' صحت اور تعلیم کی سہولتیں فراہم کرتے ہیں اور خود اعتراف کرتے ہیں کہ یہ قانون کے مطابق ہے۔ خدا نے مسلمانوں کو خوبصورت نظام دیا ہے۔ مسلمان ہونا اللہ پر احسان نہیں ہے بلکہ مسلمان بنا کر اللہ نے ہم پر احسان کیا ہے۔

میرے نزدیک پاکستان کا سب سے بڑا مسئلہ اقتصادی ہے بھوک سے مرتا انسان کچھ سننا اور سمجھنا نہیں چاہتا۔ اقتصادی حالات کی وجہ سے عام آدمی کو ملکی خطرات نظر نہیں آتے۔ اس لئے کہ وہ بھوک سے سسک کر مر رہا ہے وہ سمجھتا ہے کہ دشمن کا ایک بار گولی مار دینا اس اذیت سے بہتر ہے کیا ہم واقعی بھوکے ہیں؟ ہرگز نہیں۔ وسائل کے اعتبار سے دنیا کا امیر ترین ملک پاکستان ہے۔ جنگلات' صحرا' سمندر' پہاڑ' معدنیات' جواہرات اور چاروں موسم خدا نے پاکستان کو بخشے ہیں۔ ان کے ہوتے ہوئے پاکستانی بھوکے نہیں مر سکتے۔ یہ اس علاقہ کی دولت ہی تھی کہ دنیا بھر کے حکمرانوں کی نظر ہمیشہ اس خطہ پر رہی۔ اب ضرورت اس بات کی ہے کہ ہم اپنے وسائل کو اللہ کے حکم کے مطابق استعمال کریں۔

مجھے ایک دوست نے کہا کہ ہمیں حقیقت تسلیم کرنی چاہئے کہ امریکہ سپر پاور ہے۔ آئی ایم ایف کی دنیا پر حکمرانی ہے میں نے کہا ٹھیک ہے لیکن یہ بھی تو مانو کہ پاکستانی بھی بحیثیت قوم ایک زندہ حقیقت ہیں ہم نے آج تک اپنی حقیقت کو تسلیم نہیں کیا۔ ہم مقروض قوم ہیں اور مقروض کو کہا جاتا ہے کہ اپنا گھر' جائیداد قیمتی چیز بیچ کر قرضہ اتار دو۔ ہمارے پاس ایٹمی ٹیکنالوجی ہے ہم صرف یہ کہہ دیں کہ قرض اتارنے کے لئے ہم یہ ٹیکنالوجی دیگر ممالک کو فروخت کر رہے ہیں۔ پھر دیکھیں دنیا کے ٹھیکیدار ہمارے قرض بھی معاف کر دیں گے اور ہم سے معافی بھی مانگیں گے۔ امریکہ میں سو ارب سے زیادہ پاکستانیوں کا سرمایہ ہے ہم پر واجب الادا ۳۸ ارب کا قرضہ ہے۔ ہمارا مجموعی بجٹ چھ کھرب سالانہ ہے ملک کو ٹیکس فری اسٹیٹ قرار دے کر یہ رقم زکوٰۃ' عشر اور صدقات وغیرہ سے حاصل کی جاسکتی ہے۔

سرکاری بجٹ میں دینی مدارس کا حصہ رکھا جائے۔ ہماری منزل اقتدار نہیں موجودہ نظام میں تبدیلی ہے

وقفہ سوالات میں شرکاء کے سوالات کا جواب دیتے ہوئے مولانا محمد اکرم اعوان نے کہا کہ میرا اسلام پرانے والا ہے۔ دیوبندی' بریلوی' شیعہ' سنی بعد کی باتیں ہیں۔ اسلام کی بنیاد چودہ سو سال پرانی ہے اسلام کی تعلیمات سب کے لئے ایک ہیں عبادت جس طرح جی چاہے کر لیں۔ میں نے جنرل پرویز مشرف کو خط لکھا ہے کہ آپ کی قیادت پر اعتراض نہیں ہم صرف نفاذ اسلام چاہتے ہیں۔ جب وسائل نہیں تھے تو صحابہ کرامؓ نے پیٹ پر پتھر باندھ کر بھی جہاد کیا لیکن جب وسائل آئے تو عمر فاروقؓ سے بھی پوچھ لیا گیا کہ اضافی چادر کہاں سے آئی؟ ہمارے پاس وسائل موجود ہیں ایسی حالت نہیں کہ پیٹ پر پتھر باندھیں۔ کفار نے اسلام کی جو تعلیمات اپنائیں ان کا فوائد سے مستفید ہو رہے ہیں۔ تقاریر کرنے سے اسلام نہیں آئے گا اسی لئے اب ہم کرو یا مرو کی حالت تک پہنچ چکے ہیں۔ وسائل کی تقسیم اسلام کی بنیاد ہے اسلام ایک وسیع النظر اور وسیع القلب نظریہ دیتا ہے اور معاشی ناہمواریوں کا خاتمہ کرتا ہے۔

فرقہ واریت بنیادی جھگڑا نہیں ہے جب بارش میں کسی کا مکان گر جائے تو کوئی شیعہ سنی بریلوی دیوبندی نہیں دیکھتا سب ہمدردی کرتے ہیں۔ ایک سابقہ دور میں آئی جی نے کچھ لوگوں کو گرفتار کیا۔ وزیراعظم نے اس کارنامے پر شاباش دی کہ اس سے فرقہ واریت اور دہشت گردی میں کمی آئے گی لیکن اگلی صبح اسی وزیراعظم نے آئی جی کو ان کی رہائی کے لئے فون کر دیا۔ یورپ کو اسلام سے خطرہ نہیں بلکہ نفاذ اسلام سے خطرہ ہے کہ اگر یہ کسی خطہ میں نافذ ہو گیا تو لوگ خود بخود مسلمان ہونے لگیں گے۔ ہماری حکومتیں خود مسائل پیدا کرتی ہیں پھر ان کا حل کس طرح سامنے آئے۔

امریکہ نے برطانیہ سے آزادی حاصل کی تو ہر کام انگریزوں سے الٹ کیا تاکہ عام آدمی کے دل سے ان کے رعب نکلے۔ ہماری یہ تربیت نہ کی گئی۔ انگریز چلا گیا لیکن انگریزیت آج تک ہم پر مسلط ہے میں اس لباس میں دنیا بھر میں پھرا ہوں ہر جگہ عزت ملی لیکن یہاں عجیب نظروں سے دیکھا جاتا ہے۔ ہم ذہنی طور پر واضح نہیں ہیں۔ ہندوستان نے آزادی کے بعد ساری جاگیریں واپس لے لیں حالانکہ وہاں ساڑھے تین سو کے قریب جدی

ریاستیں تھیں۔ اسی وجہ سے نظام سنبھل گیا اور دیو گوڑا جیسے لوگ وزیراعظم بن گئے۔ سرکاری بجٹ میں دینی مدارس کا بھی حصہ رکھا جائے۔ اس وقت ۷۵ فیصد ٹیکس ہے مختلف اشیاء سے بننے والی ایک آئٹم کی ہر چیز پر الگ الگ ٹیکس ہے اس طرح شہری ایک آئٹم کے لئے قدم قدم پر ٹیکس ادا کرتا ہے۔ ڈاکٹر محبوب الحق نے کہا تھا عام آدمی کا ٹیکس چالیس فیصد حکومت تک پہنچتا ہے ساٹھ فیصد راستے میں ہی ضائع ہو جاتا ہے۔ کوئی حکومت اس کا سدباب نہ کر سکی۔ ہمیں اپنے ہونے پر یقین نہیں اللہ نے ہمیں ایٹمی قوت بنایا لیکن ہم نے اپنے آپ کو تسلیم نہیں کیا۔ ہم صرف ایک ڈاکٹر قدیر واپس لائے ہیں جبکہ پاکستان کے بے شمار باصلاحیت افراد غیر ممالک کے سائنسی اداروں میں اپنی صلاحیتوں کا لوہا منوا رہے ہیں تمام اتحاد اقتدار کے لئے بنے' نظام درست ہو گیا تو سسٹم کے تحت اقتدار منتقل ہو گا۔ ملک بھر کے علماء کو دعوت دی ہے نظام کی اصلاح کے لئے مشترکہ جدوجہد کریں گے۔ میں نے جنرل صاحب کو لکھا ہے کہ اس معاملہ میں چاہے ہمارے سر کاٹ لیں لیکن ہم جدوجہد ترک نہیں کریں گے۔ علماء کی باہمی جنگ بھی سیاسی پلیٹ فارم پر محض اقتدار کے لئے ہے۔ میں اس انتخابی نظام کے خلاف ہوں جہاں جمہوریت کا نام لے کر شخصی مفادات حاصل کئے جاتے ہیں۔ ہماری منزل اقتدار نہیں موجودہ نظام کی تبدیلی ہے۔ اس حوالے سے معاشی نظام کی اصلاح کا پیکج بنا کر چیف ایگزیکٹو کو ارسال کیا ہے۔ ہم حقیقی منزل کے حصول کے لئے آخری دم تک کوشش جاری رکھیں گے۔

بشکریہ روزنامہ نوائے وقت لاہور۔ ۳ نومبر ۲۰۰۰ء

بقیہ: فلسفہ رمضان

دعوت دیتے ہیں اور اس طرح خود تباہ ہو کر نسل انسانی کو تباہی میں دھکیلتے رہتے ہیں۔ سو ایک صوفی کو ان جملہ امور پر نگاہ رکھنی چاہئے اور سحر و افطار کے اوقات کا خاص اہتمام کرنا چاہئے۔ اسی طرح جن امور سے روزہ فاسد ہوتا ہے ان سے بہت زیادہ احتیاط رکھے۔ حتیٰ کہ مکروہات روزہ کو دھیان میں رکھے اور دل و نگاہ کو قابو میں رکھے بلکہ مناسب یہ ہے کہ بغیر ضرورت باہر نہ نکلے۔ فضول بات زبان سے نکالے بغیر تلاوت اور ذکر و اذکار میں خوب دل لگا کر محنت کرے کہ شاید پھر یہ بابرکت مہینہ اور بابرکت موقع نصیب بھی ہو کہ نہ ہو۔ عموماً دیکھا گیا ہے کہ سحری و افطاری اور تراویح کے سبب ذکر و اذکار چھوٹ جاتے ہیں یا ان میں کمی آ جاتی ہے جو کسی طرح بھی مناسب نہیں ہے بلکہ ان تمام امور کے ساتھ محنت سے ذکر کرنا چاہئے۔ اور دل کی جلا اور سینے کی روشنی کا اہتمام کیا جائے۔

حسب حیثیت صدقہ کیا جائے کہ حضور ﷺ اجود الناس تو تھے ہی مگر رمضان المبارک میں آپ کی سخاوت کئی گنا بڑھ جاتی تھی۔ نیز اگر ممکن ہو تو اعتکاف ضرور کیا جائے کہ اس میں فوائد عظیم حاصل ہوتے ہیں۔ روزہ بھی اور دن رات مسجد میں قیام اور ہمہ وقت ذکر یہ بہت بڑی نعمت ہے جو صرف اسی مبارک مہینہ میں نصیب ہو سکتی ہے۔

بقیہ: ظلم کے سائے

ان کے نام نامی میں بھی پرویز کا حصہ شامل ہے تو میرا خطاب جنرل صاحب کے لیے ہے میں کوئی گالی نہیں دے رہا کوئی گستاخی نہیں کر رہا سیدھی بات کرنے کی جرات کر رہا ہوں اور

حق بات تہہ تیغ سر دار کریں گے
یہ جرم جو زندہ ہیں تو سو بار کریں گے

حرام کاموں سے بچو' قرآن حکیم کی تاکید
عقل سلیم کے لئے پانچ قرآنی احکامات

- شرک نہ کیا جائے۔
- والدین کی اطاعت۔
- قتل اولاد سے بچنا۔
- بے حیائی کے کاموں سے دوری۔
- ناحق قتل نہ کرے۔

اگر یہ پانچ بنیادی اصول اپنا لے تو یقیناً عقل مندوں میں شمار ہو گا اسے عقل سلیم نصیب ہو گی۔

نصیحت، نیکی اور گناہ سے بچنے کی قوت کے لئے چار قرآنی احکامات

- یتیم کا مال ضائع نہ کرے۔
- ناپ تول میں کمی نہ کرے۔
- سچی بات کہے۔
- اللہ سے کئے ہوئے وعدے پر قائم رہے۔

قرب الٰہی کے لئے اور تقویٰ کے حصول کیلئے

اگر زندگی کو اسلامی احکام کے مطابق ڈھال لے تو قرب الٰہی سے سرفراز ہو گا اور مقام تقویٰ پر فائز۔

(اقتباس اسرار التنزیل۔ سورۃ الانعام)

مراسلہ۔ عائشہ سطوت' ریسرچ سٹوڈنٹ
ڈیپارٹمنٹ آف تھیالوجی' انگلینڈ

اے اللہ!

ہمیں جذبہ جہاد
اور جذبہ شہادت
عطا فرما

U.K گارمنٹس (انٹرنیشنل)

ایکسپورٹرز اینڈ مینوفیکچرز آف ہوزری گارمنٹس

برائے رابطہ۔ پل کوریاں سمندری روڈ فیصل آباد۔ فون 665971

وحدت ادیان؟

الشیخ راحت گل

جاپان میں انٹرنیٹ پر یہ خطرناک خبر پڑھی کہ وحدت ادیان کی آئندہ کانفرنس ۲۰۰۱ء ماہ فروری میں پاکستان میں ہوگی۔ جس کا افتتاح پرویز مشرف صاحب فرمائیں گے۔ وحدت ادیان کیا ہے؟

اسلام کے خلاف یہود و نصاری کی ایک اور تحریک، جس کے متعدد اجلاس امریکہ وغیرہ میں ہو چکے ہیں۔ اب اس تحریک کو عالم اسلام میں متعارف کرانے کے لئے، جس ملک کو چنا گیا وہ ہے پاکستان۔ کیونکہ اگر پاکستان سے اس تحریک کو حمایت ملی تو پھر بڑی تیزی کے ساتھ دیگر مسلم ممالک میں پھیلائی جاسکے گی۔

پہلا مرحلہ۔ اس تحریک کا مقصد کیا ہے؟ اسلام کو بحیثیت ایک دین کامل نظام حیات کے ختم کرکے دیگر مذاہب کی سطح پر لاکر برابر کر دینا۔ اسلام' یہودیت' نصرانیت' بدھ مت' جین مت وغیرہ تمام مذاہب برابر ہیں۔ سب کو صلح و آشتی کے ساتھ اپنے اپنے مذہبی رسومات ادا کرنے چاہئیں مسجد' گرجا' صومعہ' مندر' شوالا اور ٹمپل میں کوئی امتیازی فرق نہیں کیونکہ سب کا مقصد ایک ہے یعنی اللہ تک رسائی۔ ہر مذہب والے اپنی اپنی عبادت گاہوں میں اپنے مذہبی رسومات ادا کرکے نکلیں تو ایک ہی نظام زندگی ایک ہی تہذیب اور ایک ہی قانون کی پابندی کریں۔ (جو نیو ورلڈ آرڈر کی صورت میں دنیا پر مسلط کیا جارہا ہے۔)

دراصل مقصد یہ ہے کہ اس عقیدہ کو ختم کر دیا جائے کہ " ان الدین عند الله الاسلام" اور اس آیت ربانی کو بھی عملاً منسوخ کر دیا جائے کہ " هوالذی ارسل رسوله بالهدی ودین الحق لیظهره علی الدین کله ولو کره المشرکون"

حضرات اکرام وحدت ادیان کے اس شیطانی منصوبے کے علاوہ اسلام کی امتیازی شان کو ختم کرنے کے لئے امریکہ میں تقریباً چار سو اسی صفحات پر مشتمل ایک مفصل کتاب (مین کائنڈ سرچ فار گاڈ) شائع کی گئی ہے۔ اس کتاب میں تمام مذاہب کے مذہبی رسومات کی تصویریں بھی چھاپ دی گئیں ہیں اور تیس لاکھ سے زیادہ تعداد میں دنیا بھر میں مفت تقسیم کی گئی ہے۔ اس کتاب کے آخر میں یہ خلاصہ دیا گیا ہے کہ (اگر آپ حقیقی گاڈ تک رسائی چاہتے ہیں تو بائبل کا مطالعہ کیجئے آپ بائبل کے ذریعے گاڈ تک پہنچ سکتے ہیں اس مقصد کے لئے ہم سے رابطہ کیجئے' ہم بلا معاوضہ مفت آپ کی خدمت کے لئے تیار ہیں) مجھے یہ کتاب جاپان میں ملی پھر امریکہ میں چار ماہ رہ کر اس نئی چال کے متعلق مزید معلومات سے آگاہی حاصل کی اس دعوت گناہ کا مقصد اسلام اور کفر کے مابین قائم امتیازی فرق کو مٹا کر اسلام کو دیگر باطل مذاہب کے برابر کر دینا ہے تاکہ شراب نوش خنزیر خور' زناکار' جنس پرست اور لوطی قسم کے لوگوں کے ساتھ وحدت ادیان میں شریک ہوکر ہر اس کام کو جائز اور حلال قرار دیا جائے جسے عوام اور پارلیمنٹ جائز اور حلال قرار دے حالانکہ اسلام میں حلال و حرام اور جائز و ناجائز کا اختیار صرف اللہ تعالی کو حاصل ہے کسی انسان حتی کہ کسی پیغمبر کو بھی یہ اختیار نہیں کہ وہ حلال و حرام کا از خود تعین کرے۔

اس کتاب کے مولف نے غیر محسوس طریقہ اپناتے ہوئے اور انسانی نفسیات کو پرکھ کر یہ بات ذہن نشین کرانے کی ناکام کوشش کی ہے کہ مذاہب عالم کے پیروکاروں نے اللہ تعالیٰ تک رسائی کے مختلف طریقے اپنا لئے ہیں۔ ہر فرد نے اپنے معاشرے ملک یا پیدائشی ماحول یا اپنے اپنے مذہبی رہنماؤں کے زیر اثر ہوکر خدا تک رسائی کے مختلف راستے اختیار کئے ہیں جبکہ مسلمان کے متعلق یہ اعتقاد یا خیال قائم کرنا غلط بلکہ بددیانتی پر مبنی ہے کیونکہ مسلمان بذات خود مذکورہ بات کا دعوی نہیں کرتے بلکہ اللہ تعالیٰ نے اپنی ذات اقدس تک رسائی کی راہ کی واضح نشان دہی کردی ہے مسلمان کی امتیازی حیثیت یہ ہے کہ وہ اللہ تعالی کی ہدایت کی روشنی میں اس کے بتائے ہوئے راستے کو اختیار کرتے ہوئے اللہ تک رسائی کی کوشش کرتے ہیں۔ اور پھر اسلام پوری دنیا کو چیلنج کرتا ہے کہ اگر تمہیں ہمارے راستے کی صداقت میں شک و شبہ ہو تو تم سب کے سب علماء' فضلاء' دانشمند' تمہارے مذہبی پنڈت' سیاستدان اور سائنسدان مل کر اس جیسی ایک مثال پیش کرو۔ تم ہرگز ہرگز پیش نہیں کرسکو گے تو اپنے انجام بد سے ڈرو جو ہماری بتائی ہوئی راہ سے ہٹ کر خود ساختہ شیطانی راستوں پر چلتے ہیں۔ ارشاد باری تعالی ہے۔" وان کنتم فی ریب مما نزلنا علی عبدنا فاتوا بسورة مثله وادعو شهداء کم من دون الله ان کنتم صادقین"

حضرات محترم!

وحدت ادیان ایسا پر فریب جاذب نظر نعرہ ہے جس سے وہ لوگ بہت تیزی سے متاثر ہو رہے ہیں جنہیں ہمارے ہاں اونچی سوسائٹی کے لوگ یا مراعات یافتہ مغربی طبقہ کہا جاتا ہے تمام دنیا کے ترقی پذیر خاص کر اسلامی ممالک میں یہ اصطلاح بڑی تیزی سے پھیلائی جارہی ہے۔ اس وقت پچیس ممالک میں وحدت ادیان کے دفاتر قائم کئے جاچکے ہیں پاکستان میں اس کا دفتر ۱۹۷۔اے احمد بلاک نیو گارڈن ٹاؤن لاہور میں واقع ہے۔

حال ہی میں مسلمانوں اور عیسائیوں کا ایک مشترکہ اجلاس ۱۱ اکتوبر ۲۰۰۰ء کو پشاور میں ہوا مجھے بھی دعوت دی گئی لیکن میں اس لئے شریک نہیں ہوا کہ پوری دنیا میں یہ بات پھیلائی جائے گی کہ پاکستان کا فلاں فلاں مولوی اور فلاں دینی مدرسے کا مہتمم بھی اس تحریک کی تائید کر رہا ہے۔ اس اجلاس کی صدارت پاکستان کے عالمی شہرت یافتہ ایک معروف عالم دین نے کی جبکہ جنرل سیکرٹری ایک عیسائی ہے اس تنظیم کا دفتر بھی لاہور میں ہے۔

حضرات کرام! وحدت ادیان کا ایک مقصد یہ ہے کہ حق و باطل کو خلط ملط کیا جائے دوسرا مقصد یہ ہے کہ اسلام جن ستونوں پر قائم ہے انہیں منہدم کیا جائے تیسرا مقصد یہ ہے کہ مسلمان غیر شعوری طور پر ارتداد کی راہ اختیار کر جائیں جب کہ قرآن مقدس نے ہمیں پہلے سے ہی اس سازش سے خبر دار کر دیا ہے سورۃ نساء میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے "ودوا لو تکفرون کما کفروا فتکونون سواء فلا تتخذوا منھم اولیاء" نیز ارشاد ربانی ہے کہ ولا یزالون یقاتلونکم حتی یردوکم عن دینکم ان استطاعوا و من یرتدد منکم عن دینہ فیمت وھو کافر"

دوسرا مرحلہ۔ اس کے بعد خود بخود یہ راستہ کھل جائے گا کہ خانہ کعبہ میں تمام مذاہب کے پیروکار اپنے اپنے مذہبی رسومات کے مطابق حج اور عمرہ ادا کریں۔ کیونکہ ان سب (خود ساختہ اور تحریف شدہ) مذاہب کا رشتہ حضرت ابراہیم کے ساتھ جڑا ہوا ہے یہاں تک کہ مشرک ہندو بھی یہ دعویٰ کر رہے ہیں کہ برہمن دراصل حضرت ابراہیم کے ساتھ نسبت کی بناء پر برہمن کہلاتے ہیں۔

حضرات! اس خطرناک سازش کی راہ میں اگر کوئی بند باندھ سکتا ہے تو وہ نہ صرف علماء و مشائخ پاکستان ہی ہیں بلکہ تمام مسلمانوں کو متحد ہو کر اس سیلاب کے سامنے بند باندھنے کے لئے فوری طور پر کمر بستہ ہونا چاہئے کسی کو اس غلط فہمی میں مبتلا نہیں ہونا چاہئے کہ "ہنوز دلی دوراست" وقت بڑی تیزی سے گزر رہا ہے۔ فروری ۲۰۰۱ء بھی کچھ دور نہیں جنرل صاحب کو آمادہ کیا جائے کہ وہ اس اجلاس میں شرکت نہ کریں۔ والسلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

ہم میدان میں اتریں گے۔ انشاء اللہ

"بڑی دیر کی میری جان آتے آتے"

منارہ ۱۳ اکتوبر ۲۰۰۰ء تاریخ ساز دن۔۔۔ جہاں مرد کوہستانی شیخ سلسلہ نقشبندیہ اویسیہ امیر تنظیم الاخوان پاکستان مولانا محمد اکرم اعوان مدظلہ العالی نے ایک تاریخ ساز فیصلے کا اعلان فرمایا۔

اس اعلان کی خواہش کو دل میں بسائے ہمارے کئی محبوب ساتھی اس دار دنیا سے رخصت ہو گئے۔ ہم لوگ کتنے خوش نصیب ہیں کہ ہم انشاء اللہ بنفس نفیس اپنے محبوب قائد کے شانہ بشانہ نفاذ اسلام کے لئے میدان کارزار میں اتریں گے۔ یہی وہ وقت ہے جس کے لئے اس عظیم جماعت کی بنیاد ڈالی گئی۔ جس کے لئے حضرت جیؒ نے شب و روز ایک ایک فرد پر محنت کی۔ اور اس کے لئے ملک کے دور دراز علاقوں تک سفر فرمائے پھر کہیں جا کر ایک جماعت کی شکل بنی۔ پھر اس دنیا سے رخصت سے قبل اپنے عظیم ہمت روحانی بیٹے مولانا محمد اکرم اعوان مدظلہ العالی کو سلسلہ عالیہ کی باگ ڈور سپرد کی۔

آپ نے واقعی اس کا حق ادا کیا اور آپ نے پوری دنیا گھوم کر ہر ملک میں ذاکرین کی جماعت بنائی۔ یہ ایک ایسی ریکارڈ بات ہے کہ آنے والے اس بات کو صدیوں یاد رکھیں گے۔

پھر آپ نے بارگاہ نبویؐ کے حکم سے الاخوان کی بنیاد رکھی۔ پھر دیکھتے ہی دیکھتے ملک کے گوشے گوشے میں الاخوان کے چرچے ہونے لگے۔ امیر الاخوان مولانا محمد اکرم اعوان مدظلہ العالی نے جس انداز سے ملک کے طول و عرض میں جلسوں سے خطاب فرما کر عوام الناس کو اسلام کی حقانیت اور اس ملک میں نفاذ اسلام کی ضرورت سے آگاہ فرمایا۔ وہ کسی اور کے بس کی بات کہاں۔ وہ لمحہ جس کا انتظار الاخوان کا ہر رکن اپنے من میں بسائے اپنے مشن پر رواں دواں تھا۔ وہ اب زیادہ دور نہیں۔ بلکہ طبل جنگ تو بج چکا۔ بس قائد کے اشارے کی دیر ہے۔ اور پروانے تو شمع پر جان لٹانے کو تیار ہیں۔

تو ساتھیو! ہمتیں باندھو کمریں کس لو۔ اور اہل وطن اور اہل کفر کو بتا دو کہ جن کے قلوب دو صدیق ہستیوں نے منور کئے ہوں وہی جانباز صوفی کفر کا جبڑا توڑ سکتے ہیں۔ اسلام اس ملک کا مقدر ہے۔ وہ بڑا ہی خوش نصیب ہوگا جو اس قافلے میں شامل ہوگا۔ لوگو سنو۔ ابھی چند گھڑیاں باقی ہیں۔ جلدی کرو اور اس کارواں میں شامل ہو جاؤ۔ اسی میں راہ نجات ہے۔ اللہ کریم ہم سب کا حامی و ناصر ہو۔ آمین

محمد اکرم بٹ، گجرات

دین اور مذہب

مذہب' ایک رویہ' ایک عقیدہ' ایک رواج ہوتا ہے۔ جس کے مطابق کوئی طبقہ' کوئی قوم یا کسی جگہ کے لوگ اپنی عبادات سرانجام دیتے ہیں لیکن دین' دین ایک مکمل نظام ہوتا ہے جو ہر قسم کے معاملات زندگی (عبادات' معاشرت' تجارت' سیاست' نظام حکومت) کا احاطہ کئے ہوئے ہوتا ہے۔

خطاب۔ امیر محمد اکرم اعوان
جامعہ اویسیہ لاہور 23-6-2000

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

قالوا ان انتم الا بشر مثلنا. تریدون ان تصدونا عما کان یعبدو اباؤ نا فاتو نا بسلطن مبینo قالت لهم رسلهم ان نحن الا بشر مثلکم/ وعلی الله فلیتو کل المومنون۔(ابراہیم ۱۰'۱۱)

اسلام ایک دین ہے اور ہم اسے مذہب کے طور پر لیتے ہیں۔ ان الدین عندا لله الاسلام. اسلام ایک دین ہے۔ دین سے مراد پورا طرز حیات ہوتا ہے عقیدے اور نظریے سے لیکر عمل تک۔ مذہب ہوتا ہے' ایک رویہ ایک عقیدہ ایک رواج' جس کے مطابق کوئی طبقہ یا کوئی قوم یا کسی جگہ کے لوگ اپنی عبادات سرانجام دیتے ہیں۔ ہر ایک نے اپنے لئے کوئی نہ کوئی مذہب بنا رکھا ہوتا ہے۔ مغرب میں اگرچہ کہنے کو عیسائیت بھی ہے' یہودیت بھی ہے لیکن ان کی عملی زندگی میں ان چیزوں کا کوئی دخل نہیں ہے۔ لہذا وہ محض مذہب کی حد تک ہیں' ایک رویئے کی حد تک ہیں۔ ایک تقسیم ہے دوسروں سے الگ کہ وہ کیا سوچتے ہیں۔ ان کی سوچ غلط بھی ہو سکتی ہے صحیح بھی ہو سکتی ہے۔ بعض امور اس میں درست ہوں گے بعض غلط ہوں گے لیکن وہ انسانی سوچ ہے جو اگر صحیح ہوگی تو اتفاقاً کوئی بات صحیح ہوگی اور غلط ہوگی تو اسے غلط ہونا چاہئے کیونکہ اسے انسان نے سوچا۔

جب بات دین کی آتی ہے اور دین کے اعتبار سے جب عبادت کا ترجمہ کیا جاتا ہے تو عبادت سے مراد صرف نماز روزہ یا حج وزکوٰۃ ہی نہیں ہوتا عبادت ایک جامع لفظ ہے۔ جس میں ہمارے آپس کے معاملات' ہماری معاشرت ہمارا لین دین ہمارے کاروبار ہماری تجارت ہماری عدالت ہماری سیاست' نظام حکومت یہ سب کچھ آتا ہے۔ اور اس کی بہترین تفسیر نبی ﷺ کی حیات طیبہ ہے۔ اب تو ایک بڑی خوبصورت بات کہہ دی جاتی ہے کہ جی آپ دین دار لوگ ہیں' آپ شریف لوگ ہیں' آپ ایماندار آدمی ہیں' آپ اللہ اللہ کرنے والے ہیں آپ سیاست میں کیا لیتے ہیں؟ آپ اپنی مسجد میں بیٹھیں' مدرسے میں بیٹھیں' اللہ اللہ کریں۔ یاد رکھیں کوئی اللہ اللہ کرنے والا ان کی خاک پا کو بھی پہنچ سکتا ہے جنہوں نے دین کی تعبیر بتائی۔ جن لوگوں نے صرف ایک نظر نبی ﷺ کے رخ انور کو دیکھ لیا ایمان کے ساتھ بعد میں آنے والا کوئی متقی اس درجے کو پہنچ سکتا ہے؟ نبی ﷺ کی ذات والا صفات کی مثال دینا تو گستاخی ہے بے ادبی ہے اس لئے کہ آپ ﷺ کی مثال اللہ نے دنیا میں پیدا نہیں فرمائی لیکن کیا ابوبکر صدیقؓ کے پائے کا کوئی پارسا ہو سکتا ہے؟ کوئی صوفی کوئی صاحب حال کوئی صاحب دل' فاروق اعظمؓ جیسا' عثمان غنیؓ جیسا' علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین جیسا ہو سکتا ہے؟ کیا ان لوگوں کو بھی محض اقتدار کا نشہ تھا (معاذ اللہ) یا یہ لوگ محض لوگوں پہ مسلط ہونا چاہتے تھے؟ یا یہ لوگ محض اپنی شان بڑھانا چاہتے تھے؟

سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ جب زخمی ہو گئے اور جانبر ہونے کی امید نہ رہی تو آپؓ خلافت کے لئے کسی کو نامزد کرنا چاہتے تھے تو آپؓ سے عرض کیا گیا کہ آپؓ کا بیٹا ہے' فقیہہ بھی ہے' پارسا بھی ہے' نیک بھی ہے' دینی علم میں بھی سب سے ماہر ہے لہذا آپ انہیں منتخب فرمائیں۔ انہوں نے کہا جی ہمارے خاندان سے حساب دینے کے لئے میں ایک کافی ہوں۔ تم کیا چاہتے ہو کہ قیامت کو سارا ہمارا ہی خاندان کھڑا ہو جائے محاسبے کے لئے۔

اگر ابوبکر صدیقؓ سیاست کرتے ہیں' نظام سلطنت چلاتے ہیں' نظام مملکت چلاتے ہیں' صلح اور جنگ ہوتی ہے' بین الاقوامی تعلقات ہوتے ہیں' کاروبار اور تجارت ہوتی ہے' عدالتیں ہوتی ہیں تو پھر کونسی پارسائی باقی بچتی ہے کہ اس سارے سسٹم سے الگ رہ کر آپ پارسا رہیں گے؟ دونوں باتیں صحیح نہیں ہو سکتیں۔ ہمارا یقین ہمارا ایمان ہے کہ خلفائے راشدینؓ حق پر تھے یہ ہمارے ایمان کا حصہ ہیں۔ اور جب وہ حق پر تھے تو ہم جب اس

سے لاتعلق رہتے ہیں تو اس کا مطلب ہے ہم حق سے الگ ہوجاتے ہیں۔

پرسوں میں پڑھ رہا تھا صوفی محمد کا فتویٰ اور مجھے بڑی خوشی ہوئی کہ کسی عالم دین نے بڑی کھری بات کی انہوں نے بڑا خوبصورت بیان دیا۔ انہوں نے کہا! جب سارا نظام ہی کافرانہ ہے' معاشی نظام سودی ہے' سیاسی نظام غیر اسلامی ہے' عدالتی نظام غیر اسلامی ہے' ٹیکسوں کا نظام غیر اسلامی ہے اور ہم سب اسے قبول کر کے بیٹھے ہیں تو انہوں نے کہا کہ کسی کی عبادت بھی قابل قبول نہیں' جو نمازیں ہم پڑھتے ہیں' جو روزے ہم رکھتے ہیں' ایک رسم ادا کر رہے ہیں شرعی اعتبار سے۔ ملک مسلمانوں کا ہو حکمران بھی مسلمان ہوں رعیت بھی مسلمان ہو نام بھی اسلامی ریاست ہو اور اس میں سارا نظام غیر اسلامی ہو تو ایسے لوگ تو منافق ہوتے ہیں۔ اگر ہم اسلام کو سمیٹ لیں مختصر کرلیں ایک لفظ میں ہم چاہیں کہ اسلام چاہتا کیا ہے اور اسلام کس بات کا نام ہے تو بڑی سادہ سی بات ہے کہ اسلام نام ہے اللہ کی زمین پر سے ظلم مٹانے کا۔ اللہ کی مخلوق میں سے کسی پر ظلم نہ ہو' ظلماً کوئی جانور بھی نہ کاٹا جائے۔ دیکھیے جس طرح ہمارے ہاں محکمہ بے رحمی حیوانات ہے جس کی ذمہ داری ہے کہ دیکھے کہ یہ گھوڑا کمزور ہے اسے تانگے میں نہ جوتا جائے یہ اسلام ہے۔ نبی علیہ ﷺ کی خدمت اقدس میں ایک صحابی حاضر ہوئے اور اس کے کرتے کے بازو میں چڑیا کے دو بچے تھے۔ آپ ﷺ نے پوچھ لیا یہ کہاں سے لائے ہو؟ عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ میں باہر گیا تھا جھاڑی میں ایک گھونسلا تھا اس میں بچے تھے میں انہیں پالوں گا مجھے بڑے پیارے لگے۔ فرمایا تم کیوں پالو گے؟ جس کے ہیں وہ کیوں نہیں پالے گی؟ تم جانتے ہو وہ ان کے لئے کتنی بے قرار ہوگی اگر کوئی تمہاری اولاد اٹھا کر لے جائے تو محض اپنی تسکین کی خاطر ایسا درست نہیں۔ انہیں جا کر وہاں چھوڑ آؤ آپ ﷺ نے واپس بھجوادیا۔

اسلام نام ہے اللہ کی زمین پر سے ظلم مٹانے کا۔ اللہ کی تمام مخلوق میں سے کسی پر ظلم نہ ہو۔ حتٰی کہ ظلماً کوئی جانور بھی نہ کاٹا جائے

سیرت طیبہ میں ملتا ہے کہ ایک بوڑھا اونٹ دراقدس پہ آیا اور وہ گڑگڑا رہا تھا اور سر رگڑ رہا تھا۔ آپ ﷺ نے پوچھا اس کا مالک کون ہے. جی فلاں ہے فرمایا بلاؤ اسے بلایا گیا تو فرمایا یہ تیری شکایت کر رہا ہے کہ میں نے ساری عمر اس کی خدمت کی اور جب تک میں بوجھ اٹھانے کے قابل تھا مجھے چارہ ملتا تھا اب میں بوجھ اٹھانے کے قابل نہیں رہا تو مجھے چارہ نہیں دیتا۔ اب تیرے ذمے ہے کہ جب تک یہ ہے اسے چارہ کھلایا کر۔

اگر چڑیا کے بچے کا لحاظ رکھنا پڑتا ہے' اگر ایک اونٹ کا لحاظ رکھنا پڑتا ہے تو اللہ کی مخلوق پر اگر ظلم ہو رہا ہے۔۔۔ عدالت کے نام پر بھی ظلم ہے کہ اگر ہم اسلامی عدل کو چھوڑ کر کسی اور طریقے کو عدل کا نام دیں تو یہ بجائے خود ظلم ہے۔ ہم جسے عدلیہ کہتے ہیں وہ عدلیہ کہلانے کی مستحق نہیں ہے اس لئے کہ وہاں عدل نہیں ہوتا۔ جو اللہ اور اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا وہی عدل ہے اور اس کے خلاف ہر بات جو ہے وہ ظلم ہے۔ یہ فلاحی کم از کم مسلمان کو تو اپنانی چاہئے۔ ہم تنظیمیں بناتے ہیں جماعتیں بناتے ہیں سارا شور یہ ہوتا ہے کہ حکومت ہمیں دے دو۔ بڑی عجیب بات ہے۔ یہ بات میری سمجھ میں آج تک نہیں آئی کہ بھلا حکومت بھی کوئی مانگنے پر دینے کی چیز ہے۔ یعنی ہماری ایسی مت ماری گئی ہے کہ ہم چندے مانگتے مانگتے حکومت بھی مانگنے پہ لگ گئے۔ حکومت چندہ تو نہیں ہے کہ مانگنے سے مل جائے گی۔ حکومت کسی کو لینے کا شوق ہو تو حکومت کی ایک تاریخ ہے کہ ہمیشہ جس نے حاصل کی ہے اس نے قوت بازو سے حاصل کی۔ آپ کو شوق ہے تو آپ بھی میدان میں اتریئے۔ حکومت لینے کا تو ایک طریقہ ہے۔ لیکن کیا حکومت لینا ضروری ہے؟ نہیں' ہرگز نہیں! اس لئے کہ آپ کے ملک میں جو حکمران ہیں وہ بھی وہی کلمہ پڑھتے ہیں جو آپ پڑھتے ہیں۔ وہ بھی اسی اللہ' اسی نبی ﷺ' اسی کتاب کو مانتے ہیں۔ تو اگر حکومت میرے پاس آجائے اور میں بھی اسی غیر عادلانہ نظام کو چلاتا ہوں اور ظلم اسی طرح ہوتا ہے تو حکومت لینے سے کیا ہوگا۔ مقصد حکومت لینا نہیں ہے مقصد ظلم کا مٹانا ہے اور ہمارے ہاں زندگی کا کوئی ایسا شعبہ نہیں جس میں ظلم نہ ہو رہا ہو۔ تعلیم ایک سب سے نفیس' سب سے اچھا' اللہ کے نزدیک محبوب ترین کام ہے کہ انسان کے بیٹے کو' بچے کو تعلیم سے آراستہ کیا جائے۔ جہاں تک دنیوی تعلیم کا تعلق ہے تو اس کی اہمیت بھی اتنی ہی ہے۔ نبی علیہ ﷺ کے سامنے جب بدر کے قیدی لائے گئے فیصلہ ہوا فدیہ دے کر آزاد ہوں۔ کچھ قیدی جن کے پاس دینے کے لئے پیسے نہیں تھے تو آپ ﷺ نے

پوچھا کہ کیا تم میں ایسے لوگ ہیں جنہیں کچھ لکھنا پڑھنا آتا ہو؟ جی ہیں! فرمایا' مدینہ کے دس دس بچوں کو لکھنا پڑھنا سکھا دو یہی تمہارا فدیہ ہے۔ اب ظاہر ہے مشرکین مکہ نے انہیں قرآن وحدیث تو نہیں سکھانا تھا۔ یہی اب ج سکھانا تھا۔ یعنی اس کی بھی اتنی اہمیت ہے کہ نبی ﷺ نے ابتدائی ریاست اسلام جب تعمیر فرمائی تو اس کی بنیادوں میں بھی اس کی اہمیت تھی۔ اب یہ الگ بات ہے کہ اسلامی اعتبار سے تعلیم ہم اسے کہیں گے یہ دنیا میں بھی ہے صرف اسلام میں نہیں۔

ہر قوم اپنی تعلیم میں اپنے نظریے اور اپنی آئیڈیالوجی کو ضم کرتی ہے۔ اسے بنیاد بناتی ہے پھر ساری تعلیم اس کے گرد گھومتی ہے۔ یہ صرف ہماری بدبختی ہے کہ ہمارے عقیدے اور ہمارے نظریے کو ہمارے نظام تعلیم سے کوئی مس نہیں ہے۔ اب تعلیم کے معاملے میں کیا ہو رہا ہے پانچ چھ قسم کے نظام ہائے تعلیم ہیں۔ پانچ چھ قسموں کے سکول ہیں اور جہاں دنیوی تعلیم بھی بہتر ہے وہاں عام آدمی کی رسائی نہیں ہے۔ ایک خاص طبقہ ایک خاص لائن سے اوپر لوگ جو افورڈ کر سکتے ہیں یا اللہ نے انہیں اتنا دے رکھا ہے کہ وہ اس کے اخراجات برداشت کر سکتے ہیں وہ تو اپنے بچوں کو وہاں پڑھا لیتے ہیں اب اس سے جو نیچے ہے کیا اس کے ساتھ یہ ظلم نہیں ہے کہ علم کو بھی اتنا مہنگا بیچا جائے کہ ایک خاص طبقہ مستفید ہو اور باقی محروم رہ جائے۔ کون یہ کہہ سکتا ہے کہ دولت مند کے گھر ہی عقلمند بچے یا ٹیلنٹ پیدا ہوتا ہے۔ ہم نے تاریخ عالم میں یہ دیکھا ہے کہ ٹیلنٹ قوم کو جب بھی میسر آیا وہ خاک نشینوں اور کچے گھروں سے ملا۔ آپ دنیا کے نامور لوگوں کی تاریخ پڑھ لیجئے ہر عظیم آدمی آپ کو کسی نہ کسی جھگی سے سر نکلتا ہوا نظر آئے گا' کسی نہ کسی غریب گھر سے نکلتا ہوا نظر آئے گا۔ تو اگر علم کے معاملے میں بھی ظلم ہے اور اس سے بڑا ظلم کیا ہو گا کہ علم کو ایسے طبقات اور ایسے حصوں میں تقسیم کر دیا جائے پھر اس کا حصول اتنا مہنگا کر دیا جائے کہ عام آدمی سوچ بھی نہ سکے۔

اسی طرح اب بڑا شور ہے کہ ہم معیشت کو سنوار رہے ہیں اور معیشت کو ہم ترتیب دے رہے ہیں ہم اس کے لئے رجسٹرڈ ہو رہے ہیں اور فلاں ہو رہا ہے اور فلاں ہو رہا ہے۔ اس کے مقابلے میں پوری قوم ہڑتال پر ہے' دکانیں بند ہیں۔ ایک بڑا عجیب سوال پیدا ہوتا ہے کہ ہمارے تاجر حضرات کو ہڑتال کرنے کی ضرورت کیوں ہے۔ اگر ان پر ٹیکس لگتا ہے تو کیا انہوں نے اپنے پلے سے دینا ہے۔

کوئی بھی کام اس طرح سے کرنا جو اس کے کرنے کا صحیح طریقہ نہ ہو۔ وہ ظلم ہے

اگر تاجر پر یا دکاندار پر ٹیکس لگتا ہے تو وہ ٹیکس تو کنزیومر کے حصے میں آئے گا۔ اس کے حصے میں آئے گا جو وہاں سے چیزیں خریدے گا تو اس پر ہڑتال تو مجھے کرنی چاہئے' آپ کو کرنی چاہئے کہ چیزیں اور مہنگی ہو جائیں گی اور ہم' جن کا پہلے ہی گزارا نہیں ہو رہا' کیا ہو گا۔ لیکن ہڑتال تاجر کرتا ہے۔ یہ فلسفہ میری سمجھ میں نہیں آیا آج تک کہ آخر تاجر کیوں ہڑتال پر ہے۔ کہیں ایسا تو نہیں کہ تاجر بھی یہ بتانا نہیں چاہتا کہ وہ دن بھر میں کیا کچھ کماتا ہے۔ ٹیکس تو ہمارے حصے میں آئے گا لیکن اس کے دن بھر کی کمائی تو سامنے آ جائے گی اور یہ کوئی ڈھکی چھپی بات ہے کہ ایک ہی چیز لینے میں جاتا ہوں قیمت اور ہے آپ جاتے ہیں کوئی تیسرا بندہ جاتا ہے اور ہے۔ ایک آدمی کو پانچ روپے میں مل جاتی ہے ایک کو سات میں ملتی ہے تیسرا پندرہ میں لے آتا ہے' چیز وہی ہوتی ہے۔ تو کہیں ایسا تو نہیں کہ ہمارا تاجر بھی گاہکوں کے ساتھ' خریداروں کے ساتھ ظلم کر رہا ہے جو چھپا ہوا ہے ان کی آنکھوں سے نہاں ہے۔ اب اگر اس کی فہرست بنتی ہے' لسٹ بنتی ہے اس پر اسے صرف ٹیکس نہیں دینا بلکہ اس سے تو یہ بھی سامنے آ جائے گا کہ یہ برتن اس نے کتنے کا بیچا اس دکان نے کتنے کا بیچا اور اس نے کتنے کا بیچا۔ اب اس سارے تجزیئے کو سوچے سمجھے بغیر محض سیاسی اہمیت لینے کے لئے یا سیاسی شہرت لینے کے لئے یا اخبار میں اپنا نام دینے کے لئے ہم بے تحاشا دوڑ رہے ہیں۔ جی وہ حمایت پہ حمایت کئے جا رہے ہیں بھئی تلاش تو کرو پوچھو تو سہی واقعہ کیا ہے مصیبت کیا ہے کیوں ایسا ہو رہا ہے۔ تین گھنٹے پریس کانفرنس ہوتی رہی چیف ایگزیکٹو صاحب کی اور ہمارے ملک کے نامی گرامی صحافی جتنے تھے وہاں تشریف فرما تھے۔ کیا یہ حیرت کی بات نہیں ہے کہ وہ ساری بحث جو تھی وہ تھی معاشیات پر کہ ملک کی معاشی حالت بہت کمزور ہے' ملک پر بہت زیادہ قرضہ ہے اور اگر ٹیکس نہیں ہوں گے' اس طرح سے پیسہ جمع نہیں ہو گا تو قرضے کی قسطیں ادا کیسے ہوں گی' ملکی نظام کیسے چلے گا' فوج کیسے رکھی جائے گی' سلطنت کے دوسرے نظام کیسے چلیں گے۔ تین گھنٹے میں نہ جنرل صاحب نے اور نہ صحافیوں نے یہ پوچھنے کی زحمت گوارا کی کہ بھئی ہر بات زیر بحث آ رہی ہے آخر ہم مسلمان ہیں' اسلام ایک دین ہے

جو کہتا ہے کہ Islam is code of life ہے' پوری زندگی کا ایک نظام ہے' کیا اسلام کے پاس اس صورت حال سے ہمیں نکالنے کا کوئی راستہ ہے؟ بے شک نہ اپناتے' اسے اختیار نہ کرتے لیکن کیا اسلام کی اتنی بھی حیثیت نہیں ہے کہ تین گھنٹے جب معاملہ زیر بحث رہا تو حکمرانوں نے نہ سہی لیکن کتنے دکھ کی بات ہے کہ ہمارے دانشور' ہمارے صحافی' ہمارے اخباری نمائندے جو وہاں تشریف فرما تھے ان میں سے کسی شخص کو بھی یہ توفیق نہیں ہوئی کہ بھئی ایک نظام اسلام کے پاس بھی ہے۔ اسلام صحرانشینوں میں آیا' اسلام ان لوگوں میں آیا جہاں چوری ڈاکہ اور برائی عام تھی' جہاں شراب نوشی عام تھی' ہر عیب جو دنیا میں ہوتا ہے وہاں موجود تھا' قتل و غارت ہوتی تھی' اسلام نے اس معاشرے کو اتنی قوت دی کہ انہوں نے ایک دنیا مسخر کر ڈالی۔ تو وہ کیا بات تھی اسلام نے معاشیات میں کیا بنیادی تبدیلیاں کیں؟ اور جب قرآن قیامت تک کے لئے ہے' نبوت قیامت تک کے لئے ہے' دین قیامت تک کے لئے ہے تو آج کے ہمارے معاشی سوالوں کا جواب کیوں نہیں دیتا۔ اگر اسلام کے پاس جواب نہیں ہے تو ہمیں اسلام سے چمٹنے کی کیا ضرورت ہے؟ پھر آخر ہم کیوں مسلمان ہیں؟ کیا صرف رسومات نبھانے کے لئے؟ تو رسومات کو تو آپ عبادت کا نام نہیں دے سکتے۔

سجدہ یا نماز کیا ہے ایاك نعبد و ایاك نستعین۔ سبحان ربی الاعلی۔ ایسا ایسا مزے دار مذہب ہے کہ نبی ﷺ فداہ ابی و امی بھی تسبیح ادا کرتے تھے سبحان ربی الاعلی۔ میرا رب میرا پروردگار سب سے اعلیٰ ہے اور ہر ادنیٰ سے ادنیٰ مسلمان بھی یہی کہتا ہے گویا اس کا بھی ذاتی رشتہ ہے رب العالمین کے ساتھ۔ قربان جائیے محمد رسول اللہ ﷺ کی تعلیمات پر کہ کسی شخص کو اللہ اور اس کے درمیان کسی تیسرے کو نہیں رکھا۔ غریب امیر جاہل گداگر مفلس فقیر' یہ نہیں کہتا کہ جی سیٹھ صاحب کا رب سب سے اچھا ہے' کوئی فقیر یہ نہیں کہتا کہ جنرل صاحب کا رب سب سے اچھا ہے' کوئی یہ نہیں کہتا پیر صاحب کا رب' ہر کوئی کہتا ہے میرا رب سب سے اعلیٰ ہے گویا ہر فرد کا رشتہ براہ راست رب العالمین سے قائم کر دیا تو جب ہر فرد یہی بات دہراتا ہے تو کیا ہر فرد اس بات کا ذمہ دار

اسلام کی بنیاد ہی اس بات پر ہے کہ صرف اسلام حق ہے اس کے خلاف جو کچھ ہے وہ باطل ہے

نہیں ہے کہ جو نظام اس کے رب کا ہے وہی نظام رائج کیا جائے۔ کیا ہم میں سے ہر ایک اس بات کا مکلف نہیں ہے؟ اسلام تو نام سلامتی کا ہے اور سلامتی کے خلاف ہوتا ہے ظلم۔ سلامتی کو ڈسٹرب کرنا ظلم ہے۔

ظلم کی تعریف جو عربی لغت میں ہے وہ یہ ہے کہ وضع الشیئ فی غیر محلہ کوئی بھی کام اس طرح سے کرنا جو اس کے کرنے کا صحیح طریقہ نہ ہو' وہ ظلم ہے۔ کسی کو غیر شرعی انداز میں قتل کرنا اگر ظلم ہے تو کسی پر غیر شرعی ٹیکس لگانا بھی ظلم ہے۔ کسی کو اگر غیر شرعی طور پر محبوس رکھنا ظلم ہے تو غیر شرعی طریقے سے کسی کو چھوٹ دینا بھی ظلم ہے۔ کہیں جان بخشنا ظلم ہے اور کہیں جان لینا ظلم ہے۔ بات ہے صرف اطاعت الٰہی کی اور اسلام کے نظام کی۔

پچھلے دنوں ایک پروگرام آ رہا تھا مغرب کے کسی چینل پر اور اس پر وہ مختلف مذاہب کو زیر بحث لا رہے تھے کہ فلاں مذہب نے انسانیت کو یہ دیا فلاں مذہب نے یہ بات کہی فلاں نے یہ امن دیا فلاں نے یہ کیا۔ تو جب اسلام کی بات آئی تو اس بات پہ وہ بڑے ناراض تھے اور بڑے خفا ہوئے اور ان کا جملہ جو تھا وہ کم و بیش اس طرح تھا کہ

Islam has the monopoly of the truth.

کہ اسلام سچائی پر اپنی اجارہ داری کا دعویٰ کرتا ہے کہ ساری سچائی ہی میرے پاس ہے حالانکہ کچھ نہ کچھ تو ہمارے پاس ہے۔ بات اس نے بڑی صحیح کہی اسلام واقعی Truth پہ مناپلی رکھتا ہے یعنی اسلام کی بنیاد ہی اس پر ہے کہ صرف اسلام حق پر ہے اور اس کے خلاف جو کچھ ہے وہ باطل ہے اس نے تو طنزیہ انداز میں ادراجارہ داری اور مناپلی کا لفظ استعمال کیا لیکن یہ ایک حقیقت ہے یہ حق ہے کہ اللہ کا ارشاد اللہ کا کلام اللہ کے نبی ﷺ کا دیا ہوا نظام حق ہے اور اس کے خلاف جو ہے وہ باطل ہے۔ اس میں بات مناپلی کی نہیں بات فیکٹس کی ہے' حقائق کی ہے' حقیقت کی ہے۔ اب اگر کوئی کہے کہ جی سورج کہتا ہے میں اکیلے ہی سارے عالم کو روشن کرتا ہوں تو اس نے مناپلی بنالی' مناپلی تو نہیں ہے یہ تو ایک حقیقت ہے۔ مناپلی تو یہ ہوتی ہے کہ کسی کام کے دو چار پانچ چھ بندے مستحق ہوں اور ایک ان میں طاقتور ہو اور باقیوں کو مار پیٹ کر الگ کر دے' وہ خود اس کام کو قابو کر لے یہ تو ہوگئی مناپلی'

اجارہ داری ہو گئی۔ کوئی تجارتی امور میں اجارہ داری بنالیتا ہے' کوئی دوسرے کاروباری امور میں۔ کوئی ٹرانسپورٹر جس نے کسی روٹ پر اپنی اجارہ داری بنا رکھی ہو وہ دوسری کمپنی کی گاڑی توڑ دیتا ہے اس کے شیشے توڑتا ہے اسے خراب کرتا ہے۔ یہ اجارہ داری ہے۔ لیکن اسلام کسی سے چھینتا نہیں ہے بلکہ اسلام اللہ کے ہر بندے کو دیتا ہے حتیٰ کہ کافر اور مشرک کو بھی انسانی حقوق اور انسانی احترام دیتا ہے۔

تاریخ گواہ ہے کہ روئے زمین پر کبھی کافر کو بھی انصاف ملا تو صرف اسلام کے زیر نگیں آ کر ورنہ کافر' کافر کو بھی انصاف نہیں دیتا اور مزے کی بات یہ ہے کہ کافر ممالک نے بھی جنہیں آپ ترقی یافتہ کہتے ہیں جن امور میں ترقی کی ہے آپ ریسرچ کیجئے' آپ مطالعہ کیجئے آپ ان کی تاریخ اٹھا کر دیکھئے' ظہور اسلام کے وقت ان کے پاس کچھ تھا؟ کچھ نہیں تھا۔ اسلام جب چند سالوں میں روئے زمین پر پھیلا تو انہوں نے سر جوڑ کر یہ سوچا کہ اس کے پھیلنے کے ظاہری اسباب کیا ہیں؟ انہوں نے اسلام کے دامن سے خوشہ چینی کی۔ آج اگر مغرب کا تاجر بد دیانتی نہیں کرتا' فون پر بھی آپ کے گھر چیز پہنچا دیتا ہے اور اس کے چارجز وہی ہوتے ہیں جو ہونے چاہئیں تو یہ بات مغرب میں ظہور اسلام سے پہلے تو آپ ثابت نہیں کر سکتے۔ اب اگر برطانیہ میں فلاحی ریاست قائم کر دی گئی ہے' بیواؤں' یتیموں اور بچوں کا اور تعلیم کا دھیان رکھا جاتا ہے۔ آپ برطانیہ میں جا کر دیکھئے کتنے ویلفیئر کے قوانین ہیں انہیں وہ اپنی زبان میں The Umer's Laws کہتے ہیں۔ انہوں نے وہ امیر المومنین سیدنا فاروق اعظمؓ کے نظام سلطنت سے لئے ہیں کہ کس طرح سے مال غرباء میں ان کی بہتری پر خرچ کیا جا سکتا ہے۔

جاپان نے انتہائی تیز دوڑ لگائی اور عجیب بات ہے کہ جاپان کی اور امریکہ کی حیثیت پانچ سو اور ایک کی نہیں بنتی۔ اگر ہم ایک نسبت پانچ سو کریں تو امریکہ شاید جاپان سے پھر بھی آگے ہو معاشی ترقی میں بھی' سائنسی ترقی میں بھی' اپنے حجم اور قد کاٹھ کے اعتبار سے بھی' وسائل کے اعتبار سے بھی۔ لیکن جاپان خود امریکہ میں امریکہ کو مار دے رہا ہے۔ امریکی گاڑیوں کی بجائے جاپانی زیادہ چل رہی ہیں۔ امریکی چیزوں کی بجائے جاپانی زیادہ استعمال ہو رہی ہیں۔ عالمی منڈی کو چھوڑ دیجئے۔

اسلام کسی سے چھینتا نہیں ہے۔ بلکہ اسلام اللہ کے ہر بندے کو حقوق دیتا ہے حتیٰ کہ کافر اور مشرک کو بھی انسانی حقوق اور انسانی احترام دیتا ہے

خود امریکہ کے اندر۔ اب اس دوڑ کے لئے جہاں امریکہ ایک قدم اٹھاتا ہے جاپان کو تو پانچ سو قدم دوڑنا چاہئے یہ آسان تو نہیں۔ اب دو تین دہائیوں میں آ کر جاپان کی اکانومی دم توڑنے لگ گئی۔ انہوں نے سوچا اس کا حل کیا ہے کہ ہم اپنی اکانومی کو اسی قوت سے قائم رکھیں اور اپنی اس حیثیت کو قائم رکھیں تو انہوں نے کہا یار یہ جو سودی نظام ہے اس کو درمیان سے نکال دو۔ اس نے تباہ کر دیا ہمیں۔ آدھے لوگ امیر سے امیر ترین ہو گئے ہیں اور آدھے بالکل فقیر ہو گئے ہیں اور ہمارا معاشی ڈھانچہ تباہ ہو رہا ہے۔ چنانچہ انہوں نے اسلامی معاشی نظام سٹڈی کر کے اپنے تمام بنکوں سے سود نکال کر بنکوں کو حصے دار بنا دیا کہ جو بنک سے قرضہ لینا چاہتا ہے وہ بتائے اپنی فزیبلٹی بنا کر دے وہ کیا کرنا چاہتا ہے۔ بنک اپنے ماہرین بھیجتا ہے اس منصوبے پہ بحث ہوتی ہے' جب انہیں پتہ چلتا ہے ورکیبل ہے قابل عمل ہے تو بنک پیسے دے دیتا ہے۔ جتنے پیسے وہ اپنے انوسٹ کرتا ہے اتنا حصہ منافع میں اس کا' جتنے بنک کے ہیں اتنا بنک کا' سروسز چارجز نکالنے کے بعد' اخراجات نکالنے کے بعد جو نیٹ پرافٹ آتا ہے اس میں اتنے پرسنٹ حصہ بنک لے لیتا ہے جتنے پرسنٹ اس کی رقم اس کاروبار میں لگی ہے جب تک رقم نہیں لوٹاتا۔ جب سے انہوں نے یہ تبدیلی کی ان کی معیشت پھر سنبھل گئی۔ آپ جاپان کا ایک بٹن خریدتے ہیں یہ لائٹ آف آن کرنے کا ایک بٹن' تو پورا بٹن کسی ایک گھر میں نہیں بنتا۔ اس کا کور ایک گھر میں بنتا ہے اوپر نیچے کرنے کا حصہ دوسرے گھر میں بنتا ہے درمیان میں لگی ہوئی کیل کسی اور گھر میں بنتی ہے نیچے لگی ہوئی پتریاں کوئی اور بناتا ہے' سب کے پاس بنک کا سرمایہ ہے خود بھی کماتے ہیں اور بنکوں کو بھی اتنا جاتا ہے کہ جن کا سرمایہ بنکوں میں ہے انہیں پھر کئی گنا منافع ملتا ہے۔

جہاں جہاں ترقی ہوئی ہے وہ دنیا کے کسی ملک میں بھی ہو آپ اس پہ ریسرچ کیجئے تو آپ کو سمجھ آئے گی کہ جس شعبے میں انہوں نے ترقی کی ہے وہ انہوں نے دین اسلام کی خوشہ چینی کی ہے اور قبل اسلام ان کے پاس وہ چیز نہیں تھی۔ تو کیا

مصیبت ہے ہماری کہ ہم اقتدار کے لئے لڑتے ہیں' ہم جلوس نکالتے ہیں' ہم جلسے کرتے ہیں' ہم طوفان بپا کردیتے ہیں' ہم ملک ہلادیتے ہیں' نواز شریف جائے فلاں آئے' فلاں جائے' فلاں آئے' لیکن کیا نواز شریف کے جانے سے حالات سدھر گئے۔ ضیاء الحق کو شہید کردیا گیا' کیا ضیاء الحق کی شہادت سے حالات سدھر گئے۔ ذوالفقار علی بھٹو کو پھانسی دے دی گئی' کیا ذوالفقار علی بھٹو کی پھانسی سے حالات سدھر گئے۔ کب سے یہ ہو رہا ہے اسے نکال دو اسے لے آؤ اسے نکال دو' کیا ہوا؟ افراد کے آنے جانے سے کچھ نہیں ہوگا؟ جب تک ظلم کا ایک ایک نشان مٹا نہیں دیا جاتا' جب تک مظلوموں کو احساس نہیں ہوجاتا کہ ان کے ساتھ ظلم ہو رہا ہے' جب تک مظلوم اپنے حال سے بے خبر ہے تب تک کچھ نہیں ہونے کا۔

اسلام کا معاشی نظام ہے' آپ پورے ملک کی زکوٰۃ اور عشر کا حساب لگائیں اور دیکھیں آپ کے ملکی بجٹ سے میرے اندازے کے مطابق کم از کم پانچ گنا زیادہ سرمایہ صرف زکوٰۃ اور عشر سے آتا ہے۔ اور زکوٰۃ بھی وہ دیتے ہیں جس کے پاس سرمایہ ہے عشر بھی وہ دیتا ہے جس کے پاس سرمایہ ہے۔ آپ ٹیکس لگا دیتے ہیں صابن پہ' تیل پہ' کھانے کی چیزوں پہ اور کہتے ہیں کہ جی نہیں غریب آدمی کو ہم نے چھوڑ دیا تاجروں پہ لگا دیا' تاجر کیا باپ کی وراثت سے دے گا؟ تاجر تو اسی چیز سے پورا کرے گا جو وہ بیچ رہا ہے۔ اور پھر ایک ٹیکس نہیں ہے' کتنے ٹیکس ہیں جو نظر ہی نہیں آتے۔ حکومت ٹیکس لے لیتی ہے حفاظت نہیں کرتی۔ سرکاری حکم ہے کہ مولوی بھی بندوق بردار بندہ رکھے مسجد کے سامنے اور دکاندار بھی بندوق بردار بندہ رکھے' بندوق کی قیمت بندوق اٹھانے والے کی تنخواہ کیا حکومت دیتی ہے؟ دکاندار کیا اپنے باپ کی وراثت سے دے گا؟ اگر دے گا تو کنگال ہو جائے گا۔ تو ٹیکس تو وہی غریب بندہ جو خریدنے جاتا ہے جو کنزیومر ہے وہی ادا کرتا ہے۔ وہ سارا بوجھ تو اسی پر ہے اور یہ صورت حال تب تک بڑھتی رہے گی جب تک مظلوم اپنے حال سے باخبر نہیں ہوجاتا۔

یہاں سیاست دانوں اور علماء کی جنگ نہیں ہے' یہاں مغرب اور مشرق کی جنگ نہیں ہے' یہاں پنجاب افغانستان اور سندھ اور بلوچستان کی جنگ نہیں ہے' اصل حقیقتاً پاکستان میں ظالم اور مظلوم کی جنگ ہے۔ اور عجیب بات یہ ہے کہ ظالم وہ طبقہ ہے جن کے پاس اقتدار بھی ہے اختیار بھی ہے دنیوی علم بھی ہے اور حالات کا شعور بھی ہے۔ اور مظلوم وہ طبقہ ہے جو آج تک یہ سمجھ رہا ہے کہ یہ میری قسمت میں لکھ دیا گیا یعنی ہمارے ہاں جو طبقہ مظلوم ہے وہ ظالم کا دامن کیوں نہیں پکڑتا؟ اس لئے کہ وہ سمجھتا ہے کہ یہ ظلم مجھ پر اللہ نے لکھ دیا تھا۔ اللہ ایسا بے انصاف نہیں ہے اللہ نے تو اس ظلم کو مٹانے کے لئے جہاد فرض کردیا۔ اللہ نے تو فرمایا کہ اس بندے کی گردن اڑا دو جو ظلم سے باز نہیں آتا اس کے ہاتھ کاٹ دو جو دوسرے کا مال چھینتا ہے' جو سڑکوں پہ ڈاکے کرتا ہے اس کے پاؤں کاٹ دو کہ سڑک پہ جانے کے قابل ہی نہ رہے۔ اللہ تو اجازت نہیں دیتا

نبی رحمت علیہ الصلوۃ والسلام نے پوری زندگی کا ایک نظام دیا ہے جس کا حاصل یہ ہے کہ کہیں کسی پر ظلم نہ ہو۔ ظلم کو روکنا اسلام کی اساس اور بنیاد ہے

اللہ کے نزدیک تو سب سے ناپسندیدہ شے ظلم ہے لیکن انسان کو اس نے مکلف بنایا ہے' اپنے حق کی حفاظت کرنے کا حکم دیا ہے۔ فقہی اعتبار سے ہمارے فقہاء کرام فرماتے ہیں کہ اگر دو روپے تین روپے ساڑھے تین روپے تک کسی نے چھین لئے اور تم برداشت کر گئے تو خیر ہے' یہ قابل برداشت ہے۔ اس سے زیادہ چھیننا چاہتا ہے تو لڑو' مار دو تو گناہ نہیں ہے۔ تم مارے گئے تو شہید ہو لیکن اپنا حق مت چھیننے دو۔ چھیننے سے بھی منع فرمایا اور جس کا چھینا جا رہا ہے اسے بھی حکم دیا کہ تم بھی اپنے حق کی حفاظت کرو اور یہی بات انبیاء علیہم الصلوۃ والسلام سے ہر زمانے میں کہی گئی ہے۔

قالوا ان انتم الا بشر مثلنا. لوگوں نے انبیاء علیہم السلام سے کہا کہ ہم انسان ہیں۔ آپ بھی گوشت پوست کے انسان ہیں۔ ہمیں بھوک لگتی ہے آپ بھی کھانا کھاتے ہیں ہمیں نیند آتی ہے آپ بھی سوجاتے ہیں ہمیں دھوپ لگتی ہے آپ کو بھی گرمی سردی لگتی ہے پھر کیا وجہ ہے کہ ہم اپنے باپ دادا کے بنائے ہوئے رواجات کو چھوڑ دیں۔

تریدون ان تصدونا عما کان یعبد اباؤنا. دیکھا انہوں نے یہاں یعبد کا لفظ استعمال کیا جس طرح ہمارے باپ دادا جسے حق سمجھتے تھے اس پر عمل کرتے تھے۔ حالت یہی ہے نا۔ ہم نے عبادت کو نماز روزے محدود کرکے ان حقائق سے

آنکھیں چرالیں۔ حق یہ ہے کہ اگر صرف نماز روزے کی بات آتی تو صرف مکہ مکرمہ میں کم وبیش دنیا کا ہر مذہب موجود تھا جو اپنے اپنے طریقے سے عبادت کرتا تھا کسی میں کبھی لڑائی نہیں ہوئی۔ یہودی تھے عیسائی تھے آتش پرست تھے فرشتوں کے پجاری تھی انسانوں کی پوجا کرنے والے تھے جنوں کو پوجنے والے تھے کتنی طرح کے لوگ تھے اپنی اپنی عبادت کرتے تھے کوئی لڑائی نہیں ہوتی تھی۔

یہ پیش کش نبی ﷺ کو بھی کی گئی کہ آپ اپنے طریقے کی عبادت رائج کریں لیکن ہمارے نظام میں مداخلت نہ کریں، جو ہو رہا ہے اسے ہونے دیں۔ جو سسٹم ہے اسے چلنے دیں۔ جسے ہم عدل کہتے ہیں اسے آپ عدل مانیں، جسے ہم جائز کہتے ہیں اسے آپ ﷺ جائز کہیں، جو ہمارا طریقہ ہے وہی رہے گا۔ آپ ﷺ نے فرمایا اللہ کے نزدیک عبادت کا مفہوم ہی عمل ہے یہ نماز روزہ تو اس لئے ہے کہ اللہ سے ملاقات کر کے کائنات میں اطاعت الٰہی پر قائم رہنے کی قوت حاصل کی جائے' ایک انرجی ایک طاقت ایک نور دل میں حاصل کیا جائے' تجلیات باری کو دل میں سمویا جائے تا کہ مسجد سے باہر جا کر جب ظلم کے اندھیروں اور تاریکیوں سے گزر ہو تو اس میں اپنا دل روشن ہو اور بندہ ظلم کا ساتھ نہ دے بلکہ ظلم کے خلاف اور عدل کے راستے پر چلے۔

تو عبادت کا مفہوم تو وہاں ادا ہوتا ہے جہاں ہم کاروبار کرتے ہیں جہاں معاشرہ ہے فاذ اقضیت الصلوة فانتشروا فی الارض وابتغوا من فضل الله۔ جب نماز مکمل ہو جاتی ہے تو پھیل جاؤ اپنے کاروبار میں جاؤ اور ثابت کرو کہ تم اللہ کا دیا ہوا انعام اللہ کا دیا ہوا رزق اللہ کا فضل تلاش کر رہے ہو یعنی انصاف سے اور حق سے کام کر رہے ہو اور ظلم نہیں کر رہے ہو یہی ضد کفار کو بھی تھی کہ آخر آپ لوگ بھی ہماری طرح انسان ہیں اور آپ ہم پر اپنا نظام کیوں ٹھونسنا چاہتے ہیں۔

قالت لهم رسلهم ان نحن الابشر مثلكم۔ ان کے انبیاء نے رسولوں نے فرمایا یہ تو صحیح ہے ہم بھی انسان ہیں ہم بھی آدم علیہ السلام کی نسل سے ہیں ہم بھی اس معاملے میں تمہاری طرح ہیں لیکن ولكن الله يمن على من يشاء من عباده۔ اللہ جس بندے پہ چاہتا ہے احسان فرماتا ہے تم اپنی مرضی کرتے ہو تم پر اپنی مرضی نہیں تم پر اللہ کا حکم نافذ کرنا چاہتے ہیں تم میں اور ہم میں یہ فرق ہے کہ تم اپنی یا اپنے آباؤ اجداد کی پسند لوگوں پہ مسلط کرنا چاہتے ہو اور ہم تمہیں وہ نظام دینا چاہتے ہیں جو اللہ نے دیا ہے۔

سو نبی ﷺ نے پوری زندگی کا ایک نظام دیا ہے جس کا حاصل یہ ہے کہ کہیں اور کسی پر بھی ظلم نہ ہو۔ اس ظلم کو روکنا اسلام کی اساس اور بنیاد ہے اور اس کے خلاف بات کرنا جہاد ہے لکھنا جہاد ہے سوچنا جہاد ہے اور عمل کرنا افضل ترین جہاد ہے اور ہم سب اس کے مکلف ہیں۔ یار کچھ دنوں کے لئے بھول جاؤ کہ حکومت کس کے پاس ہے' حکمران کون ہے' کوئی بھی رہے وہ ظلم کا راستہ روک دے' بس ٹھیک ہے۔ ظالمانہ طریقوں سے قوم کو نجات دے' ظالمانہ قوانین سے قوم کو نجات دے' ظالمانہ سیاست سے قوم کو نجات دے' ظالمانہ طرز عدالت' ظالمانہ طریق تعلیم سے ہماری جان بچائے کیا وجہ ہے کہ امریکہ جیسے بے دین ملک میں ہر شہری کا بچہ ضرور پڑھتا ہے' عجیب بات ہے ہمارے ایک عزیز یہاں سے ایک بچی ساتھ لے گئے بچوں کو بہلانے کے لئے کہ ہمارے بچے اس کے ساتھ کھیلیں گے تو اردو بھی سیکھیں گے اسے انگریزی تو آتی نہیں۔ دو مہینے کے بعد انہوں نے اپلائی کیا کہ اسے امریکہ کی شہریت دے دی جائے تو جب تحقیق ہوئی کہ یہ کون ہے' کہاں سے آئی' اس کی عمر کتنی ہے کیا یہ سکول میں پڑھتی ہے تو انہوں نے کہا جی نہیں' یہ تو بچے بہلانے کے لئے ہے تو حکومت نے کہا' بچے کھلانا کوئی کام نہیں' یہ تو سکول جائے گی۔ انہوں نے شہریت تو دے دی لیکن اسے پکڑ کر سکول لے گئے۔ صبح سکول کی وین گھر سے لے جاتی اور شام گھر چھوڑ جاتی۔ ان کے پلے ایک اور مصیبت پڑ گئی' ان کے بچے کیا کھلاتی وہ دن بھر سکول میں رہتی۔ امریکہ میں تو قانون ہے کہ ہر بچے کے لئے انٹرمیڈیٹ تک جسے ہم ایف اے کہتے ہیں وہاں تک تعلیم لازمی ہے اور وہاں تک پڑھانا حکومت کی ذمہ داری ہے۔

نیویارک میں ایک دفعہ ساتھیوں سے کہا یار بچوں کے لئے بستے لے جائیں تو ہمیں کسی دکان سے بستہ نہیں ملا کیونکہ یہاں بستے کا کوئی تصور نہیں ہے۔ بچوں کو لینے سکول کی وین آتی ہے' کتابیں سکول دیتا ہے' کاپیاں سکول دیتا ہے' پنسلیں سکول دیتا ہے' ہوم ورک چھٹی کے بعد سکول کراتا ہے اور ہوم ورک کرانے کے بعد کتابیں وہاں چھوڑ کر بچوں کو وین گھر چھوڑ جاتی ہے' یہاں بستے کسی نے کیا کرنے ہیں۔ یہ امریکہ تو The wild wild west تھا۔

یہ نظام اسلام کا دیا ہوا ہے جو انہوں نے اپنایا جس کے بل پر وہ دنیوی ترقی کر رہے ہیں۔

یاد رکھ! ہر عمل کے دو نتیجے ہوتے ہیں ایک

دنیا میں اور ایک آخرت میں آپ ٹھنڈا پانی کافر کو بھی دیں اس کی پیاس بجھائے گا۔ اچھی دوا کافر کو دیں اس کی صحت ٹھیک ہوگی۔ آخرت میں جواب دہی کے لئے کفر اور ایمان کا فرق ڈال دیتے ہیں۔ بندہ جو بھی عمل کرتا ہے اس کا نتیجہ جو دنیا میں ہے وہ کافر کو بھی ملتا ہے۔ جاپان نے سود ختم کیا امریکی معیشت کو مار دے رہا ہے۔ اب امریکہ والے سوچ رہے ہیں امریکہ کا جو تجزیہ آیا وہ یہ ہے کہ ہمیں افراد کو ٹیکس کرنے کی بجائے ہمیں سرمائے پر ٹیکس لگانا چاہیئے۔

We should tax assets.

اور یہ تو زکوٰۃ ہے یعنی اب تھک ہار کر بلآخر مغرب بھی سوچ رہا ہے کہ یہ جو ٹیکس کا نظام ہے ہمارا اس کی ریشو بڑھتے بڑھتے ستر پرسنٹ تک چلی گئی ہے اب وہ سوچ رہے ہیں کہ اشیاء کی بجائے افراد کی بجائے سرمائے پر ٹیکس لگایا جائے اور وہ تو زکوٰۃ ہے۔ تو کیا مصیبت ہے کیا ہمارا سارا جہاد اس لئے تھا کہ یہاں سے انگریز چلا جائے اور انگریز کا ظلم یہیں رہ جائے نہیں یہ مقصد نہیں تھا۔ مقصد یہ تھا کہ انگریز نے جو ظلم ایجاد کیا ہے یہ یہاں سے چلا جائے۔ عیسائی کو یہاں سے نکالنے کی کوئی ضرورت نہیں یہ آج بھی ہیں کل بھی رہیں گے۔ کسی بھی مذہب کا بندہ ملک میں ہے ملک کا شہری ہے اس کے انسانی حقوق ہیں شہری حقوق ہیں غرض یہ تھی کہ اسلام کا عادلانہ نظام آئے اور ظلم مٹ جائے اور ہر شخص کو برابر کے وسائل پہنچیں جو اس کا حق بنتا ہے۔ اللہ کریم ہمیں شعور دے احساس دے اور کبھی ہم اقتدار وغیرہ سے ہٹ کر ظلم کو مٹانے کے لئے جدوجہد کا آغاز کریں۔

وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العلمین۔

الاخوان کیا ہے؟

الاخوان کا مختصر ماٹو ہے کہ جہاں بے شمار کفرستان ہیں وہاں پر ایک اسلامستان ہونا چاہئے۔

تحریر۔ چوہدری منور حسین ککو

الاخوان کیا ہے؟ انما المومنون اخوۃ۔ تمام مسلمان آپس میں بھائی بھائی ہیں۔ الاخوان واعتصمو بحبل اللہ جمیعا ولا تفرقوا یعنی اللہ کی رسی کو مضبوطی سے تھام لو اور تفرقے میں نہ پڑو کی دعوت ہے۔ الاخوان دنیا میں بسنے والے مسلمانوں کے دل کی آواز ہے۔ الاخوان محمد عربی ﷺ کی غلامی کی ادا ہے۔ الاخوان مسلمان کی مسلمان سے محبت کا نام ہے۔ الاخوان کشمیر میں بہتے ہوئے لہو کی پکار ہے۔

یہ آہ و بکا کے اشارے تجھے
یہ مظلوم کی آہ پکارے تجھے
تو اس پر بھی خاموش ہے اے حبیب
نصر من اللہ و فتح قریب

الاخوان کا مقصود۔ رب کی دھرتی پر رب کا نظام۔ الاخوان کا منشور، مسلمان کی عملی زندگی میں اسلام۔ الاخوان کافرانہ نظام خواہ سیاسی ہو، تعلیمی ہو، عدالتی ہو، معاشی ہو، معاشرتی ہو، ان سب کو بدلنے کا عزم صمیم رکھتی ہے۔ الاخوان ایک تحریک، محبت، عشق ولولے اور جذبے کا نام ہے۔

الاخوان چندہ اکٹھا کرنے کا نام نہیں۔ الاخوان صدقات لینے کا نام نہیں۔ الاخوان ووٹ کی طلبگار نہیں۔ الاخوان شخصیت پرستی کا نام نہیں۔ بلکہ الاخوان صرف اور صرف محمد رسول ﷺ کی شخصیت منوانے کا نام ہے۔

الاخوان کا مختصر ماٹو یہ ہے کہ جہاں بے شمار کفرستان ہوں، ظلمت ہو، وہاں پر ایک ایسا اسلامستان ہونا چاہئے۔ جس میں اللہ کی حکومت ہو۔ جس میں غریبوں کو انصاف ملے، جس میں لوگ ہاتھ پر زکوٰۃ لے کر پھر رہے ہوں اور روئے زمین پر کوئی زکوٰۃ لینے والا نہ ہو۔ الاخوان ہر قسم کی سیاسی، سماجی اور مذہبی اختلافات سے بالاتر ہے۔ اصلاح معاشرہ کی اسی عظیم تحریک جس کی بنیاد قرآن وسنت

الاخوان کافرانہ نظام خواہ سیاسی ہو، تعلیمی ہو، عدالتی ہو، معاشی ہو، معاشرتی ہو، ان سب کو بدلنے کا عزم صمیم رکھتی ہے

سے اسلامی اخوت اور نیکی میں تعاون ہے۔ الاخوان کی دعوت کا نقطہ آغاز ہر مسلمان کی اپنی ذات اور پھر تمام دنیا میں نفاذ اسلام کی کوشش کرنا ہے۔ الاخوان ظلم پر استوار اس کافرانہ، ظالمانہ اور جابرانہ نظام کو جڑ سے اکھاڑنے کی صلاحیت رکھتی ہے اور اسی مشن میں رواں دواں ہے۔

فضائے بدر پیدا کر فرشتے تیری نصرت کو
اتر سکتے ہیں گردوں سے قطار اندر قطار اب بھی

الاخوان ایسے خوش نصیب لوگوں کو مبارک باد دیتی ہے جو اس طاغوتی، سامراجی نظام کو اکھاڑ کر محمد رسول اللہ کے دین کے نفاذ کے لئے ہمہ تن، ہمہ وقت سرگرداں و کوشاں ہیں۔ خوش نصیب ہیں وہ لوگ جو اس کارواں میں دیے سے دیا جلا کر روشنی کرنے کے خواہاں ہیں۔ اللہ کریم ہمیں وہ مبارک ساعت دیکھنی نصیب فرمائے جب وطن عزیز پر اسلام کا نفاذ ہو۔ آمین یارب العالمین

اسلامی انقلاب کی منزل قریب آگئی

تحریر۔ محمد اسلم

13 نومبر کی صبح لاہور کی مشہور شاہراہ مال روڈ پر واقع آواری ہوٹل کے خورشید ہال میں خوب گہما گہمی تھی۔ کراچی سے خیبر تک جید علمائے کرام سنت رسول ﷺ سے مزین چہروں اور خوبصورت پگڑیاں پہنیں بیٹھے ہوئے تھے۔ ہشاش بشاش اور پر عزم علماء کی موجودگی نے ہال میں عجیب سماں باندھ دیا تھا۔ یہ سب لوگ تنظیم الاخوان کے امیر محمد اکرم اعوان کی دعوت پر جمع ہوئے تھے۔ ان میں بعض علمائے کرام عمر رسیدہ تھے مگر ان کے دلوں میں نفاذ اسلام کے لئے کٹ مرنے اور اپنا سب کچھ قربان کرنے کا جذبہ اب بھی جواں تھا۔ لاہور کی بادشاہی مسجد کے سابق خطیب مولانا عبدالقادر آزاد کھونٹی ٹیکتے ہوئے ایک طرف سے آئے۔ عمر کی زیادتی کے باوجود ان کے چہرے پہ سرخی اور تازگی کے آثار نمایاں تھے۔ فیصل آباد سے جامعہ اسلامیہ امدادیہ کے مولانا محمد زاہد بھی تشریف فرما تھے۔ فیصل آباد سے علماء کونسل کے صدر قاری محمد ابراہیم بھی اپنی تمام تر روشن خیالی کے ہمراہ ہال میں دکھائی دیئے۔ قدرتی نظاروں کی دلکش وادی گلگت سے علامہ قاضی نثار احمد بھی آئے ہوئے تھے۔ پنجاب کے آخری کونے سے مولانا مفتی حبیب الرحمٰن خیالات کی گرمی لئے اپنی نشست پر دکھائی دیئے۔ ملتان سے مفتی مسعود الحسن تحسین، وزیرستان سے مولانا عبدالعزیز، کراچی سے علامہ قاری سعید قمر قاسمی، پشاور سے علامہ راحت گل، افغانستان سے علامہ عبدالعلی خان اور بیسیوں دوسرے جید عالم دین امیر محمد اکرم اعوان کی دعوت پر لبیک کہتے ہوئے ملک میں نفاذ اسلام کے عظیم مشن کے لئے رونق افروز تھے۔ مہمانوں کے درمیان الاخوان کے مرکزی راہنما میجر (ر) مقبول شاہ حسب روایت پرکشش لباس زیب تن کئے ہوئے اجلاس کے انتظامات کا جائزہ لے رہے تھے۔

دس بجے تمام شرکاء نے اپنی اپنی نشستیں سنبھالیں تو دراز قد اور بارعب شخصیت کے مالک امیر محمد اکرم اعوان گولڈن رنگ کی پگڑی باندھے ہال میں تشریف لائے۔ سٹیج پر بیٹھے علمائے کرام کے روشن اور ہشاش بشاش چہرے ہال میں موجود حاضرین کے جذبوں کو تقویت بخش رہے تھے۔ ایک جانب میڈیا سے تعلق رکھنے والے افراد اپنی اپنی نشستوں پر اجلاس کی کارروائی قلم بند کرنے کے لئے تیار دکھائی دیئے۔ این این آئی کے اسلم زبیر، پاکستان کے نجم الحسن عارف، علی حسن فاروق اور دوسرے تمام قومی اخبارات کے نمائندے بھی یکے بعد دیگرے پہنچ گئے۔

اجلاس کا باقاعدہ آغاز تلاوت کلام پاک سے ہوا یہ سعادت قاری عبدالخالق نے حاصل کی اس کے بعد ملک کے نامور شاعر مرغوب ہمدانی نے امیر محمد اکرم اعوان کا نعتیہ کلام پڑھا۔ دلوں پر اثر کرنے والے کلام اور ادائیگی کے پرسوز انداز نے ہال میں موجود سامعین پر ایسا اثر دکھایا کہ درددل رکھنے والوں کی سسکیاں نکل آئیں۔ اس کے بعد گیارہ بجے کے قریب امیر محمد اکرم اعوان نے استقبالیہ کلمات ادا کئے۔ انہوں نے کہا کہ مرغوب ہمدانی نے جو نعت پڑھی ہے وہ ہمارا سارا مقصد واضح کرتی ہے۔ میں جو گفتگو آپ کے سامنے کروں گا وہ اسی نعت میں کہی گئی باتوں کی دہرائی ہوگی۔ امیر محمد اکرم اعوان نے فرمایا کہ 53 برس سے انگریز کا نظام ہم پر مسلط ہے اور ہم لوگ بار بار اسے آزمائے جا رہے ہیں جس سے ہمارے دکھ اور تکلیفوں میں دن بدن اضافہ ہی ہوا ہے۔ امیر محمد اکرم اعوان نے چیف ایگزیکٹو جنرل پرویز مشرف کو لکھے گئے خط کا حوالہ دیتے ہوئے کہا کہ ہم نے انہیں واضح الفاظ میں کہا کہ وہ اقتدار میں رہیں لیکن اس کے لئے انہیں ملک میں اسلامی نظام نافذ کرنا ہوگا۔ مگر انہوں نے ہمارے خط کا جواب دینا تو درکنار اس کا نوٹس تک نہیں لیا جس سے چیف ایگزیکٹو کی اسلامی نظام کے حوالے سے ذہنیت کھل کر سامنے آگئی۔ حکمرانوں کے اس عمل سے قوم کو پتہ چل جانا چاہئے کہ ان کے حکمران دین اسلام سے کس قدر لاتعلق ہیں۔ امیر اکرم اعوان نے دو ٹوک الفاظ میں کہا کہ ہماری

جدوجہد اقتدار کے لئے نہیں بلکہ صرف اسلامی انقلاب کے لئے ہے جونہی ملک میں اسلامی انقلاب برپا ہوا' اقتدار صالح اور شرفاء کے سپرد کرکے ہم ایک طرف ہو جائیں گے۔ امیر محمد اکرم اعوان کی پر مغز تقریر کے بعد ہال میں موجود مختلف علمائے نے اظہار خیال کیا۔ فیصل آباد کے قاری محمد ابراہیم نے بڑی دلنشیں باتیں کیں۔ انہوں نے کہا کہ انگریزوں نے ہم مولویوں کو مسجدوں میں گھسا کا حکومت کا نظام خود سنبھال لیا جو ایک سازش تھی۔ اس سازش کا نتیجہ یہ نکلا کہ اب انگریز کے پٹھو ہم پر حکمرانی کرتے ہیں اور ہم مسجدوں میں چندے جمع کرکے خوش ہو جاتے ہیں۔

قاری محمد ابراہیم نے جس جرات مندی کا مظاہرہ کرتے ہوئے جو حقیقت بیان کر دی وہ بہت بڑی بات ہے۔ اصل میں علمائے دین نے خود کو مسجدوں اور مدرسوں تک محدود کر لیا ہے' حالانکہ دین اسلام صرف مسجدوں اور مدرسوں میں بیٹھنے کا نام نہیں ہے۔ اسلام مکمل ضابطہ حیات ہے جو معاشرتی' معاشی' عدالتی اور انتظامی امور کی انجام دہی کے لئے اصول و ضوابط کا تعین کرتا ہے۔ اسلام جس طرح انسانی حقوق کا تحفظ کرتا ہے دنیا کا کوئی مذہب اس کی مثال پیش نہیں کر سکتا۔ قاری ابراہیم نے اسی بات کو واضح کیا کہ ہم مولویوں کو اب مسجدوں اور مدرسوں تک ہی محدود نہیں رہنا چاہئے بلکہ زندگی کے تمام میدانوں میں ملک و قوم کی رہنمائی کے لئے عملی جدوجہد کا آغاز کرنا چاہئے' اسی سے ملک میں اسلامی انقلاب کی راہ ہموار ہو سکتی ہے۔ ان کے بعد وزیرستان سے آئے ہوئے نوجوان عالم دین مولانا عبدالعزیز نے پرجوش انداز میں تقریر کی انہوں نے اپنی گفتگو میں جابجا علامہ اقبالؒ کے اشعار کا استعمال کیا' پشتو لہجے میں اقبالؒ کے اشعار کی ادائیگی اتنے خوبصورت انداز سے کی کہ حاضرین سے خوب داد سمیٹی۔ مولانا عبدالعزیز نے کہا کہ ہم نفاذ اسلام کے لئے امیر محمد اکرم اعوان کے حکم پر اپنا تن' من' دھن قربان کرنے کو تیار ہیں۔ ان کی پرجوش گفتگو نے سامعین کو گرما دیا۔ بعد میں دوسرے مقررین بھی باری باری گفتگو کے لئے سٹیج پر آئے اور انہوں نے نفاذ اسلام کی جدوجہد میں بھرپور تعاون کی یقین دہانی کرائی۔ آخر میں بادشاہی مسجد کے سابق خطیب مولانا عبدالقادر آزاد نے کہا کہ یہ خوشی کی بات ہے کہ اس اجلاس میں ملک بھر کے جید علمائے کرام جمع ہیں۔ ہمیں اس موقع پر اپنا امیر چن لینا چاہئے اور اس کے ہاتھ پر بیعت کرکے اس بات کا اظہار کرنا چاہئے کہ علمائے کرام نفاذ اسلام کے لئے متحد و منظم ہیں۔ مولانا عبدالقادر آزاد کی گفتگو کے بعد ہال سے امیر محمد اکرم اعوان کو مجلس اکابرین ملت کا امیر منتخب کرنے کی تجویز آئی۔ علمائے کرام نے اس بات کی تائید کرتے ہوئے نفاذ اسلام کے لئے امیر محمد اکرم اعوان کے ہاتھ پر موت کی بیعت کی۔

مجلس اکابرین ملت کے امیر منتخب ہونے کے بعد امیر محمد اکرم اعوان ایک بار پھر حاضرین سے مخاطب ہوئے۔ انہوں نے علمائے کرام کو یقین دلایا کہ جو ذمہ داری انہیں سونپی گئی ہے اللہ کی مدد سے اسے نبھانے کی کوشش کریں گے اور ماضی کی طرح مستقبل میں بھی اکابرین کے مشوروں سے چلیں گے۔ انہوں نے حاضرین کو بتایا کہ بہت جلد مجلس اکابرین کا اجلاس دوبارہ طلب کیا جائے گا۔ امیر محمد اکرم اعوان کی اختتامی گفتگو کے دوران صحافیوں کے درمیان بیٹھے ہوئے روزنامہ "پاکستان" کے نمائندے نجم الحسن عارف کہنے لگے کہ ہم سب کو آزما چکے ہیں اب انہیں موقع دینا چاہئے۔ امیر محمد اکرم اعوان کی گفتگو سے میڈیا سے تعلق رکھنے والے لوگ خاصے متاثر دکھائی دے رہے تھے۔ تقریباً" ایک بجے اجلاس ختم ہوا تو حاضرین کی بڑی تعداد سٹیج کی طرف امڈ پڑی انہوں نے امیر محمد اکرم اعوان سے مصافحہ کیا اور انہیں مجلس اکابرین ملت کا امیر منتخب ہونے پر مبارکباد دی۔ اجلاس کے فوراً" بعد نماز ظہر ادا کی گئی۔ امیر اکرم اعوان نماز کے بعد او۔بیہ۔ سوسائٹی چلے گئے جبکہ حاضرین کے اعزاز میں ظہرانے کا اہتمام کیا گیا تھا۔

ملک بھر سے جید علمائے کرام کو ملک میں نفاذ اسلام کے عظیم مقصد کے لئے جمع کرنا بہت بڑی کامیابی ہے۔ اس سے بھی زیادہ خوشی کی بات یہ ہے کہ علمائے کرام نے نفاذ اسلام کی جدوجہد کے لئے اپنا امیر چن لیا ہے اور انہوں نے انتخاب بھی اس ولی کامل کیا ہے جس نے اپنی زندگی ملک میں نفاذ اسلام کے لئے وقف کر رکھی ہے۔ اب امید کی جا سکتی ہے کہ جلد وہ صبح نمودار ہو گی جب اسلامی انقلاب پاکستان کا مقصد بنے گا اور قوم کو وہ منزل ملے گی جس کے لئے ہمارے آباؤ اجداد نے قربانیاں دیں۔

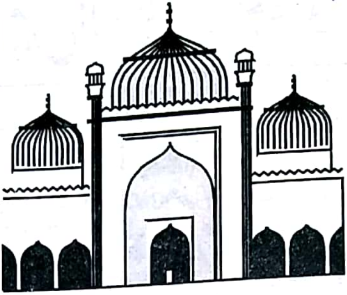

ہم اس پاک وطن پر
قرآن و سنت کی
حاکمیت چاہتے ہیں۔

شیخ ناصر، شیخ عبدالستار گلی نمبر 1 بالمقابل رحمان مارکیٹ
منٹگمری بازار فیصل آباد فون 617057-611857

باتیں ان کی خوشبو خوشبو

حضرت اللہ یار خانؒ کی فرمائی ہوئی قیمتی باتوں اور تصنیف کردہ کتب سے اقتباس اس عنوان کے تحت شائع کیے جاتے ہیں۔ سلسلہ عالیہ کے ساتھیوں سے بھی التماس ہے کہ حضرت جیؒ کی فرمائی ہوئی باتیں اور واقعات لکھیں تاکہ المرشد کے قارئین بھی مستفید ہو سکیں۔

از چکڑالہ | **مولوی فضل حسین کے نام** | **الداعی الی الخیر ناچیز اللہ یار خان**

بخدمت عزیزم فقیر

السلام علیکم! گرامی نامہ مل کر کاشف حال ہوا۔ یاد آوری کا شکریہ۔ ہر بات کا جواب سن لیں۔ دو ماہ کی اجازت و گاڑی کی فروخت' ڈیڑھ ماہ بعد کو دی جائیگی۔ گرمیوں میں تمام رفقاء کو دو ماہ کی رخصتیں ہوں گی۔ تو کسی جگہ جنگل میں قیام کرنا ہے' وہاں آپ بھی آجائیں۔ مل کر معمول کرنے سے زیادہ نورانیت پیدا ہوتی ہے۔ یہ دوبارہ خط و کتابت پھر سے طے کیا جائیگا۔ فی الحال گاڑی پر کام بھی کریں' اور معمول میں پوری طاقت خرچ کریں۔ کہ لطائف ٹھیک ہوں' اس وقت۔ دوم عرب جانے کے متعلق دوبارہ مشائخ سے بعد کو دریافت کیا جائے گا۔ سوم' آپ لاہور کی شکایت کر رہے ہیں' اس گمراہی و طغیانی' زنا' چوری' حرام خوری' دھوکہ بازی' قتل' جوابازی' سود خوری' بے نمازی' شراب خوری کا ہر جگہ بازار گرم ہے' لوگوں کے دلوں سے حرام حلال کی' ماں بہن کی تمیز اٹھ چکی ہے' ان سے درندے اچھے ہیں۔ انسان' خصوصاً'' آج کل کا پاکستانی مسلمان تین چیزوں سے خالی ہو چکا ہے۔

1۔ ان کا ایمان خدا اور رسول ﷺ پر مکمل نہیں رہا' ورنہ کچھ تو خوف و حیا کرتے۔

2۔ رسول ﷺ سے جو دلی و روحانی تعلق تھا وہ توڑ بیٹھے ہیں۔

3۔ مواخذہ اخروی کے قائل ہی نہیں رہے' بلکہ ان کے دل سے عظمت رسول ﷺ' محبت رسول ﷺ' اطاعت رسول ﷺ نکل چکی ہے' اطاعت بغیر محبت و عظمت محال ہے' اس گمراہی کے طوفانی و طغیانی سیلاب میں بڑے بڑے دین دار بھی بہہ گئے ہیں۔ ہر جگہ تجارت دین کے اڈے قائم ہیں۔ علماء نے مساجد کو منڈی سمجھ رکھا ہے' منبر و محراب کو دکان بنالیا ہے' ان دکانوں میں دین خدا اور رسول ﷺ کی تجارت ہوتی ہے۔ دنیا لی جاتی ہے' دین دیا جاتا ہے' جماعتیں تجارت کی کمپنیاں ہیں' جو مسئلہ بیان کیا جاتا ہے' وہ محض گروہ بندی کی صورت میں ہے' توحید ہے تو گروہ بندی کی صورت میں' رسالت ہے تو گروہ بندی کی شکل میں' یہ ہے حال علماء وقت کا۔ فقراء سجادہ نشینوں نے تو مدت سے اصل چیز ختم کر دی ہے' اب قوالی اور گانے بجانے پر تصوف کی بنیادیں قائم ہیں۔ گو تجارت بدستور جاری ہے۔ ان کو نہ خوف خدا ہے نہ حیاء رسول اللہ ﷺ ہے۔ کہ کل خدا کی بارگاہ میں کیا جواب دیں گے۔ جس چیز کا علم نہیں۔ اس کا دعویٰ محض پیٹ پروری کے لئے اور دکان کے چمکانے کے لئے۔ اللہ اکبر' عزیزی! اہل اللہ کا وجود تو دنیا سے نابود ہو چکا ہے۔ چند دن ہوئے کہ غوث اعظم ؒ کے پاس یہی مسئلہ پیش ہوا۔ تو فرمایا کہ دنیا پوری میں اس وقت تین آدمی ہیں' جن سے مخلوق کو فیض ہو رہا ہے' ان میں سے تیز فیض اس بدکار و نیا کا بتایا۔ اب بتاؤ' پوری دنیا میں کامل اکمل صرف تین آدمی ہیں۔ عزیزی! یہ مسلمان تمام ابلیس لعین کا کھلونا بن چکے ہیں۔ ان سے کھیل رہا ہے' جو اسلام کا دعویٰ کرتا ہے اور دعوت دیتا ہے' وہ بھی محض کسی دنیا کے طمع کے ماتحت ہوتی ہے' اس نے اسلام کا لیبل منہ پر لگایا ہوتا ہے۔

عزیزی! انشاء اللہ تعالیٰ اس سلسلہ میں ہیرے و موتی پیدا ہوں گے۔ جو دین محمدی ﷺ کی صحیح خدمت کریں گے' عزیزی میں سنگ ریزے جمع کر رہا ہوں۔ شائد ان میں کوئی لعل یا کچھ موتی نکل آئیں۔

میں اور لاہور' عزیزی! میں ایک اجیر خاص ہوں۔ بارگاہ الٰہی و بارگاہ رسول ﷺ کا۔ فقہاء کی اصطلاح میں اجیر خاص وہ ہوتا ہے۔ جس کو مالک جس کام پر لگانا چاہے' وہ انکار نہ کرے۔ میں تو مجبور ہوں۔ یہاں مشائخ کا بحکم خدا اور رسول ﷺ حکم ہو گا۔ وہاں ہی قیام کروں گا۔ مومن کا کوئی وطن خاص نہیں۔ اسلام کا تخم جو زمین قبول کرے وہاں جا کر تخم ریزی کرے۔ ہم کو جو حکم ہو گا۔ وہ کروں گا۔ آپ بے فکر رہیں۔ آپ اللہ والوں کی جماعت میں داخل ہیں۔ اس جماعت سے بڑھ کر کوئی خدا کے ہاں مقبول جماعت نہ ہو گی۔ نہ ہی ہے' ذکر خدا سے کسی وقت غفلت نہ ہو جائے' فرائض کی سخت پابندی' نوافل پر دوام' معمول بدستور جاری رہے' توکل علی اللہ' مخلوق سے کنارہ' اگر قرب ہو تو برائے نصیحت و خیر خواہی کے ہو۔

جواب وقتاً'' فوقتاً'' دیا کریں آپ کو خط سے ہی فائدہ ہوا کرے گا' میرا خط بھی ایک توجہ ہے' جس سے آپ کو روحانی فائدہ ہوا کرے گا۔ والسلام

نامے میرے نام

خطوط، تجاویز اور تحریریں اس پتہ پر ارسال کریں۔

ماہنامہ المرشد۔ دارالعرفان،

ریلوے کالونی عقب ویگن سٹینڈ، فیصل آباد

ظفر احمد قریشی، ملتان

المرشد بلاشبہ خوب سے خوب تر ترقی کی طرف رواں دواں ہے۔ یقیناً المرشد کابینہ اس کے معیار کو اس نہج پر پہنچانے کے لئے مبارک کی مستحق ہے۔ المرشد کو اب سٹال میگزین بنانا ضروری ہے۔ اس سے سرکولیشن میں اضافہ ہوگا۔ حضرت امیر محمد اکرم اعوان کی تازہ ترین تقریر ضرور شائع کریں۔

احمد نواز، بھکر یار

المرشد کے لئے اپنی آپ بیتی من الظلمت الی النور کے سلسلہ میں بھیج رہا ہوں۔ بندہ اس میدان میں نابلد ہے۔ حضرت جیؒ کے خطوط کا عکس بھی ارسال خدمت ہے۔ اصلاح طلب مواد کی نشان دہی فرمالیں نیز حضرت جی امیر محمد اکرم اعوان کا ۱۳ اکتوبر ۲۰۰۰ کا خطاب ارسال کیا ہے۔

حاجی محمد قوم ترک، راجن پور

المرشد اکتوبر کا شمارہ نہ ملنے کی شکایت کی ہے۔

رانا طاہر محمود، نظام پور

بحمداللہ المرشد کا ٹائٹل ہر بار بہت ہی خوبصورت ہوتا ہے اس کے مضامین نہایت ایمان افروز ہوتے ہیں۔ المرشد کی آمد کا انتظار رہتا ہے۔ رسالے میں ''من الظلمت الی النور'' کا سلسلہ بہت پسند آیا۔ اس سے جذبات کو تقویت ملتی ہے۔ المرشد کے لئے ایک نظم ''بھول گئے'' ارسال خدمت ہے شائع کردیں۔ مہربانی ہوگی۔

محمد منیر ایاز، خوشاب

حضرت جی کی خدمت عالیہ میں ارسال کی گئی نظم عرض تمنا بھیج رہا ہوں اور آپ اس کو شائع کر دیں۔ میں دونوں جہاں بھی اپنے محبوب شیخ کی خاک پا پر نچھاور کردوں تو کم ہے کہ اس روسیاہ کے نام اور کام پر حضرت جی کی نگاہ اقدس پڑی ہوگی۔

آپ کو یہ نظم بہت پسند آئی ہے۔

عبداللہ ملک، مرید کے

المرشد کی خریداری بیرون ملک کرنسی کی صورت میں پوچھی ہے۔ میجر مقبول شاہ کا مرشد آباد کا خطاب شائع کرنے کی درخواست کی گئی ہے۔ اور آداب مسجد کے حوالے سے ایک تحریر بھیجی ہے۔

ڈاکٹر غلام یاسین، ڈیرہ غازی خان

عرصہ چار سال سے ماہنامہ المرشد کا قاری ہوں اسے پڑھ کر روح کو سکون ملتا ہے۔ ستمبر ۲۰۰۰ء کا شمارہ کا ٹائٹل بہت خوبصورت لگا۔ حضرت جی مدظلہ العالی کے مضامین پڑھ کر دل باغ باغ ہوگیا۔ میری دعا ہے کہ المرشد قیامت تک جاری رہے۔

محمد ساجد مصطفیٰ، لاہور

میرے والد صاحب تقریباً دو سال سے بیمار ہیں ساتھیوں سے درخواست ہے کہ ان کی صحت کے لئے دعا فرمائیں۔

سرفراز خان، پشاور

پی ٹی وی پر مہر نبوت اور حدیث نبویؐ کے اردو ترجمہ کے بعد جو اشتہار چل رہا ہے جیلٹ کمپنی شیونگ کا اشتہار ہے۔ براہ کرم بند کروایا جائے اس سے مسلمانوں کی دل آزاری ہوتی ہے۔ یہ اشتہار کسی دوسرے وقت میں چلایا جائے۔

حافظ محمد طیب، کمالیہ

المرشد میں جہاد کے متعلق مضامین شائع کئے جائیں۔ نیز المرشد ساتھیوں کو مہینے کے شروع میں ہی پہنچا دیا کریں۔ تاکہ انتظار کم کیا جاسکے۔

نثار احمد، ٹوبہ ٹیک سنگھ

المرشد کی روز افزوں ترقی پر بہت خوشی ہے۔ آپ کو اللہ کریم اجر عظیم دے۔ براہ مہربانی تجاویز پر غور فرمائیں۔

رسالہ میں ماہ رواں (اسلامی، انگریزی) میں اہم واقعات پر مضامین شائع کیا کریں۔

حالات حاضرہ، عالم اسلام اور کرنٹ افیئر پر مضامین کا چناؤ کیا جائے۔

رسالہ میں ساتھیوں کی تحاریر کے لئے صفحات مختص کئے جائیں۔

قرآن حکیم (اسرار التنزیل) کے ساتھ حدیث نبویؐ کا سلسلہ شروع کیا جائے۔ تصوف و سلوک کے متعلق بھی معلومات کی مضامین شائع کئے جائیں۔

محمد اکرم بٹ، گجرات

''ہم میدان میں اتریں گے'' ارسال کیا ہے۔ المرشد نومبر ۲۰۰۰ء کے ٹائٹل پر بہت ہی پسندیدگی کا اظہار کیا ہے۔ اس سلسلہ میں المرشد کے تمام اراکین کو مبارکباد پیش کی ہے۔ نیز راہ نجات کو نمایاں کرکے چھاپنے کی گزارش کی ہے۔

حکیم عبدالماجد اعوان۔ سرگودھا۔

المرشد روز افزوں کامیابیوں کی طرف گامزن ہے۔ خدا کرے المرشد پندرہ روزہ میں تبدیل ہو جائے۔ المرشد میں سوال آپ کا۔ جواب شیخ المکرم کا سلسلہ شروع کیا جائے۔

جو میں جانتا ہوں تم نہیں جانتے

اللہ کی کسی مخلوق حتیٰ کہ فرشتوں کو بھی یہ جرات نہیں کہ محبت الٰہی کا عشق الٰہی کا اللہ سے آشنائی کا دعویٰ کرے۔ وہ جو اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ جو میں جانتا ہوں تم نہیں جانتے وہ بات صرف ایک نقطہ تھا کہ جس نے انسانیت کو نبوت عطا فرمائی جو انسانوں کے علاوہ کسی دیگر مخلوق میں نہیں' جس کا خاصا اللہ سے آشنائی ہے۔

خطاب۔ امیر محمد اکرم اعوان
دارالعرفان 14-4-2000

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

دنیا میں قتل و غارت گری کی ایک دوسرے پر اپنی بڑائی جتانے کی ایک دوسرے کی حق تلفی کی یہ ساری باتیں' یہ ساری صورتیں وہ ہیں جن کی پیش گوئی ملائکہ نے اس وقت کی تھی جب اللہ جل شانہ نے ملائکہ سے انسانیت کی تخلیق کا تذکرہ فرمایا اور جب فرشتوں سے فرمایا۔

انی جاعل فی الارض خلیفه ط قالوا اتجعل فیها من یفسد فیها ویسفك الدماء

تو انہوں نے عرض کی بار الہا زمین پر اگر کوئی اور مخلوق ہوگی تو وہ فساد کرے گی۔ قتل و غارت گری کرے گی جہاں تک تسبیح و تحمید کا تعلق ہے تو وہ ہر آن ہم بیان کر رہے ہیں۔

نحن نسبح بحمدك و نقدس لك تو ارشاد ہوا۔ انی اعلم مالا تعلمون۔ میں جانتا ہوں جو باتیں تم نہیں جانتے۔ مفسرین کرام فرماتے ہیں کہ فرشتوں نے یہ پیش گوئی سابقہ تجربے کی بنا پر کی تھی انسان سے پہلے جب زمین پر جنات آباد تھے تو یہی ہوتا تھا کہ وہ فساد کرتے تھے قتل و غارت گری کرتے تھے اور پھر آسمان سے فرشتے بھیجے جاتے جو ان کی اصلاح کرتے۔ ظالموں کو مارتے سزا دیتے تو فرشتوں نے اس تجربے کی بنیاد پر یہ بات عرض کی کہ بار الہا جو مخلوق پہلے تھی جس طرح وہ کرتی تھی جو بعد میں آئے گی وہ بھی ایسا ہی کرے گی تو ارشاد ہوا۔ انی اعلم مالا تعلمون۔ جو میں جانتا ہوں تم لوگ نہیں جانتے وہ کیا نقطہ تھا جس سے فرشتے بھی بے خبر تھے۔ اگر غور فرمائیں تو ایک بات بالکل نرالی انوکھی اور پہلی اور آخری دفعہ ہوئی رب کریم کی ساری کائنات میں جس کا شمار سوائے اللہ کے کوئی نہیں جانتا۔ اتنی بے حساب بے پناہ مخلوق ہے اس کی کہ جس کا شمار کرنا اس کے سوا کسی دوسرے کے بس کی بات نہیں۔ کتنی طرح کی مخلوق آئی اور گزر گئی' کتنی مخلوق ایسی ہے جو صفحہ ہستی سے ناپید ہو چکی ہے' کتنی ایسی ہے جسے جانا ہوگا۔ فضاؤں میں سمندروں میں خشکی میں آسمانوں پر اور دوسرے جہانوں میں سیاروں پر یا ہماری نگاہ وہاں تک ہے جہاں تک جدید سائنس بات کرتی ہے شاید اس سے پرے کتنی حقیقتیں ہیں کتنی صنعتیں ہیں کتنی مخلوقات بستی ہے یہ اللہ ہی جانتا ہے اس ساری مخلوقات میں ایک چیز مشترک وہ یہ ہے کہ ساری مخلوقات کو وجود دیا' زندگی دی' موت دی۔ لیکن اپنی ذات سے آشنائی صرف انسان کو دی۔ ایک ایسا وصف' ایک ایسا کمال' ایک ایسی عجیب بات کہ مخلوق خالق سے براہ راست آشنا ہو سکے' براہ راست اس سے بات کرنا چاہئے براہ راست اس کی طالب بن جائے یہ پہلی اور آخری دفعہ ہوا۔ یہ ایک ایسا عجیب راز تھا جس سے فرشتے بھی اس سے پہلے آشنا نہیں تھے چونکہ یہ نعمت فرشتوں کو نصیب نہیں تھی کسی فرشتے میں بھی یہ جرات پیدا نہیں ہو سکتی کہ وہ محبت الٰہی کا دعویٰ کر بیٹھے وہ عشق الٰہی کا دعویٰ کر بیٹھے وہ اللہ سے بات کرنے کی آرزو کر بیٹھے وہ اللہ کا طالب بن بیٹھے' نہیں! بڑے سے بڑا کمال جس مخلوق میں ہے وہ صرف یہ ہے کہ وہ حکم کی اطاعت کر لے۔ حاکم کی طرف دیکھنے کی جرات مخلوق میں نہیں۔ زمین و آسمانوں میں کوئی مخلوق ایسی نہ تھی جو آشنائی کا دعویٰ کرتی' اطاعت کے سبھی دعوے دار تھے۔ وہ جو بات اس ذات کریم نے ارشاد فرمائی کہ میں جانتا ہوں تم نہیں جانتے۔ وہ بات یہ صرف ایک نقطہ تھا کہ اس نے انسانیت کو نبوت عطا فرمائی اور انسانوں کے علاوہ دیگر کسی مخلوق میں کوئی نبی نہیں ہوا۔

نبی اللہ کی وہ مخلوق ہے اللہ کا وہ خاص بندہ ہے جو براہ راست اللہ کی ذات کو جانتا ہے براہ راست اللہ سے مخاطب ہوتا ہے براہ راست اللہ سے پیار کرتا ہے براہ راست اللہ سے محبت کرتا ہے اور براہ راست اپنے صدق دل سے اسے معبود حقیقی مانتا ہے مطلوب و مقصود بناتا ہے حدیث قدسی میں

آتا ہے کہ فرمایا۔

کنت کنزا مخفیا. میں ایک ایسا خزانہ تھا میری ذات ایسا خزانہ تھی جسے کوئی نہیں جانتا تھا فاحببت ان اعرف۔ تو میں نے چاہا کہ کوئی تو میرا جاننے والا بھی ہونا چاہئے۔ جتنی مخلوق ہے وہ میری محتاج ہے محکوم ہے اس کی مجبوری ہے کہ وہ میری بات مانے میں چاہوں تو وہ ہے میں نہ چاہوں تو وہ نہیں ہے۔ میں پیدا کروں تو وہ ہے میں پیدا نہ کروں تو اس کا وجود نہیں ہے۔ میں زندگی لے لوں تو وہ نہیں ہے میں چاہوں تو اسے وجود بخشوں چاہوں تو عدم میں بھیج دوں لیکن یہ سارے دست قدرت کے کھلونے تو ہیں قدر مطلق کی طرف آنکھ اٹھا کر دیکھنے کی جرات نہیں رکھتے۔ کوئی ایسا بھی ہونا چاہئے جو مجھ سے باتیں کرے جو مجھے چاہے جس میں میری طلب ہو، جو کبھی مجھ سے شکوے کرے کبھی مجھ سے گذارشات کرے اس کے ساتھ کوئی میرا تعلق بنے رشتہ بنے۔ فاحببت ان اعرف۔ میں نے یہ بات پسند فرمائی کہ کوئی میری ذات کو جاننے والا بھی ہو۔ فخلقت الخلق۔ تو میں نے یہ مخلوق پیدا کر دی۔

اب انسانیت کیا ہے؟ وہ نور جسے نور نبوت کہا گیا وہ نور اللہ سے براہ راست تعلق پیدا کرتا ہے، وہ نور جو رب کی طلب مشت غبار میں پیدا کرتا ہے، اس نور کا اکتساب کیا جائے۔ نبی علیہ الصلوۃ والسلام کے سینہ اطہر سے قلب اطہر سے وہ برکات حاصل کی جائیں، وہ کیفیات حاصل کی جائیں، وہ سوچ وہ ارادہ وہ فکر حاصل کی جائے جو نبی عطا فرماتا ہے تو پھر وہ بندہ اس بات کا مصداق بنتا ہے جسے فرشتے نہیں جانتے جو اس نعمت سے محروم ہوتا ہے وہ اس بات کا مصداق نہیں ہے یہی بات فرشتوں نے بھی کہہ دی تھی۔

قالو اتجعل فیھا من یفسد فیھا و یسفک الدماء. بارالٰہا آپ اور ایک مخلوق پیدا کرنا چاہتے جو مزید قتل و غارت گری کرے گی اور خون بہائے گی اور زمین پر ظلم ہوگا۔ اب آپ اندازہ فرمالیجئے کہ انسان پہلے انسان ہے اس کے بعد مومن و کافر ہے اس کے بعد مزید فرقہ بندیاں آتی ہیں۔ فرقے دنیا میں دو ہی ہیں مومن اور کافر باقی سب برانچیں ہیں۔ کافر بہر حال کافر ہے خواہ وہ اپنے فرقے کا کوئی نام رکھ لے اور مومن بہر حال مومن ہے اس کا کوئی نام رکھ دیں۔ دو ہی جماعتیں ہیں، شیطان کی اور اللہ کی۔ ان کی پہچان نرا دعویٰ نہیں ہے ان کی پہچان ان کا کردار ہے۔ جس میں بھی اللہ کی طلب موجود ہے جس میں بھی یہ آرزو موجود ہے کہ میں رب سے ملوں، میں رب کو دیکھوں میں رب سے بات کروں میں پہچانوں مالک کو وہ مومن ہے، جو اس بات سے یکسر خالی ہے اپنی بڑائی منوانا چاہتا ہے اپنے آپ کو منوانا چاہتا ہے اپنی بات دوسروں پہ مسلط کرنا چاہتا ہے وہ مومن نہیں۔ اب اس کا نام آپ کچھ بھی رکھ لیں۔ جتنا فساد ہوتا ہے وہ اس بات پہ ہوتا ہے کہ ہر آدمی اپنی بڑائی میں گرفتار ہو جاتا ہے اور جتنا امن اور جتنا آبرو مندانہ جتنا نیک کام ہوتا ہے وہ اس بات میں ہوتا ہے کہ بڑائی اللہ کے لئے ہے۔ ہمیں تو اس کی طلب میں جینا ہے مرنا ہے۔

دیکھوں تو سہی اللہ ہے کیسا کون ہے جو اتنی کائنات بنائے جا رہا ہے وہ کیسا ہے فیل FEEL کیسا ہوتا ہے اس کے پاس بیٹھنے سے کیا ہوتا ہے۔ آپ کسی بادشاہ کے پاس بیٹھتے ہیں تو کیا ہوتا ہے آپ کسی افسر کے پاس جاتے ہیں تو کیا ہوتا ہے آپ کسی فقیر کی کٹیا میں بیٹھتے ہیں تو کیا ہوتا ہے مختلف فیلنگز آتی ہیں نا تو کسی کو یہ چسکا پڑ جائے کہ میں اللہ کے پاس بیٹھ کر دیکھوں کہ کیا ہوتا ہے پتہ تو چلے کہ وہ کیسا ہے وہ کیا کر رہا ہے کس طرح اتنی مخلوق کو سنبھالے ہوئے ہے پھر وہ صاحب نہیں بنتا پھر وہ طالب بنتا ہے اور طالب صاحب نہیں ہوتے طالب تو طالب ہوتے ہیں۔

اسی طرح سے جو اور زیادہ اس سے آگے بڑھے انہوں نے اسلام کا ٹھیکہ لے لیا جو ہم [illegible] سے رائے میں اختلاف کرے وہ کافر، خواہ وہ کتنا نیک آدمی ہو۔ وہ کتنا صحیح العقیدہ ہو اسے اپنی رائے رکھنے کا حق نہیں، جو ہم کہتے ہیں وہی وہ [illegible] ورنہ کافر۔ اس سے آگے جو گئے انہوں نے دوسروں کو قتل کرنا شروع کر دیا۔ اب اسلام کی ایک نئی ورشن VERSION دیکھئے۔ کہ جی ہم نے سترہ بندے مار دیئے میں اخبار میں بھی دیکھ رہا تھا کہ ان میں میرے خیال میں وہ جو سترہ بندے قتل ہوئے ہیں ان میں آٹھ سات تو بالکل چھوٹے چھوٹے بچے ہیں۔ بچے کو جو مکلف ہی نہیں اس کا کون سا عقیدہ ہے کون سا مذہب ہے بچوں کو تو اللہ کریم بھی

> حضرت عائشہ صدیقہ فرماتی ہیں کہ ہمیں آپ ﷺ کی نماز کا خیال گزرتا کہ شاید آپ ایک سجدے میں رات گزار دیں۔ نمازوں میں آپ کے مبارک قدوم متورم ہو جاتے

بے دریغ دوزخ میں نہیں ڈالیں گے خواہ وہ کافر کا بچہ ہو۔ اس جرم میں دوزخ میں نہیں جائے گا کہ یہ کافر کا بچہ کیوں ہے وہ تو مکلف نہیں ہے ان سے الگ سے حساب ہوگا ان کا الگ سے طریقہ ہوگا چاہے تو آزمائے چاہے تو بخشے جو چاہے کرے لیکن اس جرم میں رب کریم کسی نابالغ بچے کو جہنم کے سپرد نہیں کریں گے کہ یہ کافر کا بچہ ہے۔ بچہ تو بچہ ہے تو پھر یہ کونسا اسلام ہے کہ آپ نے کلاشنکوف کا برسٹ مارا اور بچے بوڑھے ڈھیر کر دیئے۔ یہ اسلام نہیں ہے۔ اور یہ بھی مت بھولئے کہ یہ جو ہمارے لمبے سجدے ہیں اور ہماری تسبیحات کی کثرت ہے اور ہماری نمازیں جو ہیں یہ کوئی اسلام کی ریکوائرمنٹ ہے اسلام کی ضرورت نہیں ہے یہ۔ عبادات اللہ کی ضرورت نہیں ہیں عبادات اسلام کی ضرورت نہیں ہیں عبادات بندے کی اپنی ضرورت ہیں کہ عبادت سے اس کا ضمیر صاف ہو اس کا دل پالش ہو اس کے

ارشاد نبوی ہے کہ اے علیؓ! ہزار کافر کو بحالت کفر میں قتل کر دینے سے ایک کافر کو مسلمان بنا دینا اللہ کو زیادہ محبوب ہے

مزاج سے زنگ اترے اور اس کو ان برکات ان انوارات کو لینے کی اہلیت نصیب ہو جو قلب اطہر رسول اللہ ﷺ سے تقسیم ہوتی ہیں یعنی عبادت خود بندے کی ضرورت ہے اور یہ جو آپ کو آج کے مولوی نے کہہ دیا کہ ثواب مر کر ملے گا یہ بھی دھوکا ہے ثواب نقد ملتا ہے اور یہیں ملتا ہے اور جس کو یہاں نہیں ملتا اسے کہیں بھی نہیں ملے گا۔ رب کریم بندے کو حکم دیتا ہے اللہ کا نبی ﷺ بندے کو حکم دیتا ہے کہ مزدور کی

مزدوری پسینہ خشک ہونے سے پہلے ادا کرو اور خود ساری عمر کا ادھار کرتا ہے یہ فلسفہ ہی صحیح نہیں ہے ہر نیکی کا اجر اسی وقت نقد دے دیتا ہے بشرطیکہ وہ نیکی ہو اور وہ اسے قبول بھی فرمائے اور اگر وہ فعل نیکی ہی نہ ہو تو پھر اس پہ کیا ملنا ہے اگر وہ ایسی نیکی ہو کہ اس کے پیچھے ہمارا کوئی ایسا جذبہ اس کے ساتھ نتھی ہو جائے جسے وہ قبول ہی نہ کرے ہم اپنی پارسائی جتانے کے لئے کر رہے ہوں اپنی بڑائی جتانے کے لئے کر رہے ہوں کسی مالی فائدے کے لئے کر رہے ہوں کسی سے بزرگ کہلوانے کے لئے کوئی ایسی خباثت ہم اس کے ساتھ نتھی کر دیں کہ وہ قبول ہی نہ ہو اس کا اجر کہاں ملے گا ورنہ ہر نیکی کا نقد معاوضہ ملتا ہے جیسے قرآن نے بتا دیا۔

ان الصلوۃ تنھی عن الفحشا والمنکر۔ نماز کا صلوٰۃ کا نقد معاوضہ یہ ہے کہ بے حیائی اور برائی سے روک دیتی ہے یہ نقد معاوضہ ہے یہی ثواب ہے۔ اب جو بے حیائی سے رک جائے گا برائی سے رک جائے گا تو اس کا مطلب ہے وہ باحیا ہو جائے گا اور حیا تو انبیاء علیہم السلام کی صفت ہے اس کا مطلب ہے وہ گناہ سے نکل کر پاکی کی طرف چلا جائے گا اور پاک اور باحیا لوگوں کو تو تجلیات باری نصیب ہوتی ہیں جمال باری نصیب ہوتا ہے اسے تو عشق الٰہی محبت الٰہی طلب الٰہی نصیب ہوگی اور اگر یہ نہیں ہے تو پھر یا تو ہم عبادت کر ہی نہیں رہے چونکہ عبادت کے لئے دو قاعدے ہیں ایک وہ کام

کیا جائے جس کے کرنے کا اللہ نے حکم دیا ہے اپنی طرف سے ایجاد کر کے کیا ہے تو وہ عبادت نہیں ہے۔ عبادت کمال اطاعت کا نام ہے دوسرا اس طریقے سے کیا جائے جس طریقے سے اللہ کے رسول ﷺ نے کرنا سکھایا' اللہ کے حکم کے مطابق ہو اور نبی علیہ الصلوۃ والسلام کے طریقے کے مطابق ہو۔ ان دو باتوں میں سے کوئی بات بھی اس سے فوت ہو جائے تو وہ عبادت' عبادت نہیں رہتی۔ پھر اس کے ساتھ بندے کا یقین ایمان اور خلوص ہو۔ کھری ہوگی چیز تو وہ کریم ہے ضرور قبول فرمائے گا اگر چہ بندے کی حیثیت کیا ہے ہمیں تو اپنی نمازوں پہ بڑا فخر ہوتا ہے نا لیکن ہم نے کبھی اہل اللہ کے حالات پڑھے ہیں کہ اللہ کے بندے عبادت کس خلوص سے کس خشوع و خضوع سے کس طریقے سے کرتے ہیں کبھی ہم نے صحابہ کرام کو دیکھا' کبھی پڑھا کبھی سمجھنے کی کوشش کی۔ جس بارگاہ میں قیام میں کھڑے کھڑے محمد رسول ﷺ کے قدوم مبارک متورم ہو جائیں اشک ہائے مبارک ریش مبارک کو بھگو کر ٹپک کر سینہ اطہر کو تر کر دیں جس میں نبی ﷺ والسلام کے اتنے طویل سجدے شامل ہوں کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ ہمیں خیال گزرتا تھا کہ حضور ﷺ شاید اسی ایک سجدے میں رات گزار دیں میری آپ کی نمازوں کی وہاں حیثیت کیا ہے۔ جو طلب جو درد جو عشق جو محبت جو قرب محمد رسول اللہ ﷺ کے ایک سجدے میں ہے ساری کائنات قیامت تک سجدے کرتی رہے اس کے عشر عشیر کو نہیں پا سکتے۔ جہاں فرشتے سجدے کرنے سے لرزتے ہوں جہاں انبیاء علیہم السلام سجدے کر کے استغفار پڑھتے ہوں جہاں زمینیں کانپتی ہوں جہاں آسمان

کانپتے ہوں عرش لرزتے ہوں وہاں میں نے آپ نے کیا کیا۔ کیا ہم اس پر اتراتے پھرتے ہیں کہ ہمیں اس پہ گھمنڈ ہو گیا کہ ہم عبادت کرتے ہیں۔ اگر یہ گھمنڈ یہ چیزیں پیدا ہو گئیں تو سمجھ لو کہ مسلمانی نہیں ہے۔ مسلمانی یہ ہے کہ اللہ کی عبادت نصیب ہو اور خلوص کے ساتھ درد کے ساتھ نصیب ہو اس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ آپ کو توفیق عمل ارزاں ہوتی ہے آپ دنیا میں اللہ کے بندوں کے لئے آسانیاں پیدا کرنے کا سبب بن جاتے ہیں نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی حیات طیبہ میں چوراسی کے قریب جنگیں ہوئیں غزوات وسرایہ۔ چوراسی جنگوں میں مسلمان شہداء اور کافر مقتولین کی تعداد انگلیوں پہ گنی جاسکتی ہے۔ ہزاروں میں نہیں سینکڑوں میں ہے چوراسی جنگوں میں۔ کافر کے ساتھ جنگ نہیں جہاد ہوتا تھا اور کافروں کو قتل کرنے کے لئے نہیں ہوتا تھا ان کو بھی برائی سے بچانے کے لئے ہوتا تھا۔

حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کو ایک جہاد پہ بھیجتے ہوئے نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ علیؓ ایک بات یاد رکھنا ہزار کافر کو بحالت کفر قتل کر دینے سے ایک کافر کو مسلمان بنا دینا اللہ کو زیادہ محبوب ہے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے تھے میں اللہ کے بندوں کو اللہ کے غضب سے بچانے کے لئے آیا ہوں لوگوں کو جہنم میں پھینکنے کے لئے نہیں آپ ﷺ نے فرمایا میری مثال ایسی ہے حدیث کا ترجمہ ہے میری مثال ایسی ہے جیسے کسی نے جنگل میں آگ جلائی ہو اور بے شمار طرح کی مکھیاں پروانے اس میں دھڑا دھڑ گرنا چاہتے ہیں اور کوئی شخص بے تحاشا پکڑ پکڑ کر انہیں آگ سے بچا رہا ہو دور لے جا رہا ہو۔ وہ لوگ جو بے تحاشا جہنم کی طرف لپکتے ہیں میں محنت کرتا ہوں کہ وہ جہنم سے بچ جائیں۔ یعنی اسلام کیا ہے دوسروں کے لئے نوع انسانی کے لئے ان کے حقوق کے تحفظ ان کی جان کی حفاظت ان کے مال کی حفاظت ان کی آبرو کے تحفظ کی فکر کرنا۔ دوسروں کی بات کرنا دوسروں کی بہتری چاہنا یہ تو اسلام ہے اور یہی نبی ﷺ نے سکھایا ہے اور جب یہ توفیق نصیب ہو۔ تو یہ عبادت کرنے کا ثواب ہے لیکن جو دوسروں کے لئے باعث ایذا بن جائے جو ہر گھر میں صف ماتم بچھا دے جو دوسروں کا مال چھیننا جائز قرار دے جو دوسروں کا خون جائز قرار دے جو قتل و غارت گری کا درس دے کیا یہ اسلام ہے؟ یہ ہرگز اسلام نہیں ہے۔ جہاں تھوڑی سی انانیت آ جائے تھوڑی سی بڑائی آ جائے وہاں اتنی خرابیاں پیدا ہوتی ہیں جہاں ہو ہی بڑائی اور بڑائی اور یہ سوچنا کہ میرے جیسا کوئی دوسرا نہیں ہے میں بڑا باکمال ہوں یہی شیطنت ہے' شیطان صرف اتنی سی فکر ہے اس فکر کا نام شیطان ہے۔ عبادت جتنی شیطان نے کی شاید مخلوق میں سے کسی نے کی ہو۔ جنات میں سے تھا اتنی محنت کی اتنا مجاہدہ کیا کہ معلم الملکوت بنا فرشتوں کا بھی استاد اور آسمانوں پر اسے وہ درجہ حاصل تھا کہ جب جنات زمین پر فساد کرتے تو اللہ کریم اسی ابلیس کو فرشتوں کے لشکر دے کر بھیجتے اور امیر یہ ہوتا تھا کہ ان کی اصلاح کرو۔

زراہ تفاخر بفوج ملک
گہ برزمین بود گاہ بر فلک

تو بڑے فخر کے ساتھ فرشتوں کی فوجوں کی قیادت کرتا کبھی زمینوں پہ ہوتا تو کبھی آسمانوں پر۔ پھر ہوا کیا؟ شیطنت کیا در آئی؟ شیطنت یہ تھی کہ جب آدم علیہ السلام کی تخلیق کا وقت آیا تو اس نے کہا انا خیر منه۔ اس سے تو میں بہتر ہوں یہ تو مٹی کا پتلا بنا دیا بار الہا تو نے و خلقتنی من النار اور مجھے آگ سے بنایا مٹی تو ایک کمزور چیز ہے کوئی اسے روندتا ہے اس پہ لوگ پیشاب کرتے ہیں اور اس پر مردار پھینک دیتے ہیں اس میں جھیلیں بن جاتی ہیں اس میں گندے کڑوے پانی ہیں اس میں آتش فشاں ہیں اس پر پہاڑ ہیں جنگلات ہیں جانور پھرتے ہیں آگ تو صاف ستھری چیز ہے اور ایک طاقت کا نام ہے آگ جو سامنے آئے اسے تباہ کر دے جلا دے کوئی اس کا مقابل نہیں ہے میں آگ سے پیدا ہوا ہوں یہ مٹی کا پتلا آپ نے بنایا۔ انا خیر منه خلقتنی من النار و خلقتنه من تین۔ اس سے میں بہتر ہوں اس سے اعلیٰ ہوں۔ یہی شیطنت ہے۔

آپ خود سوچئے زمین پر جتنا فساد ہوتا ہے کیا دوسرے سے اپنی بڑائی منوانے کے لئے نہیں ہوتا ابلیس میں اگر یہ بات آئی لمحے بھر کو تو وہ شیطان ہو گیا اور ہم اس پہ عمر بسر کر دیں اور ہم مسلمان رہیں گے یہ تو پتہ تب چلے گا جب آنکھ بند ہو گی۔ اس بات کا اندازہ تو قبر میں ہو گا اس بات کا اندازہ تو روز حشر ہو گا کہ مسلمان کسے کہتے ہیں اور کون مسلمان ہے اور اللہ نے یہ ساری مخلوق کن لوگوں کے لئے

بنائی تھی کن کو پیدا کرنا چاہتا تھا اور ساتھ میں اتنے پیدا ہوگئے وہ جن کے بارے میں اس نے فرمایا تھا انی اعلم مالا تعلمون۔ فرشتوں سے بھی کہا تھا کہ تم ان باتوں کو نہیں سمجھ سکتے تمہارے نہ وہ جذبات ہیں نہ فکر ہے نہ وہ دماغ ہے نہ وہ گرمی سردی ہے نہ تم محبت سے آشنا ہو نہ تمہیں دشمنی کی خبر ہے تو تم روبوٹ ہو میں نے بنادیا اور جس پہ فکس کر دیا وہ تم کئے جا رہے ہو میں تو وہ مخلوق پیدا کرنے جا رہا ہوں جو اپنی پسند سے فیصلے کرے گی۔ اور مزا اسی وقت آئے گا کہ جب اپنا آپ ہار جائے گی لیکن میری بات نہیں ہارے گی تمہارا کیا ہے تم تو روبوٹ ہو تمہیں کیا پتہ کہ درد کیا ہوتا ہے۔ تمہیں کیا پتہ ہے کہ ہجر میں دکھ ہوتا ہے' تمہیں کیا پتہ کہ وصال میں لذت ہوتی ہے تم تو خوشی سے بھی بے خبر ہو غمی سے بھی آشنا نہیں تمہیں صحت کی لذت کا احساس نہیں ہے بیماری کے دکھ کی خبر نہیں ہے تمہارا نہ کوئی اپنا ہے نہ بیگانہ تمہیں ان باتوں سے کیا۔

ان اعلم۔ یہ سب رموز میں جانتا ہوں مالا تعلمون۔ جو تم نہیں جانتے تمہیں وہ چیزیں میں نے دی نہیں ہیں تمہیں وہ باتیں بتائی نہیں ہیں تم کیسے جان سکتے ہو میں تو ایک جیتا جاگتا سوچنے سمجھنے والا ہنسنے رونے والا دوستی دشمنی کرنے والا اپنے بیگانے بنانے والا بیگانے اپنے جاننے والا ادراک رکھنے والا' میں تو وہ مخلوق پیدا کرنا چاہتا ہوں جس میں قوت فیصلہ ہو بھلے برے کی تمیز ہو پھر وہ مجھے دیکھے وہ میرے۔ قریب آئے اسے مجھ سے پیار ہو جائے محبت ہو جائے پھر وہ مجھے چھوڑ نہ سکے اٹھ نہ سکے جا نہ سکے اسے بھوک ستائے تو بھی میرے در پہ رہے سلطنت مل جائے تو بھی میرے دروازے سے نہ اٹھے۔ اسے زندگی مل جائے تو بھی میرے لئے جیئے اسے گردن کٹانی پڑے تو میرے نام پہ کٹا دے سمجھوتے نہ کرے خواہشات کا اسیر نہ ہو وہ بدر میں ہو یا احد میں وہ قادسیہ میں ہو یا کربلا میں پتہ چلتا رہے کہ یہ بندہ کیا چاہتا ہے یہ کس سمت جانا چاہتا ہے اس کی آرزو کیا ہے جو خریدی نہ جاسکے جسے کوئی دبدبہ کوئی رعب ختم نہ کرسکے اس کے لئے بنا رہا ہوں شیطان نے کہا بارالہا مجھے تو نے رد کر دیا لیکن میں تیرے ان بندوں کو ایسا گھیروں گا کہ آگے سے پیچھے سے دائیں سے بائیں سے ہر طرف سے میں انہیں گھیر لوں گا یہ میری بات مانیں گے آپ کی بات یہ نہیں مانیں گے فرمایا میں نے جہنم پہلے سے بنا دی ہے تجھے بعد میں بنایا جو تیرے ساتھ تیری بات مانیں گے انہیں بھی اور تجھے بھی جہنم میں ڈالوں گا لیکن میری بات بھی سن لے۔

جو بات بھی محبوب کو گراں گزر جائے' وہ کبھی چھوٹی نہیں ہوتی

ان عبادی لیس لك علیهم من سلطن۔ جو میرے ہو جائیں گے ان پر تیرا بس نہیں چلے گا تو بھی سن لے میں تجھے نہیں روکوں گا میں تجھے زندگی دوں گا مہلت دوں گا جا تو جب تک قیامت قائم نہیں ہوتی تب تک دنیا میں رہے زندہ رہے تو تیری اولاد تیرے ماننے والے سارے مل کر زور لگالو۔ ان عبادی۔ یہ یقینی بات ہے جو میرے ہو جائیں گے لیس لك علیهم من سلطن۔ تیرا ان پر بس نہیں چلے گا۔

یہ جو' عبادی' والے لوگ ہیں ان کے لئے دنیا بنی ان کے لئے آخرت بنی باقی تو اگر جانتے ہوتے تو اے کاش! پیدا ہی نہ کئے گئے ہوتے پیدا ہو کر دنیا میں رہ کر جہنم میں جانا اتنا آسان نہیں ہے۔ جہنم کے بارے میں سوچنا دشوار ہے اللہ جہنم سے اپنی پناہ میں رکھے تو میرے بھائی! اسلام یہ ہے کہ بندہ دوسروں کی سلامتی کا سبب بن جائے دوسروں کو ان کے حقوق دلوانے کا سبب بنا جائے دوسروں میں زندگی بانٹنے کا سبب بن جائے دوسروں کے لئے دکھ پیدا کرنا دوسروں کو قتل کرنا دوسروں کو لوٹنا دوسروں کے لئے مصائب اور تکالیف پیدا کرنا یہ اسلام نہیں ہے نام تو ہم سب مسلمانوں جیسے رکھتے ہیں اور ہر بندہ اپنے نام میں اکثر نبی علیہ الصلوۃ والسلام کا نام نامی شمار کر لیتا ہے یا اللہ کا کوئی صفاتی نام اختیار کر لیتا ہے نام سے یا دعوے سے کیا ہوگا۔ بات کردار کی ہے فکر کی ہے سوچ کی ہے شعور کی ہے۔ تو میرے بھائی اپنے آپ کو تلاش کرو اپنے آپ کو ڈھونڈو۔ جب تک احساس وشعور زندہ نہ ہوں یہ چھوٹے چھوٹے حادثات بات کو بڑی دور تک لے جاتے ہیں۔

اک ذرسی بات پر برسوں کے یارانے گئے

چھوٹی چھوٹی باتوں پر۔ یہ ایک چھوٹی سی بات تھی نا۔ صدیوں ابلیس نے سجدے کئے زمینوں سے لے کر آسمانوں تک' ایک جملہ اگر کہہ ہی دیا کہ میں اس سے بہتر ہوں تو صدہا برس اس نے سجدے کئے یہ ذرا سی بات چھوٹی سی بات تھی۔ جو بات بھی محبوب کو گراں گزر جائے وہ کبھی چھوٹی نہیں ہوتی اور بڑی سے بڑی بات جسے وہ درگزر کردے وہ بڑی نہیں ہوتی چھوٹے بڑے کا معیار یہ نہیں ہے کہ ہم

کے چھوٹا بڑا سمجھتے ہیں چھوٹی بڑی کا معیار یہ ہے کہ اللہ کس بات سے ناراض ہوتے ہیں اور سب سے بڑی بات جو اللہ کو ناپسند ہے وہ یہ ہے کہ اس کی مخلوق کے لئے مشکلات پیدا کی جائیں۔ ہمیں سمجھ نہیں آتی۔ ہم ایسے عجیب لوگ ہیں۔

میں نے میاں شہباز شریف سے بات کی اسے سمجھانے کی کوشش کی نواز شریف سے بات کی کہ یار یہ ظلم ہو رہا ہے لوگ سر راہ قتل ہو رہے ہیں تھانے میں جاتے ہیں قتل ہو جاتے ہیں کچہری میں جاتے ہیں قتل ہو جاتے ہیں بس میں قتل ہوتے ہیں ریل میں قتل ہوتے ہیں کار میں قتل ہوتے ہیں گھر میں قتل ہوتے ہیں باہر قتل ہوتے ہیں کوئی خدا کا خوف کرو۔ اس وقت انہیں سمجھ نہیں آتی تھی جب اس نے پکڑ لیا تو پوچھتے ہیں ہمارا قصور کیا ہے۔ یہ انسان ہی ایسی عجیب مخلوق ہے کہ جب یہ اللہ سے دور ہوتا ہے اب بے نظیر بھی پوچھتی ہے نواز شریف بھی پوچھتا ہے ہمارا قصور کیا ہے۔ اس نے تو بلکہ نعرہ بھی بنوالیا ہے یا اللہ یا رسول بے نظیر بے قصور۔

لیکن اس کا نظام کسی کے نعروں کا محتاج نہیں ہے۔ ان بطش ربك لشديد۔ وہ جب پکڑتا ہے تو اس کی گرفت بڑی سخت ہوتی ہے بڑے بڑوں کی چیخیں نکل جاتی ہیں۔ یہ کیا ہیں وہ تو فرعون کی ہاں نکل گئی تھی ان کی تو حیثیت کیا ہے جب دو غوطے آئے نا سمندر کے کھردرے پانی میں کڑوے پانی میں کھاری پانی میں دو دفعہ پھیپھڑوں تک اور دماغ تک جب چڑھا تو اوپر ابھرا تو کہنے لگا۔

انی امنت برب موسی و ہارون۔ میں موسیٰ اور ہارون علیہما السلام والے خدا کو مانتا ہوں اللہ پاک نے فرمایا آلئن اب مانتے ہو وقد کنت من الکفرین۔ جب ماننے کا وقت تھا انکار کرتے رہے آج مانتے ہو آج تم مانتے ہو آج میں نہیں مانتا۔ آج تم مانتے ہو لیکن میں نہیں مانتا۔ اور فرمایا صرف یہ نہیں تم غرق ہو گئے۔ میں تمہیں غرق بھی کروں گا اور میں تمہیں نکال کر قیامت تک کے لئے مخلوق کے لئے نشانی کے طور پر رکھ دوں گا کہ فرعونوں کا انجام یہ ہوتا ہے۔ ابھی تک قاہرہ کے عجائب گھر میں پڑا ہوا ہے مردود۔ لیکن حیرت کی بات یہ ہے کہ اس کے باوجود لوگوں کو فرعون بننے میں مزا آتا ہے اس طرف کیوں نہیں آتے۔

شاید اس لئے کہ نہ انہوں نے دل کی آنکھیں کھولیں نہ انہوں نے دل روشن کئے نہ انہوں نے دیوار کے پیچھے جھانکنے کی جرات کی نہ انہوں نے اللہ کو پہچاننے کا تکلف کیا یہ نبی علیہ الصلوۃ والسلام کو ہی نہ پہچان سکے فرمایا۔

جو آپ ﷺ کا منصب جلیلہ ہے وہ ان بدبختوں کو نظر ہی نہیں آتا۔ جس طرح کے والے نہیں دیکھ سکے تھے اسی طرح آج کے فرعون بھی محمد رسول اللہ ﷺ کو نہیں دیکھتے۔ دیکھ سکتے نہیں پہچان سکتے نہیں پھر اپنی انا میں گرفتار ہو جاتے ہیں اور وہ بڑا سخت گیر ہے۔

ہر مشکل ابولہب نے پیدا کی محمد رسول اللہ ﷺ کے لئے حتیٰ کہ جب بدر میں شکست ہوئی اہل مکہ کو تو ایک شخص تھا جو لوہے کا کام کرتا تھا اور در پردہ مسلمان تھا غریب لوہار تھا شہر کا اب بڑے بڑے سرداروں کے سامنے کیسے دم مارتا اس کے پاس بیٹھا ہوا تھا شور اٹھا کہ بدر میں شکست ہو گئی فلاں مارا گیا فلاں مارا گیا فلاں مارا گیا طوفان آگیا مکہ سارا تہہ و بالا ہو گیا ہر گھر میں آہ و بکا۔ تو وہ جو

نیکی وہ ہے جس کا نقد اجر ہے اور جسے نیکی کا اجر ملتا ہے وہ اللہ کی مخلوق کے لئے مفید ہو جاتا ہے

ینظرون الیك وهم لا یبصرون۔ میرے حبیب ﷺ یہ مکے کے کافر ہیں آپ ﷺ کی طرف نگاہیں تو گھماتے ہیں نظریں تو ڈالتے ہیں۔ ینظرون الیك۔ آپ ﷺ پر نگاہیں ڈالتے ہیں وهم لا یبصرون۔ آپ ﷺ کو نہیں دیکھ سکتے انہیں ایک مکے کا قریشی نظر آتا ہے اپنا بھائی بھتیجا نظر آتا ہے انہیں وہ بات جو آپ ﷺ میں ہے وہ درد جو میں نے آپ ﷺ کے قلب اطہر میں ڈالا ہے وہ نور نبوت جس سے آپ ﷺ سرفراز ہیں وہ قرب الہٰی جس پر آپ ﷺ فائز ہیں وہ ختم رسالت

تلواریں بنا رہا تھا اس کے لب پہ مسکراہٹ آگئی دل میں تعلق اللہ تھا اللہ کے نبی ﷺ سے اسے خوشی ہوئی کہ الحمدللہ ان کا غرور کا سر نیچا ہوا۔ تو ابولہب نے غصے میں آکر اپنی کمان زور سے اس کے گھٹنے پہ ماری۔ کمان اس کے گھٹنے پہ ماری پھوڑا ابولہب کے گھٹنے پہ بن گیا۔ وہاں سے اٹھ کر گھر تک بمشکل آیا اس پھوڑے میں کیڑے پڑ گئے جہاں اس پھوڑے کا پانی لگتا وہاں دوسرا پھوڑا بن جاتا پھر اس میں کیڑے پڑ جاتے سر سے پاؤں تک بدن پھوڑوں سے بھر گیا جس زخم میں کیڑے پڑ جاتے

ہیں اس میں بڑی سخت بو پیدا ہو جاتی ہے آخر اتنی بدبو پیدا ہوگئی تھی کہ پیاس سے بلکتا تھا اور اندر پانی دینے کوئی نہیں جاتا تھا۔ وہی ابولہب جو کبھی اپنے آپ کو بڑا عظیم آدمی سمجھتا تھا اسی حالت میں مر گیا اور اس کی لاش کسی نے نہیں اٹھائی خود مشرکین اور کفار نے یہ فیصلہ کیا کہ اس مکان کی دیواریں گرا دو اور چھت گر جائے گی اور یہ از خود نیچے دب جائے گا اس لاش کو اس تعفن کو کون اٹھا کر پھرے گا چنانچہ اس کا مکان اس کے اوپر گرا دیا گیا۔ تبت یدا ابی لھب و تب۔ فرمایا ککھ نہیں رہنا ابولہب تیرا تو اجڑ ہی گیا ککھ نہیں بچیا تیرا۔ ما اغنی عنه ماله وما کسب۔ تیرا مال و دولت تیری بڑائی تیرا تکبر ککھ کم نہ آیا

تو یہ ایک واقعہ نہیں ہے بلکہ ہر فرعون ہر ابی لہب کا یہی انجام ہے اور ہم دیکھ رہے ہیں یہاں بھی روز ہی تماشا ہوتا ہے پھر بھی لوگ اس طرف اس لئے جا رہے ہیں کہ درد آشنا نہیں ہیں۔ طلب نہیں ہے عشق نہیں ہے محبت نہیں ہے اپنے آپ کو بڑا بنانا چاہتے ہیں اپنے آپ ہی کو بڑا شیطان نے بنانا چاہا۔ اپنے آپ اپنی خودستائی میں گرفتار ابولہب کا یہ حشر ہوا اپنی بڑائی میں گرفتار فرعون کا یہ حشر ہوا۔

سو اسلام یہ ہے کہ اللہ سے محبت کی جائے اور نیکی وہ ہے جس کا نقد اجر ملے اور جسے نیکی کا اجر ملتا ہے وہ اللہ کی مخلوق کے لئے مفید ہو جاتا ہے مضر میں نہیں رہتا اللہ کریم ہمارے گناہوں کو معاف فرمائے ہماری غلطیوں کو ہماری کوتاہیوں اور ہماری سستیوں کو معاف فرمائے اور ہمیں توفیق دے کہ ہم اس کی طلب کی آرزو کر سکیں اس کے پاس بیٹھ سکیں اس سے باتیں کرنا چاہیں اسے دیکھنا چاہیں اس سے ملنا چاہیں اگر یہ طلب پیدا ہو جائے تو اللہ کا طالب اللہ کی مخلوق کے لئے بھی باعث رحمت بن جاتا ہے۔

وآخر دعونا ان الحمد للہ رب العلمین۔

شکایات المرشد

☆ المرشد کی ماہانہ کاپی ہر ممبر کو بذریعہ ڈاک ارسال کر دی جاتی ہے اس میں کوتاہی نہیں ہوتی۔

☆ قارئین سے التماس ہے کہ رسالہ بروقت نہ ملنے کی صورت میں اپنے ڈاک خانہ سے رجوع فرمائیں۔

☆ اگر شکایت دور نہ ہو تو ایک خط بمعہ اپنا ایڈریس اور خریداری نمبر لکھ کر اس ایڈریس پر ارسال کریں۔

سرکولیشن منیجر ماہنامہ "المرشد"
ادیسیہ سوسائٹی کالج روڈ ٹاؤن شپ لاہور

ماہنامہ "المرشد" لاہور

ماہنامہ "المرشد" لاہور محرم ۱۴۰۰ھ سے باقاعدگی سے شائع ہو رہا ہے۔ اس کا مرکزی عنوان تو "تزکیہ نفس" ہے۔ "تزکیہ نفس، اصلاح باطن" کے بنیادی ماخذ قرآن وسنت کے مطابق صحیح اسلامی تصوف پیش کیا جاتا ہے۔

اس کے علاوہ نفاذ دین کے لئے جدوجہد ہر مسلمان پر فرض ہے۔ اس حوالے سے الاخوان کے پلیٹ فارم سے امیر تنظیم الاخوان محمد اکرم اعوان کے افکار پڑھیے۔

آیئے! المرشد کے مستقل خریدار بن کر اپنی صلاحیتوں کو علمی و فکری ارتقاء بخش کر میدان عمل میں دین اللہ کے نفاذ کے لئے متحد ہو کر کوشش کریں۔

ہیڈ آفس۔ ماہنامہ "المرشد" ادیسیہ سوسائٹی کالج روڈ۔ ٹاؤن شپ لاہور۔ فون نمبر 042-5182727

یقیناً

دلوں کا اطمینان اللہ کے ذکر میں ہے

احمد دین ٹیکسٹائل ملز (پرائیویٹ) لمیٹڈ

آفس: پل کوریاں سمندری روڈ فیصل آباد۔ فون 2-667571

قرآن مجید کے شماریاتی حقائق

خلیج فارس کے محقق ڈاکٹر طارق کی تحقیقی تحریر کا اردو ترجمہ المرشد کے قارئین کے لئے پیش خدمت ہے۔

ڈاکٹر طارق السویدان، ہمارے مسلم بھائی خلیج فارس میں کام کر رہے ہیں۔ انہوں نے قرآن مجید کی آیات کے حوالے سے ایک حیرت انگریز چیز دریافت کی ہے کہ قرآن میں کچھ آیات مبارکہ ایسی ہیں جن سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ ایک چیز دوسری کے برابر ہے۔ مثلاً ''عورت اور مرد برابر ہے''۔ قرآن میں جتنی بار آدمی کا ذکر آیا ہے اتنی ہی مرتبہ عورت کا ذکر موجود ہے۔ اگرچہ ایسا گرائمر کی رو سے درست نظر آتا ہے مگر اس حوالے سے حیران کن بات یہ ہے کہ قرآن پاک میں ''چوبیس'' مقامات ایسے ہیں جہاں ''آدمی'' کا لفظ استعمال کیا گیا' بعینیہ اسی طرح لفظ ''عورت'' بھی چوبیس مرتبہ مختلف مقامات پر آیا ہے۔ اس طرح یہ حقیقت صرف گرائمر کی رو سے ہی نہیں بلکہ ریاضی کے حوالے سے بھی درست دکھائی دیتی ہے۔ اس لئے کہ 24=24-

مزید تجزیے سے یہ صورت حال اور واضح ہوگئی کہ پورے قرآن پاک میں ایک چیز اور اس جیسی دوسری چیز کا ذکر اتنی ہی بار برابر موجود ہے۔

درج ذیل تفصیلات آپ کے یقین میں اضافہ کا باعث بنیں گی۔

لفظ ''دنیا'' 115 مرتبہ	''آخرت'' 115 مرتبہ۔
''ملائکہ'' 88 مرتبہ	''شیطان'' 88 مرتبہ۔
''زندگی'' 145 مرتبہ	''موت'' 145 مرتبہ۔
''منافع'' 50 مرتبہ	''بدطنیت'' 50 مرتبہ
''لوگ'' 50 مرتبہ	''انبیاء'' 50 مرتبہ۔
''ابلیس'' 11 مرتبہ	ابلیس سے پناہ مانگنے کی ہدایت 11 مرتبہ۔
''مصائب'' 75 مرتبہ	شکرانے کی نعمت 75 مرتبہ۔
بھٹکے ہوئے لوگ 17 مرتبہ	وفات پانیوالے لوگ 17 مرتبہ۔
''مسلمین'' 41 مرتبہ	''جہاد'' 41 مرتبہ۔
''سونا'' 8 مرتبہ	''آسان زندگی'' 8 مرتبہ۔
''جادو'' 60 مرتبہ	''فتنہ'' 60 مرتبہ۔
''زکوۃ'' 32 مرتبہ	''برکت'' 32 مرتبہ۔
''دماغ'' 49 مرتبہ	''نور'' 49 مرتبہ۔
''زبان'' 25 مرتبہ	Sermon'' 25 مرتبہ۔
''خواہش'' 8 مرتبہ	''خوف'' 8 مرتبہ۔
لوگوں میں بولنا 18 مرتبہ	لوگوں کیلئے بولنا 18 مرتبہ۔
''سختیاں'' 144 مرتبہ	صبر 144 مرتبہ۔
''محمد'' 4 مرتبہ	''شریعت'' 4 مرتبہ۔
''مرد'' 24 مرتبہ	عورت 24 مرتبہ۔

اور حیران کن بات یہ ہے کہ درج ذیل الفاظ قرآن میں کتنی مرتبہ آتے ہیں۔

نماز	5 مرتبہ
دن	365 مرتبہ
زمین	13 مرتبہ
سمندر	32 مرتبہ

سمندر + زمین = 13+32=45

پانی سمندر=32/45x100=71.11 فیصد

خشک زمین=13/45x100=28.89 فیصد

میزان= 100

جدید سائنس نے اب ثابت کیا ہے کہ 71.11 فیصد رقبے پر پانی ہے جبکہ خشکی 28.89 فیصد رقبے پر ہے۔ اور یہی بات قرآن سے ثابت ہے۔ کس نے محمد رسول ﷺ کو یہ سب بتایا۔ اللہ جل شانہ نے یہ سب تعلیم دی ہے۔ جیسا کہ قرآن بتاتا ہے کہ اس کی ہر آیت مکمل اور تفصیل کے ساتھ اللہ جل شانہ نے بیان فرمائی ہے کہ ہر وہ جگہ اور ہر چیز پر قادر ہے۔ (القرآن 1-11)

And amazingly enough have a look how many times the following words appear.

- Salat (Prayer) 5
- Month 12
- Day 365
- Sea 32
- Land 13
- Sea + Land 32 + 13 = 45
- Percentage of Sea Water 32/45 x 100 % = 71.111111111 %
- Percentage of Land on Earth 13/45 x 100 % = 28.88888889 %

= 100.00%

Modern Science has only recently proven that the water covers 71.111 % of the earth, While the land covers 28.889% Is this a coincidence? Who taught prophet Muhammad (sa) all this? Allah, the All Mighty taught him this. As the Quran tells us.

(This is) a Book, the "Verses whereof are perfected (in every sphere of Knowledge, etc.) and then explained in detail from One (Allah). Who is All-Wise and Well-Acquainted (with all things(' (Quran 11:1)

اسلام کی حاکمیت کیلئے

ہر قربانی دیں گے

رحمان آئلز

منجانب نور الرحمٰن لودھی، حفیظ الرحمٰن لودھی

لال ملز چوک، فیکٹری ایریا فیصل آباد فون نمبر 618946-624353

Subject: More Numerical signs in the Quran

A Muslim brother working in the Persian Gulf, Dr. Tariq Al Suwaidan, discovered some verses in the Holy Quran that mention one thing is equal to another, i.e. man is equal to women. Although this makes sense grammatically, the astonishing fact is that the number of times the world man appears in the quran is 24 and the number of times the word woman appears is also 24, therefore not only is this phrase correct on the grammatical sense but also true mathematically, i.e. 24 = 24. Upon further analysis of various other verses, he discovered that this is consistent throughout whole Quran, where it says one thing is like another. See below for some astonishing results:

The word number of times mentioned in Arabic Quran:

- Dunia (one name for life) 115 * Aakhirat (one name for the afterlife) 115
- Malaikat (angels) 88 * Shaytan (demon) 88
- Life 145 * Death 145
- Benefit 50 * Corrupt 50
- People 50 * Messengers 50
- Ebless (king of devils) 11 * Seek refuge from Eblees 11
- Museebah (calamity) 75 * Thanks 75
- Spending (sadaqah) 73 * Satisfaction 73
- People Who are Mislead 17 * Dead people 17
- Muslimeen 41
- Gold 8 * Easy life 8
- Magic 60 * Fitnah (dissuasion, misleading) 60
- Zakat (taxes Muslims pay for the poor) 32 * Barakah (increasing or blessings of a wealth) 32
- Mind 49 * Noor (light) 49
- Tongue 25 * Sermon 25
- Desire 8 * Fear 8
- Speaking publicly 18 * Publicizing 18
- Hardship 114 * Patience 114
- Muhammad 4 * Sharee'ah (Muhammad's teachings) 4
- Man 24 * Woman 24

تصوف کیا ہے؟

لغت کے اعتبار سے تصوف کی اصل خواہ صوف ہو اور حقیقت کے اعتبار سے اس کا رشتہ چاہے صفا سے جا ملے، اس میں شک نہیں کہ یہ دین کا ایک اہم شعبہ ہے جس کی اساس خلوص فی العمل اور خلوص فی النیت پر ہے اور جس کی غایت تعلق مع اللہ اور حصول رضائے الٰہی ہے۔ قرآن وحدیث کے مطالعے، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اسوہ حسنہ اور آثار صحابہؓ سے اس حقیقت کا ثبوت ملتا ہے۔

تصوف کیا نہیں؟

تصوف کے لئے نہ کشف وکرامات شرط ہے نہ دنیا کے کاروبار میں ترقی دلانے کا نام تصوف ہے نہ تعویذ گنڈوں کا نام ہے نہ جھاڑ پھونک سے بیماری دور کرنے کا نام تصوف ہے نہ مقدمات جیتنے کا نام تصوف ہے نہ قبروں پر سجدہ کرنے، نہ ان پر چادریں چڑھانے اور چراغ جلانے کا نام تصوف ہے اور نہ آنے والے واقعات کی خبر دینے کا نام تصوف ہے نہ اولیا اللہ کو غیبی ندا کرنا، مشکل کشا اور حاجت روا سمجھنا تصوف ہے نہ اس میں ٹھیکیداری ہے کہ پیر کی ایک توجہ سے مرید کی پوری اصلاح ہو جائے گی اور سلوک کی دولت بغیر مجاہدہ اور بدون اتباع سنت حاصل ہو جائے گی۔ نہ اس میں کشف والہام کا صحیح اترنا لازمی ہے اور نہ وجد وتواجد اور رقص وسرور کا نام تصوف ہے۔ یہ سب چیزیں تصوف کا لازمہ بلکہ عین تصوف سمجھی جاتی ہیں حالانکہ ان میں سے کسی ایک چیز پر تصوف اسلامی کا اطلاق نہیں ہوتا بلکہ یہ ساری خرافات اسلامی تصوف کی عین ضد ہیں۔

(اقتباس دلائل السلوک)
مولانا اللہ یار خانؒ
بانی سلسلہ نقشبندیہ اویسیہ

www.QuranTafseer.net

الحمدللہ کوشش کی گئی ہے کہ سلسلہ نقشبندیہ اویسیہ کے حوالے سے تمام کتابیں اور آڈیو وڈیو بیانات کو آپکی سہولت کے لیے ایک جگہ پر اکٹھا کر دیا جائے اور تازہ جمعہ بیانات بھی آپ فوراسن سکیں۔ ویب سائیٹ کی اینڈرائیڈ اپلیکیشن بھی موجود ہے

آپ اپنے اینڈرائیڈ موبائل میں پلے سٹور سرچ میں جا کر نیچے دیئے گئے الفاظ لکھ کر آسانی سے یہ اپلیکیشن سرچ کر کے انسٹال کرسکتے ہیں۔

اس ویب سائیٹ اور اپلیکیشن سے آپ یہ سب کچھ حاصل کرسکتے ہیں۔

1- مفسّر، مترجّم ومفکّرِ قرآن حضرت مولانا امیر محمد اکرم اعوان رحمتہ اللہ علیہ کی آڈیو، وڈیو اور تحریری تینوں طرح کی مکمل 30 پارہ اردو تفسیر اور مکمل 30 پارہ پنجابی تفسیر آڈیو وڈیو۔ 2- مشکوٰۃ شریف احادیث کی تشریح آسان ترین انداز میں آڈیو اور وڈیو بیانات۔ 3- اگر آپ کو قرآن ناظرہ پڑھنا نہی آتا یا آپ نے قرآن پڑھنا بہت پہلے سیکھا مگر اب صحیح تلفظ سے نہی پڑھ سکتے تو اب آپ دس دس منٹ کی کچھ وڈیوز دیکھ کر ناظرہ قرآن روانی سے پڑھنا سیکھ سکتے ہیں۔ 4- اس زمانہ کے سب سے مشہور 4 قاری صاحبان قاری مشری صاحب قاری السدیس صاحب قاری عبد الباسط صاحب اور قاری عادل الکلبانی صاحب کی آواز میں پورے قرآن کی آڈیوز سن سکتے ہیں۔ 5- حضرت مولانا امیر محمد اکرم اعوان رحمتہ اللہ علیہ کا نعتیہ کلام 6- ذکر کرنے کا ایسا طریقہ جس سے آپ کا دل اور جسم کا ہر ذرہ اللہ کا ذکر کرنے لگے مکمل تفصیلات موجود۔ 7- پچھلے دس سال کے سالانہ اور ماہانہ روحانی اجتماعات آڈیو وڈیو بیانات کا خزانہ 8- اسلامی سوال جواب ٹی وی پروگرام المرشد کی تمام آڈیوز وڈیوز۔ 9- سلسلہ نقشبندیہ اویسیہ کی تمام کتابیں اور 1981 سے آج تک کے تقریبا تمام المرشد میگزین پی-ڈی-ایف میں ڈاؤن لوڈ کے لیے موجود۔ جلسوں، جمعہ بیان، سالانہ، ماہانہ اجتماعات کے بیانات کی تازہ آڈیوز فورا اپلیکیشن اور ویب سائیٹ پر آپ سن سکتے ہیں۔ آئی فون، ونڈوز موبائل اور کمپیوٹر والے حضرات یہ سب کچھ اوپر دی گئی ویب سائیٹ سے حاصل کرسکتے ہیں۔

آپ کی سہولت کے لیے سلسلہ کی کوئی بھی کتاب یا کسی بھی پارہ کی تفسیر پی-ڈی-ایف میں آپ کو اپنے وٹس ایپ پر چاہیے ہو تو اس نمبر پر کتاب کا نام یا پارہ نمبر بتا کر اپنے وٹس ایپ سے میسج کر کے حاصل کرسکتے ہیں۔ 03235205255